جملہ حقوق کاپی رائٹ محفوظ ہیں اس لیے کوئی صاحب جزو یا کل یا کسی دوسری زبان میں ترجمہ کر کے چھپوانے کا قصد نہ کریں

اوم

سنگیت رشی دیانند

DELITE LIBRARY
No. 8

مصنفہ

سردار جسونت سنگھ ورما ٹوہانوی

جسکو

لالہ دیویدیال گپتا مالک گپتا اینڈ کمپنی ٹوہانہ نے شائع کیا

قیمت عہ

ملنے کے پتے

(۱) گپتا اینڈ کمپنی لوہانہ ۔ ایس ، پی ریلوے

(۲) بڑے بڑے شہروں کے تاجران کتب

پرنٹر

کوروشن پرنٹنگ ورکس فتحپوری دہلی

اوم

سنگیت رشی دیانند

پہلا نظارہ

پہلا سین

مندر شوالہ

شوراتری کو مندر میں پوجاریوں کی بڑی بھیڑ بھاڑ ہے معتقد لوگ دن بھر کے برت کے بعد مندر میں رات جگا کر رہے ہیں۔ امبا شنکر اپنے پتر مول شنکر کو پوجن کی مہما سنا کر رات جگا کا اپدیش کر رہا ہے

آرتی

اوم ہر ہر مہادیو

شو شنکر بم بھولا جے کیلاش پتی
جو نر استت گاویں ہو پرلوک گتی

ادم ہر ہر مہادیو

پاروتی جی سنگ اولنگ جٹا دھارے ہیل نادیا واہن ہوں جے جے کارے

ادم ہر ہر مہادیو

ترشول براجے ڈمرو کی ڈم ڈم بشپوں کی ہو برشا بم بھولے بم بم

ادم ہر ہر مہادیو

بھنگ اور آک دھتورہ پی کر مدماتے منو کامنا سپھل ہو جو تجکو دھیاتے

ادم ہر ہر مہادیو

کریں آرتی بجتے گھنٹے ترسنگھا سکل جگت کے اندر چھپا شولنگا

ادم ہر ہر مہادیو

ایک پجاری - بم مہادیو - بم مہادیو سے

لوک اور پرلوک کے سادھن تمہارے ہاتھ ہیں
ایک لٹیا بھنگ ہیں پرسن بھولے ناتھ ہیں

دوسرا سے ہر پرسن کیلاش پت سنسار کا ادھار کر
اپنی ادبھت دیا سے بھگتوں کا بیڑا پار کر

تیسرا سے کامنا پوری بھاگیرتھ کی کری پرسنیہ ہو
جٹا سے اپنی بہا ڈالو اسی دم گنگ کو

انباشنکر سے دردھ نشچے سے جو جپتا ہے تمہارے نام کو
پہنچ جاتا ہے وہ نرسیدھا ہی مکتی دھام کو

پرمول شنکر دن بھر کے برت کا آج کی رات جگا کے ساتھ

وشیش سمبندھ ہے۔ اگر تم اس پریکشا میں پورے اتر گئے۔ تو بس آنند ہی آنند ہے۔ جو پجاری دن بھر کا برت اور رات جگا دونو کو پورا نہیں نبھا سکتا۔ وُہ شِو کے درشن کداچت نہیں پا سکتا۔

مول شنکر۔ بابا جی کیول ایک دن کے برت اور ایک رات کے جاگنے سے مہادیو کے درشن ہو سکتے ہیں۔ تو یہ تو بہت ہی سستا سودا ہے بالکل ہی سُگم راستہ ہے۔ اس نیم کو پورن روپ سے نبھاؤں گا۔ اور اوشیہ مہادیو کے درشن پاؤنگا ۔

تمھاری نیند اور آلس دشمنی کو تیاگوں گا
اسی میں ہے اگر مکتی تو ساری رات جاگوں گا
اگر اک رات کے جگنے سے درشن شِو کے پالونگا
تو نیند آئیگی جن آنکھوں میں انکو پھوڑ ڈالونگا

انبا شنکر۔ شاباش آگیا کاری سنتان کا یہی کرتویہ ہے کہ وہ اپنے ماتا پتا کی آگیا کو مانے اور اپنے پوروجوں کے دھرم کو پرانوں سے بھی پریہ جانے۔ اگر ایسے درڑھ سنکلپ اور شدھ ہردے سے اس میں دھیان لگائے گا۔ تو نہ کیول مہادیو کے درشن ہی پائے گا۔ بلکہ کسی وشیش پدوی کو بھی پہنچ جائے گا۔ اور اپنے نام کے ساتھ ہمارا نام بھی سنسار میں روشن کر دکھائے گا ۔

نشچے کے ہیں پھل سبھی نشچے کی ساری بات ہے
دل میں اگر نشچے ہے تو بھگوان اسکے ساتھ ہے

نشچے سے ہی کام سب چلتے ہیں اس سنسار میں
جسکو نشچے ہی نہیں وہ ہے ڈوبتا منجدھار میں

مول شنکر۔ سنیہ وچن تھا استو۔ آج کا رات جگا تو سادھارن ہی بات ہے۔ کیونکہ آپ اور سارا پوجاری منڈل میرے ساتھ ہے۔ پوجا آرتی کتھا وارتا میں ہی رات کٹ جائے گی۔ نیند آنا چاہے گی۔ تو بھی آ نے نہ پائے گی۔ پرنتو مہا دیو کے درشنوں کے لیے یدی مجھے اکیلا ہی کسی نرجن بن میں ایک رات نہیں بلکہ کئی کئی راتیں جاگنا پڑے۔ گھر بار ماتا پتا۔ سکھ سمپتی سب کو تیاگنا پڑے۔ یہ سب کچھ منظور کروں گا۔ پرنتو کیلاش پتی مہادیو کے درشن ضرور کرونگا ؎

یہ سنا ہے اس منورتھ کے لئے جپ چاہیئے
کٹھن بھگتی کٹھن کریا اور کٹھن تپ چاہیئے
یہ تو کرپا ہی سنگم بے مول ہے بے دام ہے
رات بھر کا جاگنا بھی کوئی مشکل کام ہے

انبا شنکر۔ ہاں ہاں تیرے ساتھ سارا پجاری منڈل جاگے گا۔ نیند اور آلس کا بھوت بھولے ناتھ کے جے کاروں سے ہی کوسوں دور بھاگے گا۔ (پجاریوں سے) اُٹھاؤ بیٹا جھانجھ اور ڈھولک کھڑکاؤ اور بھولے ناتھ کی استتی کا بھجن گاؤ

پوجاریوں کا گانا (بھجن)

سمر دیم بھولے ناتھ جگت کے ترئیا

شمبھو شو مہا دیو کیلاش کے بسیا   بھگتن کے کاج سلج کشٹ کے ہریا

سمر و بم بھولے ناتھ ... ...

دھا دھا دھا دھا دھوبی ناؤ کے کھوّیا   سریش سنگ گنیش پاروتی میّا

سمر و بم بھولے ناتھ ... ...

دُکھ میں سُکھ میں سنکٹ میں بھیر کے بندھیا   جھٹ پٹ پہنچ جٹا کھینچ گنگ کے بہیا

سمر و بم بھولے ناتھ ... ...

دھرم ارتھ کام موکش کے ہو تم دلیا   دین کی سنو ٹیر ڈمرو کے بجیا

سمر و بم بھولے ناتھ ... ...

ناٹک

امبا شنکر :- پتر مول شنکر تم شو استوتر کا یہ کلیان کاری پاٹھ کرتے رہو پرنتو دھیان رہے ۔ کہ سونا مت ۔ یدی نیند را ادھک تنگ کرے ۔ تو آنکھوں پر جل کے چھینٹے دیکر اسکی نورتی کر لینا ۔ ورنہ دن بھر کا برت اور رات بھر کا بھجن سب اکارتھ جائے گا ۔

مول شنکر :- سب کام آپ کی آگیا انکول ہوگا ۔

{ آدھی رات کے سمے ایک ایک کرکے سب پوجاری سو جاتے ہیں ۔ }

مول شنکر :- ہیں ؟ یہ کیا ہو رہا ہے ۔ جسے دیکھو وہی پوجاری گہری نیند میں سو رہا ہے ۔ میرے لئے تو اتنا نیادھن کہ اگر سو گیا ۔ تو سب کچھ

کیا کر ایا اکارتھ جائے گا۔ پرنتو جو تمام پوجاری منڈل سو رہا ہے اُن کو مہادیو کیسے درشن دکھلائے گا۔ سویم پتاجی مجھے اپدیش کرتے کرتے آپ نیند میں ایسے مست ہو رہے ہیں۔ مانو گھوڑے بیچکر سو رہے ہیں۔ پرنتو مجھے اُن سے کیا پرنام۔ یہ جانیں اور ان کا کام۔ میں تو تمام رات جاگتا ہوا۔ پتاجی کے بتائے ہوئے شوا ستوتر کو رٹوں گا اور مہادیو کے درشن کر کے ہی ہٹوں گا۔

رہ گئی ہے رات آدھی اور آدھی جا چکی
نیند آنے گی نہ اب آئی تھی جن کو آ چکی
برت رکھا دن کا اور جاگے ہیں ساری رات کے
ان کو ہی ہوئیں گے درشن شو جی بھولے ناتھ کے

ایک پوجاری۔ (نیند اور نشے میں بڑبڑاتا ہوا) اور ہم کو بھی درشن ہوں گے شو شمبھو کے۔

مول شنکر۔ ارے نربھاگ! درشن کرنا چاہتا ہے۔ تو اب بھی نیند سے جاگ۔

وہی پوجاری۔ (بڑبڑاتا ہوا) ارے ہم تو اسی میں لین ہو رہے ہیں۔

مول شنکر ایک کنارے بیٹھ کر شوا ستوتر کا پاٹھ کرتا ہے ایک چوہا چڑھانے کے بتاشے وغیرہ کھا کر شو کی مورتی پر چڑھ جاتا ہے۔

مول شنکر۔ (حیران ہو کر) ارے یہ کیا ہو رہا ہے۔ کتھاؤں میں تو سنا ہے کہ مہادیو کیلاش کا والی ہے۔ بڑا بلوان بڑا شکتی شالی ہے۔ پرنتو

یہاں تو اس کے بالکل وپریت ہو رہا ہے۔ شنگی شالی مہادیو ایک
چوہے سے بھیت ہو رہا ہے۔ ایک ننھا سا چوہا اس کے بھوگ
کی سامگری کو کھا رہا ہے۔ اس کے اوپر چڑھ کر الٹی سیدھی
چھلانگیں لگا رہا ہے۔ پرنتو بھولے ناتھ جی اس اپمان کو انوبھو
تک نہیں کرتے ہیں۔ ایسا پرتیت ہوتا ہے۔ کہ یہ اس چوہے سے
ڈرتے ہیں۔ ورنہ کہاں ایک چوہا اور کہاں بھولے ناتھ۔ پرنتو ان
کی تو زبان ہلتی ہے۔ نہ ہاتھ۔ نہیں ہو سکتا۔ کداچت نہیں ہو سکتا
یہ کلپت بھولے ناتھ سچا مہادیو نہیں ہو سکتا ہے

نیند آنکھوں میں مری آرام تیاگا رات بھر
مفت میں بھوکا مرا اور مفت جاگا رات بھر
یہ نہ شو ہے اور نہ شو کا کوئی استھان ہے
یہ تو کیول بھرم ہے اور بھول ہے اگیان ہے
بھوکا رہنے سے نہ وہ ملتا نہ جاگے ایک رات
وہ کرونگا تپ شو ملجائیں جس سے ساکشات

دوسرا سین

انبا شنکر کا مکان

مول شنکر کی ماتا۔ پربھات ہونے والی ہے۔ میرا مول شنکر دن بھر کے

اُداس اور رات بھر نیند سے تھک گیا ہوگا۔ بچہ ہی تو ہے۔ بچارے کا بھوک کے مارے کلیجہ پک گیا ہوگا۔ میں نے بہترا کہا۔ تو بھوک اور برت کی کٹھنائیاں نہ سہ سکے گا۔ سمجھائے تھے ور وہ آٹھ پہر تک بھوکا نہ رہ سکے گا۔ پرنتو اس کے پتا اس کو ابھی سے برہم گیانی بنانا چاہتے ہیں۔ کل کے بچے سے ایسی ایسی کٹھن کریائیں کراتے ہیں۔ خیر اب اس کے آنے سے پہلے بھوجن بنا رکھوں۔ جو آتے ہی تھوڑا بہت کھا کر سو جائے۔ تا کہ رات بھر کی نیند کا تھوڑا بہت تکان دور ہو جائے۔

مول شنکر۔ ماتا جی! مجھکو بھوک اتی آتست ستا رہی ہے۔ نیند الگ آنکھوں کو بند کئے جا رہی ہے۔ یدی کچھ ہو تو کھانے کو دو۔

ماتا۔ پتر! ابھی تو پہر بھر رات باقی ہے۔ تو مندر سے اکیلا ہی چلا آیا۔ یا کسی کو ساتھ لایا۔

مول شنکر۔ اکیلا۔

ماتا۔ ایسے بھیانک سمے میں۔

مول شنکر۔ ہاں

ماتا۔ تیرے پتا جی نے تجھکو اکیلا آنے کی کیسے آگیا دی۔

مول شنکر۔ میں نے ان سے پوچھا ہی نہیں۔

ماتا۔ کیوں؟

مول شنکر۔ وہ نیند میں مگن ہو رہے تھے۔ اور آنند سے سو رہے تھے

ماتا۔ تُو نے بڑی بھُول کی۔ ایک تو ایسی اندھیری رات میں اکیلا چلا آیا۔ دوسرے اُن سے پوچھ کر بھی نہیں آیا۔ وہ آتے ہی تجھ پر کرودھت ہوں گے۔ پرنتو وہ سو کیسے گئے۔ کیا انھوں نے رات جگا نہیں کیا۔

مول شنکر۔ نہیں۔ یہ سب سندھن مول شنکر کے لئے ہی تھے۔ اور یہ بھی سمبھو ہے۔ کہ وہ مہادیو کے درشن کر بھی چکے ہیں۔ کیونکہ وہ تو مجھ سے بہت پرانے شو کے پوجاری ہیں۔ نہ جانے آیو بھر میں انھوں نے کتنے رات جگے کئے ہونگے۔ اور کتنی دفعہ ان کو مہادیو نے درشن دیئے ہوں گے۔ میری تو رات بھر یا تو نیند خبر لیتی رہی۔ یا مہادیو کی جگہ بھوک کی دیوی درشن دیتی رہی۔

ماتا۔ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا۔ کہ تو ابھی سے اتنا کشٹ نہ سہ سکے گا جس نے ایک گھڑی کی بھوک نہیں سہی۔ وہ آٹھ پہر کیونکر بھوکا رہ سکے گا۔ پرنتو تیرے پتا نے پر ہٹھ اور آگرہ کیا۔ اور سمجھ کہ خواہ مخواہ اتنا کشٹ دیا۔ پرنتو خیر اب تو تھوڑا کھا پی کر سولے۔ تاکہ پربھات تک تیری طبیعت ذرا ہلکی ہولے۔

{ مول شنکر کھا پی کر سو جاتا ہے۔ اور اس کی ماتا صبح کا کھانا بنانے میں مشغول ہو جاتی ہے۔ امبا شنکر مندر سے اُلٹا گر آتا ہے۔ }

امبا شنکر۔ (غصہ سے) کہاں ہے وہ مُول شنکر اپرادھی۔ ادھرمی نے

کُل کی مریادا مٹی میں ملا دی۔ مورکھ دن بھر بھوکا رہا۔ آدھی رات تک نیند کا کشٹ بھی سہا۔ پرنتو تھوڑی سی دیر کے لئے سب کچھ کیا کرایا نشٹ کر دیا۔ اور اپنے جیون کے ساتھ ہمارا جیون بھی بھرشٹ کر دیا۔

مول شنکر کی ماتا۔ کرودھ کو جانے دیجئے۔ ذرا شانتی سے کام لیجئے آخر بچہ ہے۔ سہتے سہتے ہی سہ سکے گا۔ ایک دم بوجھ ڈالنے سے اس کا سواستھ کیسے ٹھیک رہ سکے گا۔

انبا شنکر۔ چودہ سال کی آیو ہو چکی۔ ابھی تک وہ دودھ پیتا ہی رہے جائے گا۔ اور تیرے ساتھ ساتھ زمانہ بھی اس کو بچہ ہی کہے جائے گا۔

ماتا۔ پھر ہو کیا گیا۔ اس آیو کے بچے دن میں دس دس دفعہ کھاتے ہیں۔ سائنکال سے سو کر پہر دن چڑھتے تک بھی اٹھنے میں نہیں آتے ہیں۔ اس نے تو پھر بھی بہت کچھ نبھایا۔ رات بھر سویا نہ دن بھر کھایا۔ جب نیند اور بھوک نے زیادہ ہی ستایا۔ تو بچارہ تنگ آ کر گھر چلا آیا۔

انبا شنکر۔ نہ دوسرے کے بچوں سے مجھے سروکار۔ نہ دنیا کے بچوں کا میں ذمہ دار۔ پرنتو اس کی ضرور خبر لوں گا۔ اس اپرادھ کا ضرور ڈنڈ دوں گا۔

ماتا۔ تمہیں میری ہی قسم ہے۔ جو میرے بچے کو جگاؤ۔ یا اُسے

ہاتھ بھی لگاؤ۔ بھاڑ میں جائیں تمہارے برت اور رات جگا۔ میرے بچے کے ساتھ یہ اچھا انصاف ہونے لگا۔ بچارے نے دن بھر نہ ان کھایا۔ نہ پانی پیا۔ ساری رات رات جگا کیا۔ اور تم نے اس کا یہ انعام دیا۔

انبا شنکر۔ دھکار ہے۔ اس بدھی پر لوک کا بھے نہ پرلوک کا ڈر۔ جان بوجھ کر اپنے آپ کو نرک میں ڈالتی ہے۔ جو مہادیو کے برت اور رت جگا کے لئے ایسے اپ شبد منہ سے نکالتی ہے۔ اتنی مورکھتا۔ اس قدر بے حیائی خبردار جو پھر ایسے شبد زبان پر لائی ہے

پلٹ دیں دنیا کا تختہ اک ذرا سی بات میں
جانتی ہے کچھ ہے کتنا کرودھ بھولے ناتھ میں
شانتی جب تک ہے۔ تو ان سا کوئی دیتا نہیں
کرودھ آجائے تو اس کی بھی کوئی سیما نہیں

ماتا۔ مہادیو ہمارے اشٹ ہیں۔ ہمارے پوجنیہ ہیں۔ ان کے سمبندھ میں کوئی اپ شبد کیوں زبان سے نکالوں گی۔ پرنتو سادھارن سی بات کے لئے بچے کو تاڑنا نہ کرنے دوں گی ہے

خوش رہیں بھولے ناتھ تو ہر وقت اپنے بال پر
رکھتے ہیں ہر وقت کرپا میرے ننھے لال پر
رہ گئی کھگتی میں گر تھوڑی سی اس سے نیونتا
عمر ہی کیا ہے اسے ہے گیان بھی کس بات کا

{مول شنکر آنکھیں ملتا ہوا اندر سے آتا ہے}

مول شنکر۔ پتا جی! اکشما کرنا۔ نیند اور بھوک نے مجھ کو بہت ستایا۔ اس لئے بغیر آپ کی آگیا لئے گھر کو چلا آیا۔ اس کے علاوہ میں آپ کو جگاتا تو آپ کی نیند میں خلل آتا۔

انبا شنکر۔ مورکھ! ادھرمی! اتنی ڈھٹائی؟ اس قدر بے شرمی؟ ارے کل گھاتی! تجھے میرے سامنے آتے ہوئے لجا بھی تو نہیں آتی ارے بیٹوا! ایک رات ہی جاگا تھا۔ ایک دن کا ہی بھوجن تیاگا تھا۔ اتنا سا دھن بھی تیرے لئے پربت ہو گیا۔ گھر میں آیا اور کھا پی کر سو گیا ہ

پیٹ بھرنے کا ہی کیول ایک سادھن یاد ہے
ہے یہی دھرم اور کرم کل کی یہی مریاد ہے
موم کا پتلہ نہ تھا۔ پل میں پگھل جاتا نہ تو
پھر سبیرے بعد کھا لیتا تو ڈھل جاتا نہ تو

مول شنکر۔ اگر بغیر اپرادھ کے بھی آپ ڈنڈ دیں تو مجھے کیا انکار ہے پرنتو اگر سوچا جاتا ہی مہا پاپ ہے۔ تو سارا پجاری منڈل اسکا قصوردار ہے جب سب پجاریوں پر مع آپ کے نیند چھا گئی۔ تو دیکھا دیکھی میری طبیعت پر بھی سستی آ گئی ہ

رہ سکے ثابت قدم وہ بھی بمشکل دو گھڑی
تھی عمر جن کی کہ میرے باپ دادا سے بڑی

مجھ سے ہی وہ کونسا اپرادھ ایسا ہو گیا
تم وہاں پر سو گئے۔ اور میں یہاں پر سو گیا

انباشنکر۔ اپنا پاپ چھپانے کے لئے دوسروں پر دوش لگاتا ہے۔ اے مورکھ! یہ سونا نہیں بلکہ انتردھیان کہلاتا ہے۔

مول شنکر۔ یہ نئی پرکار کا خراٹے دار انتردھیان ابھی دیکھنے میں آیا۔ اس سے پہلے تو آپ نے کبھی اس وچتر انتردھیان کا مہاتم کبھی نہیں تبلایا ہے

خوب پوجا ہو رہی تھی خوب انتردھیان تھا
جس طرف دیکھو خراٹوں کا وہیں گھمسان تھا
برت پوجا رت جگا سے تھی وہاں کس کو پریت
نیند کی اور بھوت کی واں ہو رہی تھی ہار جیت

انباشنکر۔ نرلج! تو ابھی سے ہمارے سنمکھ بولتا ہے۔ ترک بدھی سے اتنی زبان کھولتا ہے۔ ارے اپرادھی! تو نے مان مریادا سب مٹی میں ملا دی۔

ماتا۔ یہ تو بچہ تھا ہی تم بھی بچے بنتے جاتے ہو۔ اور اس جھگڑے کو ختم کرنے میں ہی نہیں آتے ہو۔ جو کچھ بھول ہو گئی۔ اس کو تم بھی دل سے بھلاؤ۔ تیوہار کے دن گھر میں کلیش نہ پھیلاؤ سانپ نکلنے پر پرتھا لکیر کو پیٹ رہے ہو۔ اور گذری ہوئی بات کو بار بار گھسیٹ رہے ہو

جو بات ہاتھ سے نکل چکی کیوں بار بار دہراتے ہو
جھگڑا کرنے کیلئے مفت رسّی کا سانپ بناتے ہو
جتنی کچھ اس کی تو بھی رت جگا کیا اور برت کیا
جب سو گئے برہم چاری سبھی تو اس شکون انرتھ کیا

مول شنکر۔ پتاجی! نہ تو مجھ کو بھوک نے تنگ کیا۔ نہ نیند نے ستایا بلکہ میں تو مندر میں ایک وچتر گھٹنا دیکھ کر گھر کو چلا آیا ہوں

نیند کو خاطر میں لایا اور نہ بھوک اور پیاس کو
رکھ سکا قائم نہ میں شردھا کو اور وشواس کو
جو سُنا تھا اور جو دیکھا بات قابل غور ہے
بھرم ہے دل میں کہ سچا شو تو کوئی اور ہے

انبا شنکر۔ وہ کونسی وچتر گھٹنا دیکھنے میں آئی جس نے تیرے وچاروں میں اس قدر کھلبلی مچائی۔

مول شنکر۔ جب آپ اور دوسرے پجاری سب سو گئے۔ اور تمام آپ کے شبدوں میں انتر دھیان ہو گئے۔ تو میں اس سمے بالکل سادھان تھا۔ نہ نیند تھی نہ آلس کا نام ونشان تھا۔ اتنے میں ایک چوہے نے آکر مہادیو کے چڑھاوے کی سامگری کو خوب کھایا پیا اور ان کی مورتی کے اوپر چھلانگیں مار مار کر خوب آنند لیا۔ یہاں تک کہ مل موتر کا تیاگ بھی مورتی کے اوپر ہی کیا۔ پرنتو مہادیو نے اس چوہے کو اپنے ایمان کا کوئی ڈنڈ نہ دیا۔ کتھاؤں میں تو

مہادیو کے بل اور تیج کا ورنن بہت کچھ سُننے میں آیا۔ پر نتو رات تو
انھوں نے اپنا سادھارن سا چمتکار بھی نہیں دکھلایا۔ کیا مہادیو
اس سمے وہاں اوپستھت نہ تھے۔ اگر تھے تو انھوں نے اس چوہے
کو کیوں نہیں ہٹایا۔ اگر نہیں تھے۔ تو ہم نے اپنے سمے کو وہاں
اکارتھ ہی گنوایا ہے۔

جب سے یہ دیکھی ہے گھٹنا دل ادھر سے ہٹ گیا
شردھا اور بھگتی کا جو بادل تھا ایک دم پھٹ گیا
اپنی رکشا کے لئے جو دوسروں کا ہے ادھین
وہ کرے رکشا ہماری کس طرح آئے یقین

انبا شنکر۔ یہ تیری بچّوں کی سی اگیانتا کی باتیں ہیں۔ کیونکہ ابھی
تیرے کھانے کھیلنے کے دن اور سونے کی راتیں ہیں۔ ان گوڑھ
باتوں کا تو سمجھنے کے لئے وِدّیا گیان اور تپ کی اپکشا ہے۔ تیرے
جیسا بالک شاستروں کے سدھانت کو کیا سمجھ سکتا ہے۔

شاستر اور پوران آدک جس سمے پڑھ جائیگا
ساتھ بدھی کے تیرا جب گیان بھی بڑھ جائیگا
داغ دل سے جب اودیا کے بھی سب دُھل جائینگے
بھید ان سدھانتوں کے خود بخود کھل جائینگے

مول شنکر۔ اگر یہی بات ہے تو آپ کا سدھانت میری سمجھ میں نہیں
آیا۔ کہ کیوں مجھے دن بھر بھوکا رکھا۔ کیوں رت جگا کروایا ہے۔

پھر تو یہ کرپا ہی سب میرے لئے انمول تھی
سادھن اس پرکار کے کروانا بھی اک بھول تھی
گیان تب دویا کی جب ہو جاتی مجھ کو پراپتی
رت جگا اور برت بھی کروانا چاہیئے تھا تبھی

انبا شنکر۔ مورکھ! تو اپنی زبان کو سنبھال اور اس پرکار کی ناستکتا کی باتیں منہ سے نہ نکال۔ اس سے منش کی بدھی ہین اور من ملین ہو جاتا ہے۔ پاپ کا انش پربل ہو جاتا ہے۔ دھرم کا انس سو جاتا ہے ؎

تب کیا برسوں جنہوں نے چھوڑ کر آرام کو
ایک دن میں چاہتا ہے پہنچنا اس دھام کو
سہن کرنا سیکھ جائے بھوک کو اور پیاس کو
رت جگا اور برت کروا یا تیرے ابھیاس کو

مول شنکر۔ کل تو آپ نے فرمایا تھا کہ کیول ایک دن کے برت اور رات جگا کرنے سے مہادیو خوش ہو جاتے ہیں۔ اور اب اس کو کیول ابھیاس ہی کا سادھن بتلاتے ہیں۔ میرے وچار میں تو جن لوگوں نے اپنی ساری آیو ایسی بھگتی اور پوجا میں لگا دی اور اس پرکار کا ابھیاس کرتے ہوئے عمر گنوا دی۔ انھوں نے بھی پرتھا ہی کشٹ سہے۔

مہادیو کے درشنوں کی طرف سے وہ بھی کٹھن کٹھن گوپال ہی رہے ؎
ساری آیو ہی لگا دی جس نے اس ابھیاس میں
بھٹکتے ہی مر گئے وہ درشنوں کی پیاس میں

آپ ہی کہہ دیں میرا ہو جائے گا یہ شک رفع
آیو بھر میں شو کے درشن کئے ہیں کتنی دفعہ

انبا شنکر۔ بیٹا اصل بات تو یہ ہے کہ مہادیو تو کیلاش پر براجمان ہیں۔ اور یہ شوالے آدک ان کی پوجا کے استھان ہیں۔ کلو کال کے پربھاؤ سے مہادیو درشن نہیں دیتے ہیں۔ پرنتو ان کے بھگت ان کی مورتی بنا کر اس میں دھیان دھر کے اس کی پوجا اور آواہن کر لیتے ہیں۔ چونکہ ان کے بھگت ان کے لئے برت اور رات جگا آدک کا کشٹ سہتے ہیں۔ اس لئے مہادیو کیلاش پربت پر بیٹھے ہی ان سے پرسنیہ رہتے ہیں ؏

سارا نربھر ہے بھگت کی شردھا اور وشواس پر
رہتے ہیں پرسنیہ شو بیٹھے ہوئے کیلاش پر
نشچے کی ہے بات ساری اور نشچے کا ہے پھل
نشچے والوں نے کھلایا پتھروں کو اَن جل

مول شنکر کا گانا

میرا رہا نہیں وشواس پتا جی اس پتھر پوجا پر

سچے شیو کی کروں تلاش — ڈھونڈوں ہمالہ اور کیلاش
چاہے ان دوں دھرتی اور آکاش — پھرنا پڑ جائے چاہے عمر بھر

میرا رہا نہیں ۔۔ ۔۔

نہیں یہ مارگ مجھے پسند — چلوں کیوں آنکھیں کر کے بند
اس سے ملے نہ پرم آنند — ہے شیو اس شیو سے بھی بڑھ کر
میرا رہا نہیں ” ” ” ”

جہاں تک ہیں نے کیا وچار — یہ سب ہے متھیا بیوہار
ایشور ملیں نہ اس پرکار — جھوٹے ہیں یہ سبھی اڈمبر
میرا رہا نہیں ” ” ” ”

رات کو دیکھ دیکھ کر گھٹنا — پڑ گیا اس مارگ سے ہٹنا
سچے شیو کی لگ گئی رٹنا — رہوں گا اس کے درشن پا کر
میرا رہا نہیں ” ” ” ” ”

رات سے یہی بھرم ہے اب تک — دل میں بیٹھ گیا پورا شک
جو ہے ایشور سرودیاپک — گھستا کیسے پتھر کے اندر
میرا رہا نہیں ” ” ” ”

ایک دن سہہ کر بھوک اور پیاس — کریں شیو کے درشن کی آس
جن کا ہے ایسا وشواس — ہے یہ ان کی بھول سراسر
میرا رہا نہیں ” ” ” ” ”

انبا شنکر کا گانا

گر تو بند اپنی بکواس نہیں تو سخت سزا پائیگا

بتا سچ کس نے تجھے سکھایا — ناستک کس نے تجھے بنایا

اب بھی باز نہیں گر آیا — بدن کی کھال اُتروائے گا
کر تو بند اپنی " " "
شیو کا کرتا ہے اپمان — بتاتا ہے اس کو پاشان
شاید نہیں پیاری جان — بھسم تو یہیں پہ ہو جائے گا
کر تو بند اپنی " " "
ارے او مورکھ نا معقول .. — ڈال دی کس نے تجھ کو بھول
بُرا ہے شوجی کا ترشول — دوارے یم کے پہنچائے گا
کر تو بند اپنی " " "
شکر کا اور غنیمت جان — سمجھ کر بچہ اور نادان
شیو نے لئے نہ تیرے پران — شبد یہ پھر بھی دہرائے گا
کر تو بند اپنی " " "
نہیں کل مریادا کا خیال — کرتا اُلٹے ٹیڑھے سوال
ابھی سے ہے یہ تیرا حال — آئندہ کیا کر دکھلائے گا
کر تو بند اپنی " " "
خیریت ہے اپنی منظور — تو کر ان خیالات کو دور
دل سے تج ابھیمان غرور — شیو کے تب درشن پائیگا
کر تو بند اپنی

مول شنکر کا گانا

جس سے ڈرا نہیں اک چوہا مجھے یم لوک وہ پہنچا دیگا

پتا جی دو ہزار پرمان — پر نہیں ہوتا اطمینان
جھوٹ سچ کی ہو گئی پہچان — امتحان آپ کو ہو جاوے گا
جس سے ڈرا نہیں .. ..

اس میں ہوتی اگر صداقت — چوہے کی تھی کیا یہ طاقت
کرتا ایسی وہاں حماقت — کیسے مجھے یقین آوے گا
جس سے ڈرا نہیں .. ..

نہ اس شیو سے ہوتا ہے بھیت — نہ اس سے مجھ کو کوئی پریت
وہ تو گیا سمے ہی ریت — مجھے کوئی کیا کچھے دکھلاوے گا
جس سے ڈرا نہیں .. ..

کہاں کا شیو کیسے ترشول — ہیں یہ باتیں سب ترمول
رہا جو خود ہی رستہ بھول — ہمیں کیا مارگ بتلاوے گا
جس سے ڈرا نہیں .. ..

مجھے جو چاہو دے لو ڈنڈ — مگر یہ بات ہے میری اکھنڈ
اس پرکار کا جو پاکھنڈ — ادھک دن نہیں رہنے پاویگا
جس سے ڈرا نہیں .. ..

لیے اپنے مت انوسار — بنا لئے ایشور کئی ہزار
بھرم میں پڑ گیا کل سنسار — کون کس کس کے گن گاوے گا
جس سے ڈرا نہیں .. ..

ناٹک

پتاجی! سچ یہ بات تو یہ ہے کہ میرے من میں اس بات کا پورا پورا سندیہہ ہے۔ کہ ایک جڑھ وستو کے ادہار سے چیتن سروپ پرماتما کو پانا۔ اتنی ہی اسمبھو بات ہے۔ جتنی کہ ایک ہیجڑے سے سنتان اتپتی کی آشا کرنا۔ کتھاؤں میں تو جس مہا دیو کا ورنن آیا ہے۔ وہاں تو اس کو اجر امر شدھ چیتن بتایا ہے۔ پرنتو یہاں اس کے بالکل وپریت کھیل۔ بھلا ایک چیتن شکتی کا جڑھ وستو سے کیا میل ہے

یہ دوا میل باتیں دل نہیں منظور کر سکتا
نہ بت پاشان کا میرے سندیہہ کو دور کر سکتا
مجھے ہے جستجو اس کی ہیں اس شو کا ہوں متلاشی
جو ہے گھٹ گھٹ میں ویاپک شدھ چیتن اور ابناشی
وہ شو کیلاش پر ہے اور نہ تیرتھ کے کسی تٹ میں
اگر ہونگے کبھی درشن تو ہونگے اپنے ہی گھٹ میں

انباشنکر۔ (خود بخود) لڑکے کی ماابھی بگڑ گئی عقل میں فرق ہو گیا۔ دن بھر کی بھوک اور تمام رات کی نیند سے دماغ چکرا گیا۔ یہی کارن ہے جو اس پرکار کی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ نہ مہا دیو کے کوپ کا بھے ہے۔ نہ مجھ سے ڈرتا ہے۔ کچھ کھا پی کر تھوڑی دیر سو جائے گا۔

تو اس کا دماغ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ (مول شنکر سے) تو زیادہ نہ بول پرتھا زبان نہ کھول۔ بس اب نہا دھو کر کچھ کھالے اور تھوڑی دیر آرام پالے۔ جب تک تیری نیند اور بھوک کی تکان دور نہ ہو جائے گی۔ تب تک کوئی بات تیری سمجھ میں نہ آئے گی ؎

نہیں تو نیند اور بھوک کا پہلے سے عادی ہے
اسی کارن سے بدھی میں تیرے آئی اُپادھی ہے
ذرا کھا پی کے سوئے جب طبیعت ہو گئی ہلکی
سمجھ جائے گا سب کچھ دیر لگنے کی نہیں پل کی

مول شنکر۔ نہ نیند کا خمار ہے۔ نہ بھوک سے طبیعت بیقرار ہے۔ بلکہ چت پر ایک وچتر ہی وچار ہے۔ جو مہان کٹھن اور بڑا پیچدار ہے اور ہر ایک سے اس کا حل ہونا سخت دشوار ہے۔ جس وقت یہ حل ہو گیا تو بیڑا پار ہے ؎

باتیں بنائے لاکھ کوئی ڈر ہزار دے
لالچ دکھائے سینکڑوں یا سر اُتار دے
ممکن نہیں کہ بدل جائیں میرے یہ وچار
یہ وہ نشہ نہیں جسے تُرشی اُتار دے

تیسرا سین

سیٹھ دیوکی نندن کی بیٹھک

دیوکی نندن کے ہاں کوئی اُتسو ہے۔ جس کی تیاریاں
خاص طور سے کی جا رہی ہیں۔ مہمان اور معززین شہر
جمع ہو رہے ہیں۔ راگ رنگ اور ناچ تماشہ
کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ انباشنکر داخل
مکان ہوتا ہے۔

دیوکی نندن۔ آئیے پنڈت جی پدھاریئے۔ آپ کا ہی انتظار تھا۔
کہیئے جیت تو پرسنیہ ہے۔

انباشنکر۔ آپ کی دیا ہے۔

دیوکی نندن۔ اب تو کئی دنوں سے درشن بھی دُرلبھ ہو گئے۔ کوئی
وشیش کارن ہے؟

انباشنکر۔ کیا بتاؤں سیٹھ جی! کئی دنوں سے میری جان بڑی
دُبدا میں پھنس رہی ہے۔ اور دنیا ہماری اوستھا کو دیکھ دیکھ کر
ہنس رہی ہے

دیوکی نندن۔ یہ کیوں؟ کوئی کارن؟ کوئی سبب

انبا شنکر۔ کئی دنوں سے لڑکے کی اوستھا کچھ ایسی ہو رہی ہے کہ نہ تو کچھ کہا جاتا ہے۔ نہ چپ ہی رہا جاتا ہے۔

دیوکی نندن۔ کیوں؟ کچھ روگ ہے کیا؟

انبا شنکر۔ روگ، ہے بھی اور نہیں بھی۔

دیوکی نندن۔ تو آخر ہے کیا؟

انبا شنکر۔ جس روز سے شوراتری کا برت اور رات جگا کیا ہے۔ اسی روز سے کبھی تو بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ اور کبھی ٹھنڈے سانس بھرتا ہے۔ اس سے دو ہی باتیں پرتیت ہوتی ہیں۔ یا تو نیند اور بھوک نے اس کے دماغ پر اثر کیا۔ یا شوجی مہاراج نے اس کو شاپ دیا۔

دیوکی نندن۔ بھوک اور نیند کی بات تو سمجھ میں آئی۔ پر یہ شاپ والی بات آپ نے کیا فرمائی۔

انبا شنکر۔ شوراتری کو جب مندر میں رات جگا کر رہا تھا۔ تو کسی گھٹنا کو دیکھ کر اس نے مہادیو کے سمبندھ میں اپنی اشردھا کو پرگٹ کیا۔ اور ان کا نام بھی اپ شبدوں میں لیا۔ بس یا تو یہ ان کے اپمان کا پھل ہے۔ یا نیند اور بھوک کے کارن اس کی بدھی میں خلل ہے۔

دیوکی نندن۔ آپ کے وچار بالکل ہی نرمول ہیں۔ اور دونوں باتیں ہی فضول ہیں۔ نہ تو ایک دن کی بھوک اور ایک رات کی نیند سے بدھی میں وردھ آ سکتا ہے۔ اور نہ ایک بچے کی کسی انوچت

بات پر مہادیو کو کرودھ آسکتا ہے ؎

یہ بھرم ہے فائدہ ہے تم کو بھولے ناتھ پر
کرودھ کر سکتے نہیں بچوں کی وہ حرکات پر
نام کے بھولے ہیں جیسے ویسے دل کے صاف ہیں
اور پھر بچوں کے تو اپرادھ ہر جا معاف ہیں

انبا شنکر۔ ان کے سوا اور تو کوئی کارن بھی سمجھ میں نہیں آتا۔

دیوکی نندن۔ اجی کارن وارن کچھ بھی نہیں۔ آپ بر تھا وہم نہ بڑھائیے کسی کو بھیجکر اس کو یہاں بلوائیے۔ راگ رنگ اور ناچ مجرے سے اس کا دل بہلائیں گے۔ نقالوں اور بھانڈوں کی نقلیں دکھلائینگے اگر اس کے دماغ پر کسی بات کا اثر بھی ہے۔ تو وہ سب دُور ہو جائیگا اور اس کا مرجھایا ہوا دل یک دم مسرور ہو جائیگا ؎

ڈال دے مُردے میں جاں یہ راگ میں تاثیر ہے
روگیوں مُردہ دلوں کے لئے یہ اکسیر ہے
پڑ گئی جب اک دفعہ آواز اس کے کان میں
پلٹا کھا جائیگا وہ بس راگ کی اک تان میں

انبا شنکر (سیوک سے) تم جاؤ اور مول شنکر کو اپنے ساتھ لیکر آؤ۔

سیوک جاتا ہے۔ اور تھوڑی دیر بعد

مول شنکر کو لے کر آتا ہے۔

دیوکی نندن۔ (رنڈی سے) بائی جی! کرو شروع اب انتظار کس بات

گاتی ہے۔

رنڈی کا گانا

دل چھینکر تو میرا آنکھیں دکھارہا ہے
او بیوفا کیوں دلکے ٹکڑے بنا رہا ہے
کبھی سر فروش بنکر کبھی دل فروش بنکر
کیوں اس قسم کے ظالم فتنے جگا رہا ہے
ہم نے جو دل دیا تھا کیا اسلئے دیا تھا
آنکھوں کے سامنے ہی اسکو جلا رہا ہے
انصاف سے تو کہدے او بے رحم ستمگر
شرط وفا یہی ہے جو تو بنا رہا ہے
او بیداد گر کیوں اسکو پتھر پہ مارتا ہے
دل ہیں نہ تیرے مطلق خوف خدا رہا ہے

ناٹک

حاضرین۔ واہ وا بائی! یہ کمال کی غزل گائی۔

رنڈی۔ (آداب بجالاکر) میں کس لائق ہوں۔ یہ سب آپ کی قدردانی ہے۔

تمام بھانڈ۔ لیجئے حضور والا ہم شریف زادے۔ جنٹلمین۔ بھدر پرش بھی جھوٹے جھانٹے۔ گھومتے گھاتے تولد ارتھات اُتپن ہو گئے۔

ایک بھانڈ۔ (دوسرے سے) ابے تم کون لوگ ہو؟

وہی بھانڈ۔ اجی ہم؟ ہماری کیا پوچھتے ہو۔ ہم سبھا کی شوبھا۔ محفل کی زینت۔ گھر کی رونق۔ دنیا کا سنگار۔ راج کی برکت۔ پرجا کا آدھار۔ اندھیرے کے اُجالے۔ اور خدا کی خدائی کا ثبوت دینے والے

جو ہستی ہماری یہاں آئی نہ ہوتی
خدا کی قسم پھر خدائی نہ ہوتی

بھانڈ ۱۔ واہ واہ تب تو مکمل انسان ہو۔
بھانڈ ۲۔ انسان کی ایسی کی تیسی۔ ہم تو چھوٹی خدائی ہیں چھوٹی خدائی۔
بھانڈ ۱ (چپت لگا کر) ہٹ سودائی یہ کیا بکواس لگائی
بھانڈ ۲۔ ہاں بالکل سچ ہے۔ موجودہ خدا مرا اور ہماری باری آئی۔
بھانڈ ۱ توبہ توبہ۔
بھانڈ ۲ توبہ کروگے دوزخ میں جاؤگے۔ ہمارے کہنے پر چلو گے مزے اُڑاؤگے۔
بھانڈ ۱۔ اچھا بھئی یہ تبلاؤ کہ کچھ پڑھے لکھے بھی ہو؟
بھانڈ ۲۔ لکھنے پڑھنے کی ایک ہی کہی۔ وہ کونسی ودیا ہے۔ جو ہم سے پوشیدہ ہے۔ کل زمانے کے مانے ہوئے اُستاد۔ اٹھارہ کے اٹھارہ وید زبانی یاد۔ چار شاستر اور چھ پوران۔ ہمارے نوک بر زبان عربی۔ فارسی۔ انگریزی۔ پشتو میں بالکل پاس۔ حکمت ہماری جدی میراث۔ افلاطون۔ ارسطو۔ لقمان۔ بو علی سینا۔ جالینوس۔ جو اپنے زمانہ میں اتنے مشہور تھے۔ ہمارے بزرگوں کے پاس دوائیاں کوٹنے پر مامور تھے۔ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی فن طبابت کے بے شمار شائقین دُور دور سے آتے ہیں۔ اور ہمارے دارالاجل سے مرگ مفاجات کی ڈگریاں لے کر جاتے ہیں۔ غرضیکہ ایسے ایسے لاجواب

نسخے ایجاد کئے کہ ایک سال میں سینکڑوں قبرستان آباد کئے۔ زیادہ کیا پوچھتے ہو۔ علم حکمت میں تو ہم ایسے ماہر۔ کہ گولی اندر اور دم باہر۔

بھانڈ نمبر ۱۔ تب تو آپ بڑے خاندانی ہیں۔

بھانڈ نمبر ۲۔ خاندانی ہوتے ہیں کنجر۔ خبردار جو پھر ایسا لفظ منہ سے نکالا۔

بھانڈ نمبر ۱۔ پھر آپ کون ہیں جناب والا؟

بھانڈ نمبر ۲۔ ہم ہیں شریف زادے!

بھانڈ نمبر ۱۔ بہت اچھا۔ کیوں جناب شریف زادے۔ شاعری کا بھی کچھ شوق رکھتے ہو؟

بھانڈ نمبر ۲۔ اجی فن شاعری تو ہمارا پیدائشی حق ہے۔ کسی نے تو باہر آکر سیکھی ہوگی۔ ہم سیکھے سکھائے ہی تشریف لائے۔ دنیا بھر کے نامی گرامی شعرائے ہمارے آگے زانوئے ادب تہ کیا۔ اور جو کچھ لیا انھیں قدموں کے طفیل لیا۔ جب کسی بزم مشاعرہ میں ہم تشریف نہ لے جائیں۔ وہاں کوّے بولتے ہی نظر آئیں۔ آج کل کے تیرتھس شاعر پنسل منہ میں دبائے ہاتھ ماتھے پر رکھے۔ پہروں سوچیں۔ اور گھنٹوں سر کے بال نوچیں۔ سو طرح کے سوچ وچار کریں۔ تب کہیں مر کھپ کر ایک مصرعہ تیار کریں۔

بھانڈ نمبر ۱۔ اور آپ؟

بھانڈ نمبر ۲۔ اجی ہم ہوئے خاندانی شاعر نیچرل پوئٹ طبیعت میں وہ روانی ہو زبان میں ایسی جادو بیانی ہے کہ سوتوں کا تو ذکر ہی کیا۔ مُردوں تک

کو جگا دیتے ہیں۔ اور فی البدیہہ اشعار کی جھڑی لگا دیتے ہیں۔
بھانڈ ۱ اچھا آپ فی البدیہہ اشعار بولتے ہیں
بھانڈ ۲ اور کیا ہم آج کل کے مکھی مار شاعروں کی طرح پانی میں گوڑ گھولتے ہیں۔
بھانڈ ۱ اچھا میں ایک مصرعہ بولتا ہوں۔ تم اس کا دوسرا مصرعہ موزوں کرو۔
بھانڈ ۲ ارے جاہل کہیں کا آ گیا ہے۔ گھر سے شاعر کی دُم بنکر موزوں وزوں کیا یوں کہو کہ مصرعہ سے مصرعہ بھڑاؤ۔
بھانڈ ۱ اچھا بھئی یوں ہی سہی۔ مصرعہ سے مصرعہ بھڑاؤ۔
بھانڈ ۲ اچھا بولو جلدی بولو پھر دیکھو ہماری طبیعت کی روانگی۔ اور دل کی دیوانگی
بھانڈ ۱ دیکھو بھئی پہلا مصرعہ یہ ہے ؎

میں نہ مانوں گا نہ مانوں کبھی بات تیری

بھانڈ ۲ چل بے مردود یہ مصرعہ اور اتنی اچھل کود؟ میں تو سمجھا تھا کہ کوئی گہرا غوطہ لگائے گا۔ اور نہ جانے کیسا پیچیدہ مصرعہ نکال کر لائیگا۔
بھانڈ ۱ دیکھو بھائی مصرعہ کو کھٹائی میں نہ ڈالو۔ فی البدیہہ کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ کہنا ہے۔ جھٹ پٹ کہہ ڈالو۔
بھانڈ ۲ اچھا میں ذرا لنگر لنگوٹا کس لوں۔ اس مصرعہ کو ذرا مکرر دُہرانا۔

بھانڈ ۱ ۔ میں نہ مانوں گا نہ مانونگا کبھی بات تیری
بھانڈ ۲ ۔ میرے مولا میری بگڑی کے بنانیوالے
بھانڈ ۱ (چپت لگاکر) لعنت تیری شاعری کی ایسی تیسی۔
بھانڈ ۲ ابے تکتا کیوں ہے۔ دیکھ لے ساکن کے ساکن اور متحرک کے ساتھ متحرک لگا ہوا ہے یا نہیں

سیٹھ دیو کی نندن کا ایک ملازم (چپکے سے بھانڈ کے کان ہیں) ارے بھئی سیٹھ جی ناچ تماشوں ہیں تو اس قدر روپیہ لٹاتے ہیں۔ مگر بیچارے ملازموں کی تنخواہ سال سال چھ چھ مہینے تک دینے میں نہیں آتے ہیں۔ اس کا کیا علاج کریں۔ ہم اور ہمارے بال بچے کب تک بھوکے مریں۔

بھانڈ۔ بہت اچھا کر دیتے ہیں سیٹھ جی کی گوشمالی۔

ایک بھانڈ مجسٹریٹ بن جاتا ہے۔ دوسرا کوتوال تیسرا چور۔ چوتھا مدعی۔ پانچواں گواہ وغیرہ وغیرہ

مجسٹریٹ۔ یہ کیا مقدمہ ہے۔ کیا چالان ہے؟
کوتوال۔ جناب عالی اس ملزم نے ایک بھینس چرالی
مجسٹریٹ۔ کس کی؟
کوتوال۔ (مدعی کی طرف اشارہ کرکے) اس کی۔
مجسٹریٹ۔ کیا سچ اس شخص نے تمہاری بھینس چرائی ہے۔
مدعی۔ ہاں حضور سچ مچ چرائی ہے۔ گواہ موجود ہے۔ جس نے اس سے

چھوڑائی ہے۔
مجسٹریٹ۔ (گواہ سے) کیا سچ مچ اس شخص نے بھینس چرائی۔ اور تم نے اس سے چھوڑوائی۔
گواہ۔ ہاں حضور یہ شخص چرائے لئے جا رہا تھا۔ اور میں اتفاقاً اپنے کھیت سے آ رہا تھا۔ میں نے وہیں اس کو پکڑ لیا۔ اور مشکیں دے کر جکڑ لیا۔
مجسٹریٹ۔ (ملزم سے) ارے حرامزادے! اگر اپنی خیریت چاہتا ہے۔ تو سچ سچ بتا دے۔
چور۔ حضور ہمارے مائی باپ ہیں۔ اور ہم بھی کسی کے مائی باپ ہیں میری خطا بخش دیں۔ مجھ سے یہ قصور ضرور ہوا ہے۔
مجسٹریٹ۔ تم نے بھینس چرائی۔
چور۔ ہاں حضور میری نیت میں بے ایمانی آئی۔ اور میں نے بھینس چرائی۔
مجسٹریٹ۔ چونکہ تم نے ہمارے سامنے سچ سچ بیان کر دیا ہے اس لئے تمہارے ساتھ اتنی رعایت کرتے ہیں کہ جو سزا تم اپنے لئے تجویز کرو۔ وہی سزا ہم دینے کو تیار ہیں۔
چور۔ حضور میری التجا تو یہ ہے کہ مجھے بخش دیا جائے۔
مجسٹریٹ۔ بالکل معاف کرنا قانون کی منشا کے سراسر خلاف ہے بس اتنی رعایت کر سکتے ہیں کہ جو سزا تم پسند کرو۔ وہ دیدی جائے

چور۔ میری عرض تو یہی تھی۔ کہ بالکل معاف کر دیا جاتا۔ اگر حضور نے سزا ہی دینی ہے۔ تو سفارش کر کے مجھے سیٹھ دیو کی نندن کے ہاں ملازم کرا دیا جائے۔

مجسٹریٹ۔ اب بدمعاش۔ یہ سزا مانگتا ہے یا انعام

چور۔ نہیں حضور سزا۔

مجسٹریٹ۔ یہ کیسی سزا۔

چور۔ حضور! کام تو دن رات سیٹھ جی کے ہاں کروں گا۔ تنخواہ سال سال بھر میں بھی نہیں ملے گی۔ بال بچے سیٹھ جی کی جان کو روتے ہوئے۔ نہ توبہ توبہ دعائیں دیتے ہوئے۔ بھوکے مر جائیں گے۔ جورو جوتا تانے پیچھے پیچھے پھرے گی۔ گھر بار قرضہ میں نیلام ہو جائے گا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا سزا ہوگی

حاضرین۔ قہقہہ

سیٹھ جی۔ (شرمندہ ہوکر) دھت تمہاری ایسی تیسی۔ یہ کمبخت جس کا کھاتے ہیں۔ اُسی کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

سیٹھ کا نوکر۔ حضور! بھوجن تیار ہے۔

سیٹھ۔ ہاں ہاں سب کے آگے پتلیں لگا دو۔ اور ان بھانڈوں کو بھی ایک طرف بٹھا کر جما دو۔

تمام معززین شہر کو بٹھا کر اُن کے آگے طرح طرح کی مٹھائیاں۔ پوری کچوری، ساگ، سبزی پردس

دی جاتی ہے۔ اور بھانڈوں کے آگے ایک
برتن میں مونگ کی بہت پتلی دال اور کچھ چپاتیاں
رکھدی جاتی ہیں۔ اور سب لوگ کھانے میں
مشغول ہو جاتے ہیں۔

ایک بھانڈ (چلاّ کر) ہائے تایا۔ ہائے تایا۔
باقی بھانڈ۔ (ایک دم) ہائے تایا مر گئے۔ ہائے تایا لٹ گئی۔ ہائے تایا
حاضرین۔ (حیران ہوکر) ارے ان پر کیا زوال آیا۔ ان کو کس نے کاٹ کھایا۔
ایک بھانڈ۔ ارے ہمارے تو ایک ہی تایا تھا۔ اور وہ بھی بڑی مشکلوں سے پایا تھا۔ اب ہم کیا کریں گے۔ ہم تو روٹیوں سے بھی بھوکے مریں گے۔
تمام بھانڈ۔ (شور مچاکر) ہائے تایا۔ ہائے تایا۔ ارے ایسا لاجواب تایا ہمیں آخری وقت کچھ کہنے بھی نہ پایا۔ کہ موت نے آدبایا۔ ہائے رے تایا۔
سیٹھ دلو کی نندن۔ (ان کے نزدیک جاکر) ارے کمبختو! تم نے یہ کیا شور مچایا ہے۔ کیا تایا تایا لگایا ہے۔
بھانڈ۔ حضور! کچھ نہ پوچھیئے۔ ہم تو بالکل برباد ہو گئے۔ کیا منہ لیکر جائیں گے۔ جب تائی تایا کو مانگیں گی۔ تو ہم کون سے باوا کے گھر سے لائیں گے۔

تمام بھانڈ۔ ہائے تایا۔ ہائے تایا۔ تو کہاں چلا گیا۔
سیٹھ۔ ابے فضول شور مچا رکھا ہے۔ یونہی آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے۔ کیسا تایا۔ کس نے بیچ کھایا۔
بھانڈ۔ حضور جب ہم روٹی کھانے بیٹھے۔ تو ساتھ ہی ساتھ بیٹھ گیا تایا۔ ہم نے اپنا سارا زور لگایا۔ مگر اس پانی میں سے دال کا ایک بھی دانہ ہمارے ہاتھ نہ آیا۔ ہائے تایا۔ ہائے تایا۔
تمام بھانڈ۔ ہائے تایا۔ وائے تایا۔
سیٹھ۔ پھر کیا ہوا؟
بھانڈ۔ پھر ہم نے سوچا کیا تدبیر بنائیں۔ روٹی کاہے سے کھائیں چونکہ ہم میں سے کسی کو تیرنا نہیں آتا تھا۔ اس لیئے ہر ایک اس پانی میں غوطہ لگانے سے خوف کھاتا تھا۔ تایا نے کہا مجھے کچھ تیرنا آتا ہے اس لیئے بندہ ہی اس میں غوطہ لگاتا ہے۔
سیٹھ۔ کیا بکتا ہے۔ پھر کیا ہوا؟
بھانڈ۔ بس حضور تایا نے کہا کہ ایک آدمی میرا لنگوٹا مضبوطی سے پکڑ رکھے۔ تاکہ دم ٹوٹنے پر مجھے باہر نکال لے۔ ایک لڑکے نے تایا کا لنگوٹا پکڑ لیا۔ اور تایا نے اس پانی میں غوطہ لگایا۔ (انگوٹھے کے ناخون پر دال کا دانہ دکھلا کر) اور یہ دال کا دانہ نکال کر لایا۔ جب دوسرا غوطہ لگایا۔ تو تایا واپس نہ آیا (لڑکے کے سر پر چپت لگا کر) اس کمبخت کے ہاتھ سے لنگوٹا

چھوٹ گیا۔ بس تایا کا دم درمیان میں ہی ٹوٹ گیا۔ ہائے تایا۔ ہائے تایا۔
تمام بھانڈ۔ (شور مچا کر) ہائے ہائے تایا۔ اوئی اوئی تایا۔
سیٹھ۔ ارے تمہارا بیڑہ غرق ہو۔ کیسا تایا۔ اور کس کا تایا۔ کمبختوں نے کھانے کے لئے سب ڈھونگ رچایا۔ (اپنے نوکر سے) اٹھا ان کے آگے سے چپاتیاں اور دال کی رکابی۔ اور مٹھائی لاکر دے شتابی۔
بھانڈ۔ (دوسرے بھانڈ کی ڈاڑھی پکڑ کر) یہ دیکھیئے حضور مٹھائی کا نام سنتے ہی تایا باہر نکل آیا۔ ارے تیرا مر جائے باپ۔ تو نے ناحق ہمیں اتنی دیر رُلایا۔
سیٹھ۔ جاؤ دھور تو آج سے تمہیں بلانا یا تمہاری نقلیں سننا تو ایک طرف۔ تمہاری شکل دیکھنے والے پر تین حرف۔
انبا شنکر کا نوکر۔ (گھبرایا ہوا) شریمان جی! غضب ہو گیا۔ اندھیر ہو گیا آپ شیگھر گھر چلیئے۔
انبا شنکر۔ کیا بات ہے۔ کیوں اتنا گھبرایا ہے۔
نوکر۔ آپ کی لڑکی ہیضہ سے کال وش ہو گئی۔ ہنستی کھیلتی چڑیا پل کے پل میں سو گئی۔
انبا شنکر۔ پرماتما! تیری مایا۔ یہ کیا سماچار سننے میں آیا۔
مول شنکر۔ ایک سوال ابھی حل نہ ہوا تھا۔ کہ دوسرا اور سامنے آیا۔ کال کیا دستور ہے۔ کیا ہر ایک منش کیلئے اس کا آنا اوشک ہے

کیا اس سے چھٹکارا پانے کا کوئی سادھن نہیں ہے
چل رہا ہے کال کا چکر یہاں پر نیک دن
کیا مجھے بھی کال وش ہونا پڑیگا ایک دن
پہلے تو اک سچے شیو کی جستجو کا تھا خیال
موت کو بھی جیتنے کا سامنے آیا سوال

انبا شنکر۔ ارے ناستک سودائی! تیری مورکھتا سے مجھ پر یہ تباہی آئی۔ نہ تو شیو پوجا کا اولنگھن کرتا۔ نہ میں آج تیری کے لئے آہیں بھرتا۔ ابھی کیا معلوم ہے۔ کہ مہادیو کا کرودھ کس کس روپ میں پرگٹ ہوگا۔ اگر یہی اوستھا رہی۔ تو میرا پریوار ہوگا۔ اور مرگھٹ ہوگا۔

مول شنکر۔ نہیں زور کسی کا چلے یہاں یہ چکر یوں ہی چلتا ہے
جو گھڑا ہے اکدن پھوٹیگا۔ جو چڑھتا ہے آخر ڈھلتا ہے
سنسار جانتا ہے سارا یہ دنیا آخر فانی ہے
اس مکتی مارگ کو ڈھونڈو گر جے موت پہ پانی ہے

(دونوں گئے)

چوتھا سین

جنگل

(چند سادھو بھجن گاتے ہوئے آتے ہیں)

تج دُنیا کو متوالے اب ہر سے پریت لگالے

یہ دُنیا ہے دو رنگی — کوئی ساتھی اور نہ سنگی
سب اپنے ڈھنگ کے ڈھنگی — کتنا ہی لاڈ لڈالے

اب ہر سے پریت ......

سب مات پتا اور ناتی — رہیں انگ سنگ دن راتی
سب ہیں سوارتھ ساتھی — ہری نام کی کر مالا لے

اب ہر سے پریت ......

کیوں برتھا من بھٹکاوے — کیوں اُلٹے مارگ جاوے
یہ اوسر ہاتھ نہ آوے — بھگتی کا رنگ چڑھالے

ناٹک

اس دورنگی دنیا کی عجب ٹیڑھی چال ہے۔ عجب بے ڈھنگا حال ہے۔ دھرماتما اور دیانت دار بھوکے مرتے ہیں۔ ادھرمی اور بے ایمان موجیں کرتے ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں جب تک سچائی کی دُم رہی۔ تب تک مصیبت ہی مصیبت سہی۔ پیٹ میں ہر سمے چوہے قلابازیاں کھاتے رہے۔ ارتھات کئی کئی دن فاقے پر فاقے جاتے رہے۔ پرنتو جب سے یہ رنگے سیار کا روپ دھارا ہے۔ تب سے دنیا کا دھن دولت ہمارا ہے۔ کسی کو سنتان اتپتی کے سادھن بتاتے ہیں۔ کسی کو رسائن بنانی سکھاتے ہیں۔ عقل کے اندھے اد

گانٹھ کے پورے خود بخود ہمارے پاس بھاگے آتے ہیں۔ اور سینکڑوں پرکار کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ ان کی رسائن سے ہم اپنی رسائن بناتے ہیں ؎

دُنیا دُنیا کو ٹھگتی ہے اور ہم دنیا کو ٹھگتے ہیں
اندر سے چاہے کچھ بھی ہوں باہر سے سادھو لگتے ہیں
بن مکر فریب عیاری کے نہیں دنیا قابو آتی ہے
سیدھے ہاتھوں سے مانگو تو سو سو دھتکار بتاتی ہے

دُوسرا سادھو۔ ستیہ ہے مہاتما جی! آپ کا کتھن بالکل ستیہ ہے جب تک ہم سیدھے مارگ پر رہے۔ ہم نے دنیا کے کیا کیا طعنے نہیں سہے ؎

کوئی کم چور نکھٹو۔ کوئی حرام خور بتاتا تھا
کوئی بھارت پر بوجھ کوئی سلفے اور بھنگ گناتا تھا
کوئی ہٹے کٹے مسٹنڈے کا خطاب دیے جاتا تھا
کوئی ہمارے بدن دیکھکر کولھو میں جتواتا تھا
کوئی کہتا ان دھوروں سے کھیر بنا چاہئے جیلوں کو
اب وہی پوچھتے ہیں آ آ کر انہی گوروں کے چیلوں کو

جنگل سے آواز ؎

چھان مارے بن و پربت اور رہا پھر بھی نراش
ہر جگہ پر ڈھونڈ مارا سب جگہ کر لی تلاش

جب تلک ملتا نہیں مجھکو کوئی کامل گورو
بھٹکنا بے فائدہ ہے اور اکارتھ جستجو

ایک سادھو۔ سنبھلو سنبھلو کوئی نیا شکار آرہا ہے۔

ایک سادھو بدن پر مٹی گھاس پھونس وغیرہ ڈال کر سمادھی او ستھا میں بیٹھ جاتا ہے۔ اور دوسرا اس کے بدن پر سے مکھیاں ہٹاتا ہے۔

مول شنکر۔ باواجی نمو نارائن

سادھو۔ سکھی رہو بچہ۔ آنند رہو۔ کون ہو۔ کیا نام ہے۔ اور اس نرجن بن میں آنے کا کیا پریام ہے

مول شنکر۔ ایک جگیاسو گھر بار کو چھوڑ کر ماں باپ اور سمبندھیوں سے ناتا توڑ کر سنسار کے سکھوں سے منہ موڑ کر اس لئے بنوں میں بھٹک رہا ہوں کہ کوئی گورو مل جائے۔ جو اسے سچے شیو کے درشن کرائے۔

سادھو۔ بچہ! تیرے تو بڑے ہی اُتم بھاگ ہیں کہ تجھے بغیر ڈھونڈے پا گیا۔ اور تو بغیر کسی پریشرم کے کامل گورو کی شرن میں آگیا۔ گوروجی مہاراج جس جس پر دیال ہو گئے۔ سمجھو کہ وہ نہال ہو گئے۔ سال بھر کی سمادھی کے بعد آج آنکھ کھولیں گے۔ وہ منش بڑا ہی بھاگ شالی ہوگا۔ جس کے ساتھ پہلا بچن بولیں گے۔

مول شنکر۔ تو کیا گوروجی مجھ کو اپنا شسیہ بنالیں گے۔

سادھو۔ یدی تیرے بھاگ ہیں ہوا تو کیا بڑی بات ہے۔ پرنتو ہاں۔ ابھی تو ان کا شششہ کا چیت نہیں بن سکتا۔

مول شنکر۔ کارن؟

سادھو۔ گوروجی پورے یوگی مہان تیاگی۔ اور تو یہ بھوشن آدی پہن کر ان کا شششہ بننا چاہتا ہے۔ بھاگ جا۔ بھاگ جا۔ ورنہ اگر گوروجی کی سمادھی کھُل گئی۔ تو تجھے اور مجھے دونوں کو یہیں بھسم کر دیں گے۔

مول شنکر۔ یہ سادھارن سے بھوشن ہیں۔ گورو کے بدلے ان کا تیاگ کرنا کیا بڑی بات ہے۔

سادھو۔ بس تو جلدی کر اور بھوشنوں کو اتار کر زمین میں دبا دے۔

مول شنکر۔ لیجئے یہ اپادھی بھی اپنے شریر سے دُور کر دی۔

سادھو۔ پرنتو ایک کام اور کر۔

مول شنکر۔ وہ کیا؟

سادھو۔ تو جلدی جا کر اشنان کر آ۔ ورنہ گوروجی کو تیرے شریر سے بھوشنوں کی دُرگندگی آجائے گی۔

مول شنکر۔ بہت اچھا۔

(جاتا ہے)

دوسرا سادھو۔ خوب چکمہ دیا۔ اچھا شیشے کے مندر میں اُتارا۔ پرنتو اب جلدی کرو۔ یہاں سے کنارا۔

دونوں سادھو زمین میں دبے ہوئے زیور کو

نکال کر وہاں سے دفو چکر ہو جاتے ہیں

اور مول شنکر آتا ہے۔

مول شنکر۔ ہیں! کہاں چلے گئے۔ کدھر الوپ ہو گئے۔ زمین میں گڑ گئے۔ آسمان پر چڑھ گئے۔ (زیور کی جگہ خالی دیکھ کر) سمجھ لیا، جان لیا۔ سادھو نہیں تھے۔ لٹیرے تھے۔ دھوکے باز تھے جعلساز تھے۔ ننگے ہوئے سیار تھے۔ سادھو کے روپ میں مکار تھے۔ سادھو کے نام اور بھیس کو کلنکت کرنے والے دشٹو! تمہارے جیسے ادھرمیوں نے ہی دنیا سے سادھو کے نام کی شردھا گھٹا دی تمہارے جیسے پیٹ کے کتوں نے ہی سادھوؤں کی مان پرتشٹھا مٹا دی۔ جاؤ سوار تھیو! جاؤ۔ نہ میرا اس دھن سے کچھ بگڑ سکتا ہے نہ تمہارا سنور سکتا ہے۔

کر دیا بدنام تم نے سادھوؤں کے بھیس کو
کھا گئے تم بے ایمانو لوٹ کر اس دیس کو
پہنچ جاؤ گے یہ دھن لیکر تو شاید عرش پر
بن رہے ہو بوجھ تم ناحق ہی بھارت ورش پر

(اگیا)

پانچواں سین

سوامی پورنانند کا آشرم

سوامی پورنانند آشرم میں بیٹھے ہوئے اپنے
پٹھن پاٹھن میں مشغول ہیں۔ مول شنکر آتا ہے

مول شنکر۔ سوامی جی مہاراج نمسکار

پورنانند۔ کلیان ہو۔ کہو بچہ! کون ہو۔ کیا نام ہے۔ اور ہمارے
پاس آنے کا کیا پریوجن ہے۔

مول شنکر کا گانا

میں بھکشک بن کر آیا ہوں کچھ دان کیجئے
اپنے چرنوں میں میرا بھی استھان کیجئے
میں بھٹک بھٹک کر ہارا ہوں سنسار میں بہت
اب شرن آپ کی آیا ہوں کلیان کیجئے
ودیا پراپتی کی ہے دل میں میرے لگن
سنیاس مجھ کو دیجئے۔ احسان کیجئے
سیوا کروں گا آپ کی تن من سے رات دن

سنیاس تجھے پہلے امتحان کیجئے
مجھ کو نراس کر نا مت اپنے دوار سے
پھر تا ہوں بھولا بھٹکا سا وودھان کیجئے
دل میں ہو اگر آپ کے شک و شبہ کوئی
کھوٹے کھرے کی خوب ہی پہچان کیجئے
کر لیجئے اُپکار اتنا مجھ غریب پر
مشکل ہے مجھ پہ جو اُسے آسان کیجئے
شک و شبہ ہو آپ کے دلمیں اگر کوئی
جسونت سنگھ سے اپنا اطمینان کیجئے

ناٹک

بھگوان! اس تھوڑی سی آیو میں دنیا کو بہت کچھ آزمایا۔ پرنتو اصلی سادھو اور سچا سنیاسی دیکھنے میں نہ آیا۔ جگہ جگہ پر مکاری اور دھوکے بازی کے جال تنے ہوئے ہیں۔ کونے کونے میں سوارتھ اور لوٹ کھسوٹ کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔ نام کے سادھو۔ پرنتو لٹیروں سے زیادہ خطرناک۔ کہنے کو تیاگی پرنتو گٹھ کتروں سے زیادہ چالاک آپ کے نام کی پرشنسا سُن کر بہت دور سے چل کر آیا ہوں۔ مجھ پر اتنا اپکار کیجئے۔ اور مجھے اپنے پوتر ہاتھوں سے سنیاس دیجئے۔

پورنانند۔ تمہارا نام؟
مول شنکر۔ شدھ چیتن
پورنانند۔ اور گرام؟
شدھ چیتن۔ اس کے بتلانے میں مجھے سنکوچ ہے
پورنانند۔ ورن؟
شدھ چیتن۔ برہمن۔
پورنانند۔ کون برہمن؟
شدھ چیتن۔ گجراتی دراوڑ
پورنانند۔ سنیاس لینے کی کیوں چیشٹا ہوئی؟
شدھ چیتن۔ ودیا کی پراپتی۔
پورنانند۔ سنیاس نہ لینے سے ودیا پراپتی میں کوئی وگھن نہیں پڑتا۔
شدھ چیتن۔ دونو وقت بھوجن بنانے میں بہت سا سمے ویتیت ہو جاتا ہے۔ اور پٹھن پاٹھن کے لئے بہت کم اوسر ہاتھ آتا ہے۔ سنیاس لینے سے یہ جھنجھٹ چھوٹ جائے گا۔ اور میرا ایک پل بھی اکارتھ نہ جانے پائے گا۔
پورنانند۔ تیری آیو کتنی ہے؟
شدھ چیتن۔ چوبیس ورش
پورنانند۔ گرہست آشرم میں پرویش کیا؟
شدھ چیتن۔ نہیں۔

پورنانند کا گانا

اے نوجوان کچھ تو تو بدھی سے کام لے
یہ پاپ کراتا ہے مجھ سے ایشور کا نام لے
سنیاسی ایسا دنیا میں ہے بیوقوف کون
جو یہ کرے انرتھ اور ایسا الزام لے
جس نے گرہستھ آشرم پورا نہیں کیا
وہ کس طرح سے اپنی خواہشات تھام لے
سمجھا ہے تو نے کھیل کیا سنیاس آشرم
آیا ہے میرے پاس کیا اچھا پیغام لے
کیسے نہ پھل ملے مجھے اس پاپ کرم کا
قدرت نہ کیسے مجھ سے اس کا انتقام لے
اپنی اوستھا دیکھ اور اس آشرم کو دیکھ
اس ہٹ کو چھوڑ نرک میں تو مت مقام لے
سکشا میری ہے چاہتا ہے گر کلیان تو
پہلے گرہستھ بھوگ اور کچھ دن آرام لے
غصے میں گھر سے روٹھ کر شاید تو آگیا
ماں باپ تڑپتے ہوں گے مت انکا الشرام لے

ناٹک

مورکھ! تجھے کس نے بہکایا۔ جو اس یوا اوستھا میں سنیاس
لینے آیا۔ سادھو کے روپ میں سنسار میں پاپ پھیلانا چاہتا ہے
اور اپنے نام کے ساتھ میرے نام کو بھی کلنک لگانا چاہتا ہے۔
اپنی اوستھا کو دیکھ۔ اور سنیاس کی ذمہ داریوں کو دیکھ۔ آئندہ
آنے والی کٹھنائیوں اور دشواریوں کو دیکھ۔ سمجھو ہے۔ کوئی دمبھی
یا گھمنڈی اور رنگا سیار نام دھاری سادھو تیرا اپنے جیسا لوٹنے
کھانے کا بھیس کرلے۔ پرنتو یہ کداچت نہیں ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی
سچا سنیاسی تیرا سنیاس آشرم میں پرویش کرلے۔ معلوم ہوتا ہے
کہ گھر سے روٹھ کر آیا ہے۔ تھوڑے ہی دن میں جب کرودھ دور
ہو جائے گا۔ یا تو گھر واپس چلا جائے گا۔ یا اس پوتر آشرم کو
کلنکت کرتا ہوا سنسار میں پاپ پھیلائے گا۔ یہ تیرے جیسے
نو یووک سادھوؤں کی ہی مہربانی ہے۔ جو آج سنسار کو سادھوؤں
سے اتنی گلانی ہے۔ نہ جانے کس پرکار کے گھرنت ناموں سے
انھیں بلاتے ہیں۔ اور کیسی کیسی کلنکت اوپادھیاں اُن کے
ساتھ لگاتے ہیں۔ جن کے شاپ سے دنیا بھے کھاتی تھی۔ جن
کے آگے سنسار کی بڑی سے بڑی شکتی سر جھکاتی تھی۔ آج اُن
کی یہ اوستھا کہ کوئی انھیں سیدھے نام سے بھی نہ بلائے۔ ایک

نیچ سے نیچ ویکتی بھی اس پراتنیک پرکار کے دوش لگائے۔ جاؤ اپنی شردھا اور بھگتی کا کسی اور جگہ پر کاشش کرو۔ اور اپنی اچھا پورتی کے لئے کوئی اور ٹھکانہ تلاش کرو۔

یہ انوچت کرم مجھ سے تدکداچت ہو نہیں سکتا
تپسیا آیو بھر کی میں اکارتھ کھو نہیں سکتا
تجھے سنیاس دیکر پاپ کا بھاگی بنوں کیونکر
ترے پاپوں کا تلا بوجھ اپنے سر پہ لوں کیونکر

شدھ ہین کا گانا

بھرم کسی آپ کا سچا لگن سچی ادھر میری
ہے یہ بھی سچ نہیں سنیاس کے قابل عمر میری
سمرتی اور شرتی بھی مخالف ہیں مرے بیشک
نہ میری وید کہتا ہے نہ کہتا شاستر میری
جیتنا داسناؤں کا بھی بیشک بہت مشکل ہے
سرشٹی کی ہر اک وستو پہ جائیگی نظر میری
یہ فرقہ ہو چکا ہے بہت کچھ بدنام دنیا میں
یہ رائے آپ کی ٹھیک ہے پہلے ہے مگر میری
بھیس میں سادھوؤں کے نٹکھٹیاں جو جو کہ ہوتی ہیں
بہت کچھ دیکھے بیٹھی ہیں یہ آنکھیں بیشتر میری

یہ سب کچھ ہے مگر انسان سب یکساں نہیں ہوتے
نہ پرکھا آپ نے سندھیہ عمر کو دیکھ کر میری
میں زندہ جل کے مرجاؤنگا ایشور ساکشی میرا
کسی سے بھی آبادھی آپ نے سن لی اگر میری
اگر اب بھی نہیں ہے آپ کو نشچے تو لاچاری
مجھے مایوس کر کے توڑ ڈالی ہے کمر میری

ناٹک

دیانند جی! آپ کا کتھن ستیہ اور آپ کا سندیہہ بالکل صحیح ہے۔ سندیہہ سادھو سنیاسیوں کی مان پرتشٹھا گھٹ جانے میں کوئی کسر نہیں رہی ہے۔ اور کارن بھی جو کچھ آپ نے فرمایا وہی ہے۔ میری آیو اور سنسار کی تبت اوستھا کو دیکھتے ہوئے آپ کا انکار کرنا آپ کی پوترتا کا پرمان ہے۔ اور جس مارگ میں میں قدم رکھنے والا ہوں۔ اس کی ذمہ داری بھی بڑی کٹھن اور ناقابل بیان ہے۔ پرنتو پانچوں انگلیاں ایک سمان نہیں۔ تمام منش ادھرمی اور بے ایمان نہیں۔ میں پرماتما کو ساکشی دے کر آپ کو نشچے دلاتا ہوں کہ اس پوتر آشرم کو اپنے کسی بھی کرم سے کلنک نہ لگاؤں گا۔ اس سے پہلے کہ میری کسی پرکار کی اپ کیرتی آپ کے کانوں تک پہنچے زندہ جل کر مرجاؤں گا۔ آپ کو تو کیا سنسار میں کسی بھی پرانی ماتر کو

اپنا منہ نہ دکھلاؤں گا ۔

لگا ہوں میں اُٹھانے اپنے سر جس بوجھ بھاری کو
جانتا ہوں میں خود اس آشرم کی ذمہ داری کو
سوپن میں بھی میں جس دن دیکھ لونگا پاپ کو سوامی
نہ پھر زندہ دکھاؤں گا شکل میں آپ کو سوامی

پورنانند - کام تو بڑا کٹھن اور انوچت ہے۔ پرنتو تیرے ہٹھ آگرہ اور درڑھ سنکلپ کو دیکھ کر مجھے اپنا وچار بدلنا پڑا۔ اور جس مارگ پر تو چلانا چاہتا ہے۔ اُس پر چلنا پڑا۔ پرنتو سنیاس دینے سے پہلے تجھے ایک بار پھر سوچنا دیتا ہوں۔ کہ اپنے ان شبدوں کو بھول نہ جانا۔ اور اس آشرم کے نیموں کو اپنی جان کے ساتھ نبھانا۔ من بچن اور کرم کے ہر پرکار کے پاپوں سے دور رہنا۔ اور دھرم کے دس نیموں کا پالن کرتے ہوئے ہر پرکار کے کشٹ سہنا۔

شدھ چیتن - جب تک شریر کے اندر انتیم پران بھی رہے گا۔ شدھ چیتن دھرم کا پالن کرنے میں ہر پرکار کی کٹھنائیاں سہے گا۔ چاند سے آگ برسے۔ سمندر ایک گھونٹ پانی کو ترسے۔ سورج پورب کی جگہ پچھم سے نمودار ہو۔ پرتھوی اپنا چکر چھوڑنے کو تیار ہو۔ جل اپنی پرواہ شکتی چھوڑ دے وایو اپنے نیم کو توڑ دے۔ ہمالہ اپنی جگہ سے چلے تو چلے۔ پرنتو یہ سروتھا اسمبھو ہے۔ کہ آپ کا سیوک اپنے مارگ سے ایک قدم بھی ٹلے ۔

میں اپنے پاس تک آنے نہ دونگا باسناؤں کو
جتی رہ کر کے جیتوں گا میں ساری کامناؤں کو
مجھے بھسلا نہیں سکتی کوئی شکتی زمانے کی
میں ہر پرکار سے رکھونگا لاج اس بھگوے بانے کی

پورنانند۔ بہت اچھا ہم تیرا سنیاس آشرم میں پرویش کرتے ہیں اور تجھے اس بات کا بھی اپدیش کرتے ہیں کہ اس سنسار میں جگہ جگہ پر انیک پرکار کے پرلوبھنوں کے اتنے جال بچھے ہوئے ہیں۔ جن کا کہ انت نہیں آسکتا۔ اور ہر ایک منش آسانی سے ان میں سے نکل کر نہیں جا سکتا۔ اس بات کا دھیان ضرور رکھنا کہ اپنی پانچوں اندریوں کو پانچوں وشیوں سے دُور رکھنا جس سے من پوتر اور آتما بلوان ہوگا۔ اور اسی سے تیرا لوک اور پرلوک میں کلیان ہوگا۔ پرماتما تجھے بل دیں۔ کہ تو اپنے پرن۔ اور ہمارے ان وچنوں کو جان کے ساتھ نبھائے۔ اور کسی پرکار کا وکار تیرے نزدیک نہ آنے پائے۔ تیرا پچھلا نام بھلایا جائے گا۔ اور آج تو دیانند سرسوتی کے نام سے بلایا جائیگا۔

دیانند۔ جب تک جیوں گا آپ کے گُن گاؤنگا۔ مرتے دم تک آپکے اس اپدیش اور اُپکار کو نہ بھلاؤں گا ؎

ڈگمگائے گی نہ مجھ کو کوئی بھی دنیا کی چیز
آپ کی سکشا رہے گی جان سے زیادہ عزیز
آپ نے مجھ پر کیا جو اس قدر احسان ہے

اس کے بدلے میں میرا یہ جسم ہے اور جان ہے،

پورنانند۔ آنند رہو۔ نشکلنک رہو۔ کوئی اُپکار نہیں۔ کسی پرکار کا احسان نہیں۔ یہ ہمیں پرتیت ہوتا ہے۔ کو تو سادھارن پرکار کا انسان نہیں۔ پرماتما تیرے شبھ سنکلپ کو سپھل کرے۔ تیری آتما کو بلوان اور تیری بدھی کو نرمل کرے۔

دیانند۔ سادھارن ریتی سے تو اب تک بھی پٹھن پاٹھن کرتا رہا ہوں بھن بھن پنڈتوں سے کچھ نہ کچھ پڑھتا رہا ہوں۔ پرنتو اب مجھے آپ پورن روپ سے پڑھائیے۔ اور کچھ یوگ کی کریا بھی سکھلائیے۔

پورنانند۔ یہ کام ہم سے سرے نہ چڑھ سکے گا۔ ارتھات تو ہمارے پاس رہتا ہوا کچھ نہ پڑھ سکے گا۔

دیانند۔ کارن؟

پورنانند۔ کارن یہی کہ ہمارا ایک جگہ استھان نہیں۔ جگہ جگہ بھرمن کرتے ہوئے ودیا اُپارجن کرنا آسان نہیں۔

دیانند۔ تو اب کیا بتاؤں۔ اور کس کے پاس جاؤں؟

پورنانند۔ متھرا میں سوامی ورجانند ایک پرسدھ سنیاسی رہتے ہیں۔ جو باہر کی آنکھوں سے تو نیتر ہین ہیں۔ پرنتو سنسکرت ودیا میں پورے پروین ہیں۔ گیان کی آنکھیں پورن روپ سے پرچنڈ ہیں۔ اور ویاکرن کے تو گویا مارتنڈ ہیں۔ ان کے چرنوں میں جا کر نواس کرو۔ اور وہیں ودیا کا ابھیاس کرو۔

دیانند۔ تتھا استو۔

اب مجھے پڑھنے پڑھانے میں نہ ہوگا عار کچھ
دوسرے کاموں کا سر سے ٹل گیا ہے بھار کچھ
لیجئے پرنام میرا دیجئے آشیرواد !
دنیا کے بندھن سے اب میں ہوگیا بالکل آزاد

(گورو کے چرنوں میں سر جھکا کر رخصت ہوتا ہے)

دوسرا نظارہ

پہلا سین

متھرا
سوامی ورجانند کی کٹیا

سوامی دیانند کا گانا

دوارے کھڑا ایک جگیا سو اسکی دہرم کی پیاس بجھا دو

دوُر سے کر کے آیا آس ۔۔۔ دیجئے چرنوں بیچ نواس

کرا کر ودیا کا ابھیاس ۔۔۔ اس کو ستیہ مارگ دکھلا دو

دوارے کھڑا ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

بہتیرا گھوم گھوم کے ہارا ۔۔۔ آیا نظر نہ کوئی سہارا

کیجئے میرا پار نسارا ۔۔۔ ودیا کا سورج چمکا دو

دوارے کھڑا ۔۔ ۔۔ ۔۔

جب سے سُنا آپ کا نام ۔۔۔ بھول گیا دنیا کے سب کام

بنا کر اپنا مجھے غلام ۔۔۔ دھرم کے پتھ پر آپ چلا دو

دوارے کھڑا ... ...

دیکھے بہت سے مٹھ استھان | وہاں تھے اوہی کچھ سامان
جس سے ہو میرا کلیان | ایسا کوئی تین بتا دو

دوارے کھڑا ... ...

گورو جی کہوں نہ تم سے جھوٹ | اور تو سب بندھن گئے ٹوٹ
جاؤں آواگون سے چھوٹ | مکتی کا مارگ بتلا دو

دوارے کھڑا ... ...

آپ ہیں وِدوان لاثانی | سُنا کر امرت روپی بانی
ڈال کے وِدّیا روپی پانی | میرے من کی میل دُھلا دو

دوارے کھڑا ... ...

ناٹک

ورجانند۔ کون ہے؟

دیانند۔ آپ کی دیا کا ابھلاشی۔ دیانند سنیاسی۔

ورجانند۔ کیا کام ہے۔ کیا پریوجن ہے؟

دیانند۔ آپ کی دیا درشٹی ہو جائے۔ ارتھات مجھ ودیا ہین پر ودیا کی برشٹی ہو جائے۔

ورجانند۔ کچھ پڑھا ہے؟

دیانند۔ کچھ تھوڑا بہت۔

ورجانند۔ کیا؟

دیانند۔ سارموت چندرکا۔ سدھانت کومدی۔ ہوڑہ چکر۔ بھاگوت۔ رگھوبنس۔ نیائے مکتاولی آدک۔

ورجانند۔ اگر مجھ سے پڑھنا چاہتا ہے تو میری ایک شرط ماننی پڑیگی۔

دیانند۔ اگیا کیجئے۔

ورجانند کا گانا

جو کچھ پڑھا ہے ابتک تونے دل سے اپنے اُسے بھلادے

کیا ہے جو تونے ابھیاس | برتھا گیا سمے کا ناس
جو جو پستک تیرے پاس | اُس کو جمنا بیچ بہادے

جو کچھ پڑھا ہے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

دے دیکر انکے پرمان | منشوں کو کردیا شیطان
تیرے سنمکھ پڑے پوران | ان کے جوتے چار لگادے

جو کچھ پڑھا ہے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

نشے میں ہو ہوکر مدہوش | لگائے سب رشیوں پر دوش
بناڈالے ہیں متھیا کوش | انھیں پڑھنے کی قسم اُٹھادے

جو کچھ پڑھا ہے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

جتنے منش کرت گرنتھ | ان میں ہیں مت بھیدانت
پھیلے ان سے ہی سب پنتھ | ان کا دل سے نام مٹادے

جو کچھ پڑھا ہے ۔۔ ۔۔ ۔۔

ہوا جب سے انکا پرکاش کیا بھارت کا ستیاناش
سچائی کی نہیں رہی تلاش پھر سے اس کا ناد بجا دے

جو کچھ پڑھا ہے ۔۔ ۔۔ ۔۔

اگر یہ شرط تجھے منظور پڑھاؤں گا میں تجھے ضرور
ورنہ یہاں سے ہو جا دور فوراً اپنی پیٹھ دکھا دے

جو کچھ پڑھا ہے ۔۔ ۔۔ ۔۔

دیانند کا گانا (بحر طویل)

یہ حکم آپکا مجکو منظور ہے پوری شرطیں یہ کر کے دکھا دوں گا میں
آج تک میں نے جو کچھ پڑھا یا سُنا ایکدم اسکو دل سے بھلا دونگا میں

یہ حکم آپ کا ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

جسقدر پستکیں پاس موجود ہیں انکو جمنا کے اندر بہاؤنگا میں
پڑھنا کس کا نہ دیکھونگا انکی شکل اور پیدانوں کو جوتے لگاؤنگا میں

یہ حکم آپ کا ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

دوش رشیوں پہ جن پستکوں سے لگے آگ تک بھی نہ انکو لگاؤں گا میں
سارسوت چندرکا کومدی بھاگوت لوجھا انکا نہ ہرگز اٹھاؤنگا میں

یہ حکم آپ کا ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

اور جتنے بھی پستک نشٹ کرتے ہیں نام دنیا سے انکا مٹاؤنگا میں

خود پڑھونگا رشی کرت ہی پستکیں اور لوگونکو بھی وہ پڑھاؤنگا میں

یہ حکم آپ کا ... ...

اور جو جو برجت ہیں باتیں رشی پاس اُنکے نہ ہرگز بھی جاؤنگا میں

آپکی اگیا ہی مجھکو پرمان ہے اک قدم تک نہ پیچھے ہٹاؤں گا میں

یہ حکم آپ کا ... ...

ہر طرح آپکی ٹہل سیوا کروں آنکھیں چرنوں کے نیچے بچھاؤں گا میں

میری پرتگیا جسونت سنگھ ہے اٹل جان کیسا تھا اسکو نبھاؤنگا میں

جو حکم آپ کا

ورجانند کا گانا

میں پڑھاؤنگا تجھکو دل وجان سے میری شرطیں اگر یہ نبھائیگا تو

نشچے رکھ دل میں اپنے دیانند یہ اوچھ پدوی بہت جلد پائیگا تو

میں پڑھاؤں گا ... ...

بھاگوت کھنڈوا اور کوئی چھوڑ کر سدگرنتھوں میں شردّھا لگائے گا تو

تیرے ہردے میں پرکاش ہو جائیگا جوں جوں ویدوں کے نزدیک آئیگا تو

میں پڑھاؤنگا ... ...

سارسوت رگھونس اور مکتاولی ان کو پڑھ کر نہ مکتی کو پائے گا تو

ہاں وہ چکر کے چکر میں گر پھنس گیا تو عمر جھگڑوں میں گنوائے گا تو

میں پڑھاؤں گا ... ...

ان پورانوں نے بڑا غرق کر دیا چار جو تے جوان کے لگائیگا تو
ایسا کرنے سے مطلب ہے میرا یہی پھر نہ انکو پڑھیگا پڑھلیئے گا تو
میں بڑھاؤں گا ... ...

وید چاروں ہی بس ایشوری گیان ہیں گیان ایسے جو انپار بڑھائیگا تو
یہی کنجی ہیں ودیا کے بھنڈار کی چھوٹ ہم لوگوں سے بھی جائیگا تو
میں بڑھاؤں گا ... ...

کی ہے بڑنگیا جو کچھ میرے سامنے پورا اسمیں اُتر کر دکھائے گا تو
سکھ بڑھائیگا تو دُکھ گھٹائیگا تو موت سے خوف بالکل نہ کھائیگا تو
میں بڑھاؤں گا ... ...

دیانند کا گانا

میں تو نکلا ہوں گھر سے اسی واسطے چھوڑ کر عیش آرام موہ جال کو
ایک درشن ہوں اصلی مہادیو کے دو سر جیت لوں کال وکرال کو
میں تو نکلا ہوں ... ...

یہی مطلب ہے میرا ہے آشا یہی اس لئے توڑا ہے سارے جنجال کو
میں ہٹاؤنگا پیچھے نہ ہرگز قدم کامنا پوری ہو چاہے دس سال کو
میں نکلا ہوں ... ...

آپ کی ہی دیا سے مہادیو جی دیدیں درشن اگر مجھ سے کنگال کو
ایسی دھن میں لگن میں مگن ہو بھی ہیں نے چھوڑا ہے ماں باپ مال کو

میں تو نکلا ہوں ... ...

جس طرح آپ دیو ینگے مجکو حکم ویسے رکھونگا میں اپنے اعمال کو
جان اپنی لڑا دوں گا اس کیلیے اور جسم تک کی بھی کھینچ لوں کھال کو

میں تو نکلا ہوں ... ...

میری آشا یہ سوامی سپھل کیجیے آیا چرنوں میں لیکر اسی خیال کو
میں اسی جستجو میں دیوانہ ہوا۔ اور پہنچا ہوا آج اس حال کو

میں تو نکلا ہوں ... ...

جس جگہ شیو ملیں گے وہیں جاؤنگا سُست پڑنے نہ دونگا کبھی چال کو
پرتھوی تو ہی کیا چیز جسونت سنگھ چھان مارونگا آکاش پاتال کو

میں تو نکلا ہوں ... ...

ورجانند کا گانا

رکھ تسلی نہ گھبرا وہ مل جائیگا۔ ہے تجھے جس مہادیو کی جستجو
موت کو جیتنے کا ارادہ ہے گر آسکے گی نہ وہ بھی تیرے روبرو

رکھ تسلی ... ...

ہے لگن دل میں سچی یہ تیرے اگر تجھے درشن بھی ہو جائینگے ہوبہو
سچا رستہ ہو دویا ہو اور گیان ہو ورڑھ نشچہ ہو مل جائے کامل گورو

رکھ تسلی ... ...

ہاں پریشرم ہے شرط ہر کام میں دُھن اسکی رہے دلمیں شام و سحو

کامیابی تبھی ہوگی اس کام میں اہلک کرنا پڑیگا پسینہ ہو
رکھ تسلی ... ...

ہے مہادیو نام اس نراکار کا کوئی اس کا جسم ہے نہ رنگت نہ بو
گیان درشٹی سے تمکو نظر آئیگا ظاہر آنکھیں کرنی پڑینگی رفو
رکھ تسلی ... ...

ہوگیا تیرے ہردے میں پرکاش جب ننگے نے کھلائی شیوجی تجھے سو بسو
سدھ کاج سبھی تیرا ہو جائیگا۔ نہ بھٹکنا پڑیگا تجھے کو بکو
رکھ تسلی ... ...

وید مارگ پہ چلتا ہوا یوگ کر کر دمن اندریاں اور بن نیک خو
موت کو جیتنے پھر کیا ہے جسونت سنگھ اسقدر پر پیشرم جو اٹھائیگا تو
رکھ تسلی ... ...

دیانند کا گانا

میں نہ بھولوں گا اُپکار یہ آپ کا میرا معبود مجکو جو مل جائیگا
ہوگئے جب کہ درشن مہادیو کے موت کا بھے تو خود ہی نکل جائیگا
میں نہ بھولونگا ... ...

آپ پارس ہیں جیون ہیں گر آپکے میرا جیون یہ ناچیز ڈھل جائیگا
ساتھ پارس کے لوہا چھوا جس گھڑی میرے جیون کا نقشہ بدل جائیگا
میں نہ بھولونگا ... ...

آپ کرپا کرینگے یہ مجھ پر اگر تو او دیا کا سب میل ڈھل جائے گا
بند باہر کی آنکھیں بھی ہونگی تبھی گیان روپی دوارا جو کھل جائیگا
میں نہ بھولونگا ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔
رات دن ایک کرونگا اس کیلیئے ادراکار تھ نہیں ایک پل جائیگا
آدرش سے نہ اپنے ٹلوں میں کبھی خواہ زمانہ بھی میرے سے ٹل جائیگا
میں نہ بھولوں گا ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔
یہ جسم اور جان آپ کی بھینٹ ہے یہ نہ سمجھیں کہ پھر یہ مچل جائیگا
آپ مجکو چلائینگے پھیروں کے بل تو دیانند گردن کے بل جائیگا
میں نہ بھولوں گا ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔
چرن دھو دھو کے پیوں گا ساری عمر یہ نہیں ہے کہ آج آیا کل جائیگا
آپ دیدیں گے مجھکو سہارا اگر پھر دیانند خود ہی سمبھل جائیگا
میں نہ بھولوں گا ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

ناٹک

گورو دیو! میں نے سچے مہادیو کی کھوج میں ہی گھر بار کو چھوڑا ہے۔ اسی کے درشنوں کے لئے ماں باپ اور سگے سمبندھیوں سے ناتا توڑا ہے۔ گرمی سردی اور سفر کی تکلیفوں کو سہتا ہوا کئی کئی دن بھوکا پیاسا رہتا ہوا۔ دنوں کا مارگ گھنٹوں میں طے کیا۔ اور دن رات ایک کرتے ہوئے یہاں آکر دم لیا۔ بڑی آپ کی کرپا درشٹی ہو جائیگی

تو میری یاترا سپھلتا کی پرسنتی ہو جائے گی۔ جو گرنتھ آپ حکم دیں گے وہ پڑھوں گا۔ جو آپ کے نزدیک ورجت ہونگے اُن کا تیاگ کرونگا اگر میں اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ تو جیون پرنیت آپ کا یہ احسان نہ بھلاؤں گا۔ جب تک جیوں گا۔ آپ کے چرن دھو دھو کر پیوں گا۔ دھن دربیہ تو میرے پاس ہے نہیں۔ پرنتو اس جان اور جسم پر آپ کا پورا پورا ادھیکار ہے۔ جسم آپ کے چرنوں میں اور جان آپ پر نثار ہے۔

وِرجانند۔ جب اس پریکشا کا سمے آئے گا۔ اس وقت دیکھا جائے گا۔ اب اپنا پاٹھ آرمبھ کرو۔ اشٹادھیائی مہابھاشہ اور چاروں ویدوں کو ارتھوں سہت پڑھو۔ ہر ایک سدھانت کے نرنے کے لئے چاروں ویدوں کی سوتہ پرمان مانو۔ اور باقی آرش گرنتھوں کو پرتہ پرمان مانو جو کچھ مجھ سے پڑھو۔ وہی دوسروں کو پڑھانا منش کرت اور مہمول کلپت گرنتھوں کو ہاتھ تک نہ لگانا۔ سچے شیو کے درشن پانے اور مرتیو سے مکت ہو جانے کے یہی اُپائے ہیں۔ جو سنکشیپ روپ سے ہم نے تجھے بتائے ہیں۔ اگر ان نیموں کا درڑھ نشچیہ اور پورن وشواش کے ساتھ پالن کرے گا۔ تو یم کا دوت تیرے آگے پانی بھرے گا ؎

جڑھ پدارتھ میں نہ کرنا بھول کر شیو کی تلاش
ڈھونڈنا چاہیے وہیں پر جس جگہ اس کا نواس
شدھ اور نرمل تیری ہو جائیگی جب آتما

اس کے اندر دو ہینگے درشن تجھے پرماتما

دیانند. تتھا استو ستیہ بچن. آپ کے ایک ایک شبد کو پرمان روپ سے مانوں گا. آپ کے اپدیش کو اپنے لئے موکھش کا سادھن جانوں گا

جہاں تک سامرتھ ہو سکتی ہے ایک انسان میں
آپ کے اپدیش کو رکھوں گا ہر دم دھیان میں
محض درشن ہی سے کچھ کچھ دور اندھیرا ہو گیا
ہے مجھے نشچہ کہ بیڑا پار میرا ہو گیا

(دونوں گئے)

دوسرا سین
پاٹھ شالہ

(سوامی ورجانند کا کسی وچار میں بیٹھے ہوئے نظر آنا)

ورجانند کا گانا

پڑھایا آیو بھر میں سینکڑوں کو یا ہزاروں کو
مگر سچ تو ہے یہ میں نے پڑھایا کل گنواروں کو
سبھی کتنے سوارتھی خود غرض اور مطلب کے بندے تھے
نہ سوجھا فرض اپنا کچھ کبھی قسمت کے ماروں کو

لگی ہے آگ بھارت ورش میں ہر سو جہالت کی
کہا سب کو نہ سمجھا کوئی بھی میرے اشاروں کو
نہیں ویدوں کا دنیا میں رہا نام و نشاں باقی
تیاگ سورج کو دنیا اب پکڑ بیٹھی ستاروں کو
کہیں چرچا پورانوں کا کہیں کلپت گرنتھوں کا
بھر دیا پتھروں سے ہر جگہ ٹھاکردواروں کو
کہیں ہے مورتی پوجا کہیں پر جل پرستی ہے
کہیں پرکشوں کی پوجا مانتا کوئی اوتاروں کو
نہیں ایشور کی پوجا اور نہ ایشور گیان کی سکشا
امرپھل چھوڑ کر کے کھا رہی دنیا انگاروں کو
گئے ہیں سوار بھی لوگوں نے ودیا ہین نرناری
نہ دھرم اور پاپ کی کوئی خبر ہے ان بیچاروں کو
کروں تو کیا کروں کیونکر کروں اُدھار بھارت کا
پھیلاؤں کس طرح کل دیش میں اپنے وچاروں کو
میں نیتر ہین ہوں اس پر اوستھا ہو گئی بڈھی
ہوں خود لاچار پھر کیسے اٹھاؤں گا لاچاروں کو
دیانند یہ میری کچھ جھلک آشا کی ٹپکتی ہے
کہ شاید وہ کرے پرکاش پھر سے وید چاروں کو

اگر جسونت سنگھ دیوے شفا جا کر بیماروں کو
بڑھا یا بھی پھل میرا پڑھا بھی ہی پھل اُسکا

ناٹک

ورجانند۔ پڑھاتے پڑھاتے ساری آیو گنوائی۔ سیاہی گئی اور سفیدی آئی۔ سینکڑوں کو پڑھایا۔ یا ہزاروں کو مگر سب مورکھ سوار بھی اور گنواروں کو۔ جتنوں کو پڑھایا۔ برتھا مغز کھپایا۔ اپنے سشش منڈل میں ایک آدمی بھی کام کا نہ پایا۔ جس سے یہ آشا کروں۔ کہ یہ میرے کام آئے گا۔ ارتھات بھارت ورش میں جو اندھکار مچ رہا ہے۔ اس کو دور ہٹائے گا۔ انیک پرکار کے کیول کلپت گرنتھوں اور بھن بھن مت متانتروں نے وہ اودھم مچایا ہے۔ کہ ویدوکت گیان کا دنیا سے نام ونشان مٹایا ہے۔ ایک نراکار پرماتما کی جگہ سینکڑوں ہزاروں اپنے من مانے پرماتما بنا ڈالے۔ کون ہے جو اس رشی بھومی کو اس اودیا اندھکار سے نکالے۔ میں سوچم اس کام کا بیڑا اٹھاؤں تو کیوں کر اٹھاؤں۔ نام دلیش کا بھرمن کرنے کے لئے نیتر کس کے لاؤں اس پر بھی اوستھا کا سوال۔ یہاں تک کہ دس قدم چلنا محال ہے۔ اناتھوں کے ناتھ! ہے دینوں کے بندھو! ہے نراشروں کے آشرے ہے۔ ادھیروں کی دھیر بندھانے والے پربھو! اب تو آپ ہی دین ہین بھارت کا ادھار کریں تو کریں۔ ورنہ ان رشیوں کے نام کو کلنکت کرنے والی سنتان کی اوستھا کو دیکھتے ہوئے تو کوئی آشا دکھائی نہیں دیتی ۔

کیا کروں جاؤں کہاں اب کون سنتا ہے بھلا
ہے پربھو بھارت کا بیڑا تو غرق اب ہو چلا
کس طرح اس دین بھارت ورش کا اُدھار ہو
کس طرح سنسار میں ویدوں کا پھر پرچار ہو

(سوامی دیانند داخل ہوتے ہیں)

ورجانند۔ (پاؤں کی آہٹ سُن کر) کون ہے؟

دیانند۔ آپ کا سیوک دیانند۔

ورجانند۔ آج تیری وِدیا سماپتی کا دن ہے۔ آج تیرا سماورتن سنسکار ہے۔ گورو دکشنا کے لئے کیا وچار ہے۔

دیانند۔ آپ کے اُپکار کے مقابلہ میں تو ایسی کوئی وستو میرے پاس نہیں جو آپ کے چرنوں میں بھینٹ کر سکوں۔ پرنتو خالی ہاتھوں کی اپیکشا شردھا کے تھوڑے لونگ ہیں۔ انھیں گورو دکشنا میں سویکار کیجئے۔ اور اپنے اس تُچھ سیوک کو آشیرواد دیجئے ؎

یوں دینے کو تو دنیا بھر کا دھن دولت بھی دے ڈالوں
اگر ہو پاس سب کچھ آپ کا خود مانگ کر کھا لوں
کروں بھکشا زمانے کی مانگ کر لاؤں کن کن سے
سبکدوش ہو نہیں سکتا میں پھر بھی آپ کے رِن سے

ورجانند۔ بس میرے اتنے پریشرم کا یہی پرنام ہے؟ میرے اُپکاروں کا یہی انعام ہے؟ یہ گورو دکشنا ہے؟ یا ایک ڈھونگ؟

برسوں کی مغز کھپائی کی قیمت صرف سیر بھر دنگ۔ انھیں کیا بتاؤں
تن پر اُدرڈھوں یا پیٹ کا اپدھن بتاؤں سے

تیری گور دکشنا کو دیکھ کر ہوتی ہے حیرانی
میری محنت کی تو نے آج کیا اچھی قدردانی
اگر ان کے بجائے سیر بھر تو ان لے آتا
کسی کی بھوک مٹ جاتی کسی کا پیٹ بھر جاتا

دیانند۔ دل تو بہت کچھ دینے کو چاہتا ہے۔ پرنتو کیا بتاؤں۔ پاس نہ ہو تو کہاں سے لاؤں۔ آپ کے اُپکاروں کا تو مجھ پر اس قدر بھار ہے۔ کہ میرا ایک ایک روم آپ کا قرضدار ہے۔ اور یہ ایسا قرضہ ہے۔ جو جیون پر نیت بھی ادا نہیں کر سکتا۔ اگر دنیا بھر کے خزانے بھی آپ کی بھینٹ کر دوں۔ تو بھی یہ بوجھ میرے سر سے نہیں اُتر سکتا۔

آپ کا مرہونِ منت میرا اِک اِک روم ہے
پاس ہے جو کچھ میرے سب آپ کو معلوم ہے
آپ کے چرنوں میں آیا اک لنگوٹی باندھ کر
دھن نہ کچھ لایا تھا گھر سے اور نہ لایا مال و زر

ورجانند۔ نہ دھن دولت تو مجھے دے سکتا ہے۔ نہ دھن دولت کی مجھے ابھلاشا ہے۔ میرے سمبندھ میں اس پرکار کی کلپنا ہی بے سود ہے۔ میں تجھ سے وہ چیز مانگتا ہوں جو تو دے سکتا ہے

اور جو تیرے پاس موجود ہے ؎

دھن و ربیہ آدک ہیں مجھکو ایک کنکر کے سمان
میں گراہک ہوں نہ انکا اور نہ ہے ان کی پہچان
مانگتا ہوں وہ جو تو بانی ہے مجھ کو دے سکے
پاس ہے تیرے تو آسانی سے مجھ کو دے سکے

دیانند۔ میرے پاس کیول میرا شریر ہے۔ اور میری جان ہے۔ جو ہر سمے آپ کے چرنوں میں قربان ہے۔ اگر یہ دونوں چیزیں آپ کے کسی کام آسکیں تو میں اپنے آپ کو بڑا بھاگ شالی جانوں گا۔ جو آپ آگیا دیں گے۔ اس کو سر کے بل مانوں گا ؎

میری ایک ایک انگلی کی اگربتی بنا لو تم
بھگو کر تیل کے اندر دیئے میں رکھ جلا لو تم
نہ اس سے کوئی دکھ ہے اور نہ کوئی عار ہے مجھ کو
نہ ان دونوں کے دینے سے کوئی انکار ہے مجھکو

ورجانند۔ اس سمے دیش کی کچھ ایسی بھیانک صورت ہے۔ کہ اس میں آہوتی دینے کے لئے مجھکو ان دونوں چیزوں کی ضرورت ہے۔ پرنتو ایسا نہ ہو کہ تو پیچھے سے ڈر جائے۔ اور ان کے دینے سے بھی انکار کر جائے۔ کیونکہ دھن دولت کا تیاگ ہر ایک منش کر سکتا ہے۔ پرنتو بلیدان کی ویدی پر کوئی مائی کا لال ہی چڑھ سکتا ہے۔

دیانند۔ آپ کا وچار بالکل ستیہ ہے، پرنتو س

اس کا اثر دے نہیں سکتی ہے یہ میری زباں
آزمائش کیجئے اور لیجئے خود امتحاں
پاس ہے سونا کسوٹی پہ گھسا کر دیکھئے
ورنہ اس کو آگ کے اندر تپا کر دیکھئے

ورجانند کا گانا

بھارت میں اس سمے چو طرفہ ایسی اودیا چھائی ہے
ایسا مچ رہا اندھکار کچھ دیتا نہیں دکھائی ہے
یہی وہ بھارت ورش کبھی جو جگت گورو کہلاتا تھا
ہر ادنےٰ اور اعلےٰ اس سے شکشا پانے آتا تھا
جو اس کے چرنوں میں بیٹھا اپنا بھاگ سراہتا تھا
اس پارس سے سپرش کر لوہا سونا بن جاتا تھا
اب اس کی جو دشا ہوئی وہ جاتی نہیں بتائی ہے
ایسا مچ رہا اندھکار ۔۔ ۔۔ ۔۔
ایک ایشور کی تج کر پوجا لاکھوں ایش بنا ڈالے
بنا بنا پتھر کی مورتیں بھر دیئے مندر شوالے
انیک مت پرچلت ہوئے سدگیان کو لگ رہے ہیں تالے
دیکھ دشا بھارت کی ہردے میں میرے پڑ گئے چھالے

خود غرضوں نے اندھکار میں ایسی لوٹ مچائی ہے
ایسا مچ رہا اندھکار .. ..

ایشور کا جو گیان وید تھے اُن کا نام نشان نہیں
رشی کرت گرنتھوں کا دل میں رہا کسی کے مان نہیں
ست کیا ہے اور استیہ کیا ہے اس کی کچھ پہچان نہیں
رشیوں کی سنتان جو تھے اب ان جیسا شیطان نہیں
نش کرت گرنتھوں کی ہوتی ہر جگہ پڑھائی ہے
ایسا مچ رہا اندھکار.. .. .. ..

کہیں پہ لاکھوں بدھوائیں سر دُھن کر روتی رہتی ہیں
کورتیوں کے کارن ابلائیں کیا کیا دُکھ سہتی ہیں
کہیں پہ گئوویں بے زبان کٹتی ہیں کچھ نہیں کہتی ہیں
جہاں دودھ کی نہریں تھیں وہاں خون کی ندیاں بہتی ہیں
دودھ اور گھی اب دیش کے اندر رہ گیا مثل دوائی ہے
ایسا مچ رہا اندھکار .. ..

ست ودیا کا بھارت میں اب بالکل بھی پرچار نہیں
پھیلے اتنے مت متانتر جن کا انت شمار نہیں
کیول کلپت رچی پستکیں جن میں کوئی سار نہیں
کولنا ہے اب بھارت میں جو ہوتا اتیا رچار نہیں
مورکھ جاہل لوگوں کی یہاں ہو رہی خوب کمائی ہے

ایسا مچ رہا اندھکار .. ..

دویش لگا کر رشیوں پر بھجار دیش میں پھیلایا
برہما سے لے پاتنجل تک کوئی بھی بچنے نہیں پایا
کسی کو تو بھنگی اور چرسی کسی کو زانی ٹھہرایا
بنا دیئے سب وام مارگی دھرم کرم سب چھوڑ وایا
ہر دم پردھان جو بھارت تھا اسکی یہ گتی بنائی ہے
ایسا مچ رہا اندھکار .. ..

برہمن کشتری ویش اور شودر سبھی دھرم سے ہین ہوئے
سب کچھ کھو کر کنگال ہو کر غیروں کے آدھین ہوئے
پرش استری دو گھر میں تو فرقے ان میں تین ہوئے
ودیا الوپ ہوئی تو اندھوں میں کانے پربین ہوئے
دھرم نے تو کیا رہنا تھا یہاں دیتا پاپ دہائی ہے
ایسا مچ رہا اندھکار .. ..

ویر بھاؤ اور پھوٹ دویش نے ایسے ڈیرے ڈالے ہیں
پریم محبت اور ایکتا پکڑ کے کان نکالے ہیں
ودیا کے استھان جو تھے مور کھتا نے سمبھالے ہیں
کھا رہے در پردہ اس کو جو ظاہر میں رکھوالے ہیں
نہیں متر تا نام کو اب بھائی کو کھا رہا بھائی ہے
ایسا مچ رہا اندھکار .. ..

یہی ہے میری گورو دکشنا دیش کے بھاگ جگا بیٹا
اپنی عمر کا اک اک پل بھارت کے لئے لگا بیٹا
اندھکار مور کھتا او دیا دیش سے دور بھگا بیٹا
بھسم جہالت ہو جائے تو آگ ایسی سلگا بیٹا
تیرا پڑھنا میرا پڑھانا تبھی سپھل سکھدائی ہے
ایسا مچ رہا اندھکار ۔۔۔۔۔۔۔
ویدوں کی پرتھا پھر سے بھارت میں تو کر جاری
رشیوں کے وہ دوش مٹا جو لگا رہے دُر آچاری
ایشور تیرا ہووے سہائک جا بیٹا میں بلہاری
تیری جان کو دینگے دعائیں بھارت کے سب نر ناری
تو ہی میری جیونت سنگھ پونجی ہے تو ہی کمائی ہے
ایسا مچ رہا اندھکار ۔۔۔۔

دیانند کا گانا

حکم آپ کا گورو دیو میں جان کے ساتھ نبھاؤنگا
جب تک پران جسم کے اندر اسکو نہیں بھلاؤنگا
پٹھن پاٹھ ویدوں کا پھر سے جاری کر کے چھوڑونگا
بھارت میں پھیلے جتنے مت ایک ایک کو توڑوں گا
کپٹ اور پاکھنڈ کا بھانڈا چورا ہے میں پھوڑوں گا
کتنے بھی ہوں کشٹ مجھے میں ست سے منہ نہیں موڑونگا

دویش اودیا اور جہالت دیش سے دور بھگاؤنگا

جب تک پران ... ...

بھارت کی یہ دین دشا بالکل نہیں رہنے پائیگی

مورکھتا اب زیادہ دن نہیں پاؤں یہاں پھیلائیگی

کوئی کٹھنتا کسی روپ میں نہیں سامنے آئے گی

تھوڑے دن میں سُن لینا کیا کایا پلٹ ہو جائے گی

دیش کے کونے کونے میں ویدوں کا ناد بجاؤنگا

جب تک پران ... ...

اندھکار کو دُور ہٹا کر ویدوں کا پرکاش کروں

ملا مجھے اوکاش اگر چاروں ویدوں کا بھاش کروں

کپول کلپت گرنتھ جتنے سب کا ستیاناش کروں

بھارت کے نر ناری کا ایک ایشور میں بشواش کروں

بتھر پوجا کا بھارت سے نام ونشان مٹاؤنگا

جب تک پران ... ...

پراچین گورو بھارت کا پھر بھارت میں آئے گا

بھارت کا بچہ بچہ ویدوں کو پڑھے پڑھائے گا

اوم کا جھنڈا بھارت میں پھر سے گھر گھر لہرائے گا

جر ہندوستو کے آگے کوئی کبھی نہ سیس جھکائے گا

کون ہوں کس کا سنتش ہوں یہ ثابت کر دکھلاؤنگا

جب تک پران .. ..

پھیلی جتنی کو ریتیاں ہیں جڑ سے اُنھیں اُکھاڑوں گا
جو جوان کے موجد ہیں انھیں اچھی طرح لتاڑوں گا
جتنے ہیں پاکھنڈ کے اڈے اِک دم اُنھیں اُجاڑوں گا
کریں حمایت جو جوان کی گرد اُن کی بھی جھاڑوں گا
جگہ جو لی ہے ۔ پورانوں نے وہ ویدوں کو دلواؤنگا
جب تک پران .. ..

رشیوں پر جو دوش لگائے ایک ایک کو دھوونگا
ایسے متھیا گرنتھوں کا میں نام جہاں سے کھوونگا
من مانے جو ایشور ہیں انھیں دریا بیچ ڈبو دوں گا
پرکش پاپ کا اُکھاڑ کر میں بیج دھرم کا بو دوں گا
ست کیا ہے اور استیہ کیا ہے دنیا کو بتلاؤنگا
جب تک پران .. ..

بال بواہ نے بدھواؤں کی جو تعداد بڑھائی ہے
اُن کی آہوں نے بھارت پر جو آفت ڈھائی ہے
ودھرمیوں نے گلے پہ گئوؤں کے جو چھری چلائی ہے
یہ اگھات کو تک مجکو دیتا سب کچھ دکھلائی ہے
گئوؤں کا اور ودھواؤں کا کشٹ کلیش مٹاؤنگا
جب تک پران .. ..

چاروں ورنوں کو میں اپنے دھرم پہ تت پر کردوں گا
جنم ابھیمانی لوگوں کو بیں ایک کنارے دھر دونگا
کریں جو شنگا سمادھان ان کو پورا اوسر دوں گا
دویش بھاو جن دلوں میں ہیں انھیں پریم کے رس سے بھر دونگا
قدم جو آگے رکھدونگا۔ وہ پیچھے نہیں ہٹاؤں گا۔
جب تک پران .. ..
اس مارگ پر مجکو جتنے کشٹ اور کلیش آئیں گے
سارے سنکٹ کال روپ بنکر سنمکھ کھڑ جائیں گے
دنیا بھر کے خوف اکٹھے ہوکر اگر ڈرائیں گے ..
لوبھ اور لالچ میرے کام میں گرروڑہ اٹکائیں گے
میں ان سب کو تپ کے بل سے ٹھوکر مار بھگا دُنگا
جب تک پران .. ..
نسچے رکھئے سوئے ہوئے بھارت کے بھاگ اب جاگیں گے
اودیا اور جہالت یہاں سے پنچھ لگا کر بھاگیں گے
ویدک نادسنا جب بھارت باشی آلس تیاگیں گے
چاروں ورن اور چاروں آشرم کرم دھرم میں لاگیں گے
دنیا میں جسونت سنگھ ایسا انقلاب لادیگا
جب تک پران .. ..

ناٹک

گورودیو! میں آپ کو منہ مانگی گورو دکشنا دوں گا۔ اور جب تک اس کی ایک ایک پائی ادا نہ کروں آرام نہ لوں گا۔ آپ کی بردان کی ہوئی ودیا کو بھارت کے کونے کونے میں پھیلا دوں گا جہالت اودیا اور کوریتوں کا نام ونشان دنیا سے مٹا دوں گا۔ ویدروپی ایشوری گیان اور دیو بانی کو پھر سے زندہ کرونگا۔ یہاں تک کہ دیش اور دھرم کے لئے جیوں گا۔ اور ان ہی کے لئے مرونگا۔ دنیا بھر کی تکلیفیں اور سنسار بھر کے پرلوبھن جو بھی جس جس روپ سے میرے سنمکھ آئیگا۔ آپ کے پرتاپ سے وہ منہ کی کھا کر جائے گا۔ اپنے منہ سے اپنی پرشنسا کرنی ایک پرکار کا ابھیمان کہلاتا ہے۔ پرنتو آپ تھوڑے دن میں سُن لیں گے کہ آپ کا ششیہ کیا کر کے دکھلاتا ہے۔

ورجانند کا گانا

سُن بات میری۔ کر دھیان۔ کرنا ہے مشکل بہت زباں سے کہہ دینا آسان

سُن بات میری ... ...

ہے کٹھن اس برت کا بھانا — ہوگا دشمن تیرا سب زمانہ
مجھے لگتا ہے ڈر — کیسے ہوگی گذر
ہے مورکھتا کا زور — نہیں سچ جھوٹ کی پہچان

سُن بات میری ... ...

دیانند کا گانا

اب رہے یا جائے جان منہ سے جو کچھ کہدیا سمجھ لیجئے اسکو پران

اب رہے یا ...

ساری تکلیفیں سر پہ اٹھاؤنگا
اس برت کو نبھا کر دکھلاؤنگا

مجھے مطلق نہ ڈر
نہیں خوف و خطر

کردوں اندھکار کا ناش بتادوں مورکھوں کو ودوان

اب رہے یا ...

وِجانند کا گانا

سن بات میری کر دھیان کرنا ہے مشکل بہت زبان کہنا ہے سان

سن بات ...

لوگ دیوینگے بے نقط گالیاں
کچھے غنڈے بجاینگے تالیاں

ماریں اینٹ اور پتھر
پھوڑ ڈالیں گے سر

نہیں یہ بھی کچھ آشچرج گنوا دیں مورکھ تیری جان

سن بات میری ...

دیانند کا گانا

اب رہے یا جائے جان منہ سے جو کہدیا سمجھ لیجئے اسکو پران

ڈاکٹر جب چبھوتا ہے نشتر گالیاں روگی دیتا ہے منہ پر
اُنھیں جاتا ہے بھول گلہ کرنا فضول
جو ماریں پتھر اینٹ۔ اُنھیں سمجھوں گا پُشپ سمان

ورجانند کا گانا

سُن بات میری کردھیان مکرتا ہے مشکل بہت زبان سے کہنا ہے آسان
سن بات میری۔۔۔۔۔۔
یہ وہ مارگ ہے جو خاردار ہے موت منہ کھولے ہر دم تیار ہے
ہونگے لاکھوں ہی کشٹ نظر آتا سپشٹ
اب تک بھی ہاتھ میں ہے سوچ لے اپنی لا بھ اور ہان

دیانند کا گانا

اب رہے یا جائے جان منہ سے جو کچھ کہدیا سمجھ لیجئے اسکو پرمان
اب رہے۔۔۔۔۔۔
میں تو آیا ہی کانٹے ہٹانے پھول ان کی جگہ پر بچھانے
ہونگے جتنے بھی دُکھ اُنھیں سمجھوں کا سُکھ
ہے ایک جان کیا چیز کردوں لاکھوں جانیں قربان

ورجانند کا گانا

سُن بات میری کردھیان۔ کرنا ہے مشکل بہت زبان سے کہنا ہے آسان

سن بات میری ... ...

نہیں کچا ایک آدھا گھڑا ہے   یہاں آوا ہی بگڑا پڑا ہے
سبھی بگڑے ہیں ڈھنگ   پڑی کنوئیں میں بھنگ
کس کس کو کرے گا ٹھیک نہیں کچھ روگوں کا انومان
سن بات میری ... ...

دیانند کا گانا

اب رہے یا جائے جان منہ سے جو کچھ کہہ دیا سمجھ لیجئے اسکو پرمان

اب رہے ... ...

ایک آدا کیا بگڑے زمانہ   میں نے بگڑوں کو سیدھا بنانا
جو سچائی میں پل   جھوٹ سکتا نہیں چل
ایشور ہے سہایک اگر مار سکتا ہے کب انسان
اب رہے ... ...

ورجانند کا گانا

سن بات میری کر دھیان کرنا ہے مشکل بہت زبان سے کہہ دینا آسان

سن بات ... ...

خوف تجھکو جو اتنے دکھاتا   تجھے اب تک تھا میں آزمانا
ہو گیا اب یقین   تو ڈرے گا نہیں

تو کرنگا دلش اُدھار مجھے اب ہو گیا اطمینان
سُن بات ...

دیانند کا گانا

اب رہے یا جائے جان منہ سے جو کچھ کہدیا مجھے اسکو پرمان
کون ہوں کیا ہے میری پرتشٹھا — آپکی ہی ہے سب کچھ پرتشٹھا
میری کیا ہے اوقات — کر نہیں سکتا بات
بدی آپ کا آشیرواد رہا تو کر دوں گھمسان

تیسرا نظارہ

پہلا سین

باغیچہ

سوامی جی ایک اونچے آسن پر بیٹھے اُپدیش دے رہے ہیں۔ اردگرد شردھالو لوگوں کا مجمع ہے پنڈت لوگ کچھ کچھ دھرم چرچا اور شنکا سمادھان بھی کر رہے ہیں

ایک پنڈت۔ تو کیا ویدوں میں مورتی پوجا کی آگیا نہیں؟

سوامی جی۔ کداچت نہیں۔ بلکہ ویدوں میں مورتی پوجا کا صاف نشیدھ ہے

دوسرا۔ ہم مورتی پوجا کرتے ہی نہیں۔ بلکہ مورتی میں دھیان لگا کر پرماتما کی ارادھنا کرتے ہیں۔

سوامی جی۔ اول تو پرماتما کی ارادھنا کا یہ سادھن ہی غلط ہے۔ کیونکہ نرآکار پرمیشور کا جڑ وستو میں دھیان نہیں ہو سکتا۔ دوسرے نہ تو اس کی کوئی ارادھنا کرتا ہے۔ نہ دھیان لگاتا ہے۔ بلکہ کوئی مورتی کو نہلاتا ہے۔ کوئی بھوگ لگاتا ہے۔ کوئی پھول چڑھاتا ہے

کوئی گھنٹے بجاتا ہے۔ کوئی آرتی گاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک پرماتما کی جگہ انیک پرماتما بنا رکھے ہیں۔ کوئی شیو کا پجاری ہے کوئی وشنو کا۔ کوئی ہنومان کا غرضیکہ بھارت ورش کے کل ہندوؤں کی گنتا بائیس کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ اور دیوتا تینتیس کروڑ بنا رکھے ہیں۔ اب آپ ہی حساب لگا کر تبلائیے۔ کہ ایک ایک ہندو کے حصے میں کتنے دیوتا آتے ہیں۔ کس کس کو دھیائیں۔ کس کس کو رجھائیں ان سے چھٹکارا ملے۔ تو پرماتما کی طرف آئیں۔

پہلا پنڈت۔ جس طرح ایک راجہ کو ملنے کے لئے اس کے اہلکاروں کی خوشامد ضروری ہے۔ اسی طرح پرماتما تک پہنچنے کے لئے پہلے دیوتاؤں کو پرسنیہ کرنا ضروری ہے۔

سوامی جی۔ راجہ الپگیہ ہے۔ ایک دیشی ہے۔ اس لئے اس کو ملنے کے لئے اس کا اہلکاروں کی خوشامد ضروری ہے۔ مگر پرماتما سروگیہ اور سرو دیاپک ہے۔ اس لئے اس کو ملنے کے لئے کسی کی خوشامد کی ضرورت نہیں۔

پنڈت۔ جس طرح کوئی منش چھلانگ مار کر مکان کی تیسری منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ زینہ ہی اس کو منزل مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ اسی پرکار ہمارے پورجوں نے مورتی پوجا کو پرماتما تک پہنچنے کا سادھن مقرر کیا ہے۔ جب وہ اس پدوی کو پراپت کر لیتا ہے۔ تو مورتی پوجا کو تیاگ دیتا ہے۔

سوامی جی۔ اول تو یہ سادھن ہی استیہ ہے۔ کیونکہ میں پہلے تبلا چکا ہوں کہ چیتن سروپ پرماتما کو جڑ مد پدارتھوں کے ذریعہ نہیں پایا جاتا۔ اس کے پانے کے سادھن گیان کرم اپاسنا بھگتی اور یوگ آدک ہیں۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے آپ کی بات کو مان بھی لیا جائے۔ تو تمام بھارت ورش میں کوئی ایک درشٹانت ایسا تبلاؤ۔ کہ فلاں منش نے مورتی پوجا سے پرماتما کو پالیا۔ اور اس کے پشچات اس نے مورتی پوجا کو تیاگ دیا۔ بلکہ اس کے اُلٹ میں لاکھوں کروڑوں درشٹانت ایسے پیش کر سکتا ہوں کہ مورتی پوجکوں کی آیو کے ساتھ ساتھ ان کے پاس پتھروں کا بوجھ اور بھی ادھک ہوتا چلا گیا۔

دوسرا پنڈت۔ کیا مہادیو آدک جس قدر دیوتا ہیں۔ وہ سب متھیا ہیں۔

سوامی جی۔ یہ سب پرماتما کے صفاتی نام ہیں۔ جن کے مورکھ اور سوارتھی لوگوں نے کیول دنیا کو لوٹنے کھانے کے لئے بھن بھن نام رکھ کر ان کے نام سے الگ الگ استھان بنا لئے۔ تم ہی تبلاؤ کہ تمہارے کتھن انوسار مہادیو کیلاش پربت پر رہتا ہے۔ تو تم یہاں مندروں میں کس کی پوجا کرتے ہو۔ اور پھر جب جاتے ہو۔ تو اسی مہادیو کو تالے کے اندر بند کر جاتے ہو۔ کیا مہادیو تمہارا قیدی ہے اگر کہو کہ اس کی حفاظت کے لئے تالا لگاتے ہو۔ تو جو مہادیو تمہاری حفاظت کا محتاج ہے وہ تمہاری رکشا کیا خاک کریگا۔

دونوں پنڈت۔ دھنیہ ہو بھگون دھنیہ ہو۔ آپ کی ان اکھنڈ یکتیوں

کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔ ہمیں نشچہ ہو گیا۔ کہ مورتی پوجا کوئی کار فوائد نہیں۔ ہم پرتگیا کرتے ہیں۔ کہ آج سے مورتی پوجا کے نزدیک تک نہ جائیں گے۔ (کنٹھیاں توڑ کر) کنٹھیاں آپ کے سامنے توڑ دیتے ہیں۔ مورتیوں کو گھر جا کر گنگا میں بہائیں گے۔

سوامی جی - یہ تمہارے کلیان کی نشانی ہے۔ اُلٹے مارگ کو تیاگ دینا ہی بدھیمانی ہے

رام بھروسے (سائنڈ میں) مورتی پوجا جائز ہے یا ناجائز ہمیں اس سے سروکار نہیں۔ ویدوں اور شاستروں کی اس کے سمبندھ میں کیا ہو سمتا ہے اس سے ہمارے باپ دادا بھی خبردار نہیں۔ بھاڑ میں جائے مورتی اور چولھے میں جائیں پوجاری۔ مگر یاروں کی تو خوب چلتی ہے دوکانداری۔ نہ آنے کی چنتا نہ گئے کا غم۔ کمائی ہے دنیا اور کھاتے ہیں ہم مورتی پوجا سے پرمیشور ملا یا نہ ملا۔ ہماری جانے بلا۔ مگر ہمیں تو پرمیشور کا چھوٹا بھائی (روپیہ) ضرور مل جاتا ہے۔ جو پرمیشور سے بھی بڑھ کر ہمیں آرام پہنچاتا ہے۔ پرمیشور کو لے کر کیا نہائیں گے۔ اوپر اوڑھیں گے یا نیچے بچھائیں گے۔ پانی کی جگہ پئیں گے یا روٹی کی جگہ کھائیں گے۔ جب تک یہاں سے گیان اور ودیا کا خاتمہ ہے ہمارے تو چاروں طرف پرماتما ہی پرماتما ہے۔ پرنتو جس ویادھی سے ڈرتے تھے جس بیماری کا خوف کرتے تھے۔ اس نے یہاں بھی آسن نکالا۔ یدی اس دھورت کے پرچار کی یہی حالت رہی تو ہماری روزی کو تو لگ گیا

تالا۔ ارتھات ہمیں تو مل گیا دلیش نکالا۔ جو بھی آتا ہے۔ وہی اس کی
یکتیوں سے لاجواب ہو کر جاتا ہے۔ جب تک اس کے جیون کی
سماپتی نہ ہوگی ہمیں کسی پرکار سے سکھوں کی پراپتی نہ ہوگی ؎

ہار مانے گا نہ یہ ہرگز کسی ودوان سے
چپ نہ ہوگا۔ یہ کسی یکتی سے یا بیان سے
ہر گھڑی کرتا ہے یہ پرماتما پر ماتما
آج میں کرتا ہوں۔ اس کی زندگی کا خاتمہ

(سامنے ہو کر) ممو نارائن۔ مہاراج!
سوامی جی۔ کلیان ہو۔ آنند رہو۔ کہو کیسے آئے؟
رام بھروسے۔ مہاراج کے ستیہ اپدیشوں کا چرچا بہت دنوں سے سُن رہے تھے۔ پرنتو شکر ہے۔ کہ آپ نے اپنے پوتر چرنوں سے اس نگری کو بھی پوتر کیا۔ اور ہم لوگوں کو اپنے درشنوں کے سوبھاگیہ کا اوسر دیا سنتے ہیں کہ آپ کی بانی میں بڑی تاثیر ہے۔ اور آپ کا ایک ایک شبد گویا پتھر کی لکیر ہے۔
سوامی جی۔ ہم جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ پرماتما کی بانی ہے۔ نسندیہہ اس کا ایک ایک شبد نہیں۔ بلکہ ایک ایک اکشر لاثانی ہے۔
رام بھروسے۔ مجھے تو آپ کے نام کے ساتھ ہی بڑی شردھا تھی۔ پرنتو آپ کے درشنوں نے تو اور ہی رنگ چڑھا دیا۔ ارتھات اس شردھا کو اور بھی بڑھا دیا۔ یدی آپ مجھے اپنے چرنوں میں لے سکیں

ارتھات تھوڑا بہت اوکاش مجھے دے سکیں۔ تو میں بھی آجایا کروں۔ اور تھوڑی بہت شکشا پا جایا کروں ۔

مجھے چرکال سے تھی آپ کے درشن کی ابھلاشا
شکر ہے آج پرمیشور نے کی پوری میری آشا
مجھے بھی آپ کے بھنڈار سے کچھ دان ہو جائے
تو سمجھو ہے کہ اس سیوک کا بھی کلیان ہو جائے

سوامی جی ۔ تم اوشیہ آیا کرو۔ اور ہمارے اُپدیشوں سے لابھ اُٹھایا کرو دونوں کال سندھیا کیا کرو۔ اگر نہیں جانتے تو ہم سے سیکھ لیا کرو۔

رام بھروسے ۔ مہاراج کا بڑا اُپکار ہوگا۔ جو مجھ جیسے موڑھ متی کا بھی دھیان ہوگا۔ اب مجھے جانے کی اگیا دیجئے۔ اور اپنے سیوک کا پریم کا پان سوئیکار کیجئے ۔

پریم کا یہ پان ہے، پریم سے لگا یا ہوا پریم میں لپٹا یا ہوا پریم ہی پھیلائیگا
پریمی کے ہیں ہاتھ اور پریمی کا ہے نمسکار نہ پریمی اسے کھائے اور پریمی ہی کھلائیگا
بڑھیگا پریم میرا آپسے پریمی سنگ دونوں کا پریم ایک عجب رنگ لائیگا
کیجیے یہی بھینٹ سوئیکار یدی کرلیں آپ پان کا یہ پتہ میرے مان کو بڑھائیگا

سوامی جی ۔ یدپی ہمیں پان کھانے کا دشٹیش سمجھاؤ نہیں، پرنتو تمہاری مان بڑھی کے لئے تمہارا پریم کا پان اوشیہ کھائیں گے۔

(پان کھاتے ہیں۔ اور رام بھروسے رفو چکر ہوتا ہے)

ایک شہر دھالو۔ مہاراج کا چہرہ ایک دم اُترا کیوں جا رہا ہے۔

مستک پر پسینہ بڑی تیزی سے آرہا ہے۔
سوامی جی۔ (ہچکی لے کر) ہمارے ساتھ وشواش گھات کیا گیا ہے ہمارا وچار ہے کہ ہمیں پان میں وش دیا گیا ہے۔
شردھالو۔ (گھبراکر) تو میں جلدی شہر میں جاؤں۔ کسی ڈاکٹر یا وید کو بلا کر لاؤں۔
سوامی جی۔ کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ کسی ڈاکٹر یا وَید کو بلانے کی ضرورت نہیں۔ کوئی برتن لا۔ ہم قے کر کے اس زہر کو نکالیں گے۔ اور نیولی کرم کر کے انتڑیوں کو دھو ڈالیں گے۔
شردھالو۔ (برتن آگے رکھ کر) یہ ہتیارے اپنی نیچتا سے باز نہیں آتے ہیں۔ اور آپ جیسی مہان آتماؤں اور اوچیہ ویکتیوں کو اس پرکار کے کشٹ پہنچاتے ہیں۔ میں اس پاپی کو ضرور اس کی شرارت کا مزہ چکھاؤں گا اور اس کے برخلاف مقدمہ چلا کر اسے قانونی شکنجے میں پھنساؤں گا۔

(جاتا ہے)

سوامی جی۔ ٹھہرو ٹھہرو۔ بات سنو۔ کہاں جاتے ہو؟ یہ میرے ذمہ کیا پاتک لگاتے ہو۔ ارے چلا گیا۔ نہیں رکا۔ بڑا انرتھ کیا۔
نول جنگ۔ مہاراج! انرتھ اس پاپی نے کیا جس نے آپ کو وش کھلایا شردھالو بیچارے پر آپ نے بر تھا غصے کا اظہار فرمایا۔
سوامی جی۔ اس لئے انرتھ کیا۔ تو اس نے مہان انرتھ کیا۔ ہم سنیاسی ہیں۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ لوگوں پر مقدمے چلائیں۔ اور راج دربار میں

پیشیاں بھگتائیں۔

نول جنگ۔ اگر ایسے دُراچاری لوگوں کو اُن کے پاپ کا ڈنڈ نہ دیا جاوے گا۔ ارتھات ان کو راج دربار کے سپرد نہ کیا جاوے گا۔ تو یہ قدم قدم پر آپ کے راستے میں روڑے اٹکائیں گے۔ آج چھپ کر زہر دیا ہے۔ کل کو اعلانیہ ڈنڈے اٹھا کر آئیں گے

سوامی جی۔ ہم زہر کے مقابلے میں زہر نہیں کھلائیں گے۔ ڈنڈے کے مقابلے میں ڈنڈا نہیں اُٹھائیں گے۔ بلکہ پریم اور شانتی سے اُن کو سچے مارگ پر لائیں گے۔ جس طرح سے ایک مورکھ اور جاہل آدمی نے بکواس کیا۔ اس کے جواب میں ہم نے بھی ویسا ہی کیا۔ تو ہم میں اور اس میں فرق ہی کیا رہا۔

(سید محمد تحصیلدار جو سوامی جی کے خاص شردھالوؤں میں سے تھے۔ رام بھروسے کو گرفتار کر کے لاتا ہے۔)

سید محمد۔ سوامی جی مہاراج! آداب عرض!

سوامی جی۔ خاموش۔ (منہ دوسری طرف پھیر لیتے ہیں)

سید محمد۔ مجھ سے ایسا کون سا قصور ہوا۔ جو جناب کی ناراضگی کا اس قدر ظہور ہوا۔

سوامی جی۔ مجھ سے پوچھنا بے سود ہے۔ قصور تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔

سید محمد۔ کونسا؟ اس کی تشریح کر کے تو فرمائیے۔

سوامی جی۔ ایک نراپرادھ کو پکڑا ہوا ہے۔ خواہ مخواہ بیچارے کو ہتھکڑیوں میں جکڑا ہوا ہے۔

سید محمد۔ یہ آپ کا بجا ارشاد ہے۔ واقعی یہ بالکل نراپرادھ ہے کیا اس بدمعاش نے آپ کو پان میں زہر نہیں دیا۔ اسنے یہ قانونی جرم نہیں کیا۔

نول جنگ۔ اس کے متعلق شک وشبہ بالکل بے سود ہے۔ قے کے اندر زہر جوں کا توں موجود ہے۔

سوامی جی۔ آپ کو تو زہر نہیں دیا۔ پھر آپ نے اسکو کیوں گرفتار کیا؟

سید محمد۔ اگر یہ مجھے زہر دیدیتا تو شاید میں اسے معاف کر دیتا۔ اور اس سے کسی قسم کا انتقام نہ لیتا۔ مگر یہ بدمعاش کا بچہ آپ جیسی برگزیدہ ہستی کو زہر کھلائے۔ اور پھر اپنے کئے کی سزا نہ پائے؟

سوامی جی۔ آخر آپ کا کیا وچار ہے۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟

سید محمد۔ میں اس پر مقدمہ چلاؤں گا۔ اور اس کو پھانسی کی نہیں تو قید کی سزا ضرور دلواؤں گا۔

سوامی جی کا گانا

قید سے دنیا کو میں آیا چھڑانے کے لئے
پاپ سے اپرادھ سے دکھ سے بچانے کیلئے
پہلے ہی بندھن ہیں اتنے کچھ نہیں جنکا شمار
ایک عرصہ چاہیئے اُن کو گنانے کے لئے

پہلے ہی قیدی سے بدتر ہیں کہاں آزاد ہیں
پیٹ بھر ٹکڑا انہیں ملتا ہے کھانے کیلئے
کوئی ہے وشیوں کا قیدی اور وسینونکا کوئی
سب کے سب تیار ہیں ہستی مٹانے کے لئے
ایک بھاری جیل خانہ دیش بھارت بن رہا
ہیں کہاں تیار آپ اس کو بچانے کے لئے
ہے اودیا اس قدر اس دیش میں چھائی ہوئی
مرتے ہیں کاشی ہیں کٹ کر موکش پانے کیلئے
لٹ رہے ہیں نیند میں مدہوش ہو کر رات دن
اس کے ہی شترو ہیں جو آئے جگانے کے لئے
دوش یہ اس کا نہیں ہے سب اودیا کا قصور
ورنہ کیوں آتا مجھے یہ وش کھلانے کے لئے
دوش جس کا ہے اسی کو چاہیئے ملنی سزا
کرتے ہو پربھا تیں اس کو پھنسانے کے لئے
ہے جہالت اور اودیا اس سزا کی مستحق
جس نے بھیجا تھا اسے یہ گل کھلانے کیلئے

ناٹک

بھگت جن! میں سنسار کو قید کروانے نہیں آیا۔ اور نہ ہی لوگوں

کو قید کروانے کے لئے اس کام کا بیڑا اٹھایا۔ بلکہ میں تو انھیں قید سے چھڑانے کے لیئے آیا ہوں۔ انیک پرکار کے بندھنوں سے آزاد کرانے کے لئے آیا ہوں۔ اس سمے تمام بھارت ورش میں بڑا ہاہاکار مچ رہا ہے ایسا کونسا بھارت نواسی ہے۔ جو قید سے بچ رہا ہے۔ کوئی وشیوں کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے کسی کو دلیسنوں نے پکڑا ہوا ہے۔ کوئی عورتوں کے بس میں پڑ رہا ہے۔ کسی کے سر پر اہنکار کا بھوت چڑھ رہا ہے۔ کوئی جہالت کے دلدل میں پھنسا ہوا رو رہا ہے۔ کوئی آلس میں پڑا ہوا اپنے جیون کو کھو رہا ہے۔ غرضیکہ جدھر دیکھو۔ اُدھر ہی اودیا نے اپنا جال تنا ہوا ہے۔ اور تمام بھارت ورش بڑا بھاری جیل خانہ بنا ہوا ہے جو پہلے ہی قید میں ہیں۔ ان کو قید کروانا کہاں کی دانائی ہے۔ مرے ہوئے کو مارنا کہاں کی ویرتائی ہے۔ اس کے علاوہ تینتس کروڑ قیدیوں کے رکھنے کا کیا پربندھ کرو گے۔ اور انھیں کونسے جیل خانے میں بند کرو گے ؎

قید کس کس کو کرو گے آپ ہی تھک جاؤ گے
جیل خانے اسقدر کہئیے کہاں سے لاؤ گے
جیل خانے جبکہ ہیں قیدی یہاں تینتیس کروڑ
تنگ آکر ہار کر دہ آپ ہی دینگے چھوڑ

سید محمد۔ آخر آپ کا منشا مبارک کیا ہے؟

سوامی جی۔ چھوڑ دو۔

سید محمد۔ چھوڑ دوں؟
سوامی جی۔ ہاں۔
سید محمد۔ کسے؟
سوامی جی۔ اسے۔
سید محمد۔ اسے یعنی آپ کے قاتل کو
سوامی جی۔ ہاں۔
سید محمد۔ کیوں؟
سوامی جی۔ کیونکہ یہ نراپرادھ ہے۔ نردوش ہے۔
سید محمد۔ نردوش ہے۔ کیا اس نے یہ جُرم نہیں کیا؟ کیا اس نے آپ کو زہر نہیں دیا؟
سوامی جی۔ نہیں۔
سید محمد۔ تو کس نے دیا۔
سوامی جی۔ اس کی اودیا نے۔ اس کی جہالت نے۔ اس کی مورکھتا نے۔ یہ قاتل نہیں بلکہ ایک آلہ کار ہے۔ یعنی قتل کرنے والا ہتھیار ہے۔ اصلی قاتل اس کی اودیا اور جہالت ہے۔ تم قاتل کو تو چھوڑتے ہو اور تلوار کو توڑتے ہو۔

چھوڑ کر قاتل کو دیتے ہو سزا تلوار کو
ہاتھ کو پکڑا نہیں پکڑا ہوا ہتھیار کو
جو اصل قاتل ہے وہ تو پھر رہا آزاد ہے
توڑتے ہتھیار کو یہ کہاں کی مریاد ہے

سید محمد - فرشتہ - فرشتہ ۔ دواحل فرشتہ سینکڑوں ہزاروں میں فرشتہ
لاکھوں کروڑوں میں فرشتہ ہے

جس شخص کا اپنے قاتل سے بھی دوستوں جیسا رشتہ ہے
جو ساتھ رحم کا پتلا ہے ۔ انسان وہ نہیں فرشتہ ہے
دنیا میں کس کی طاقت ہے جو اس سے بازی جیت سکے
کوئی مار مار تھک جاتا ہے ۔ یہ چھوڑ چھوڑ کر نہیں تھکے

(سوامی جی سے مخاطب ہوکر) تو کیا اسے آزاد کر دیا جائے ؟

سوامی جی - آزادی تو ان کی پرار بدھ میں ابھی کہاں ۔ پرنتو یہ لوہا اس کے ہاتھوں سے اتار دو ۔

(سپاہی رام بھروسے کی ہتھکڑی کھول دیتے ہیں)

رام بھروسے - (سوامی جی کے قدموں میں گر کر) یہ آپ کی ہی اُدارتا تھی ۔ جو مجھ جیسے پاپی چنڈال اور گھاتک کو کشما پردان کی نندیہ آپ دیا کے ساگر ہیں ۔ دیا کے بھنڈار ہیں ۔ دیا کے اوتار ہیں ہے

سہن شکتی دھنیہ ہے ۔ اور آپ بھگوان دھنیہ ہیں
آپ قاتل پر بھی جو کہ اس قدر پرسنیہ ہیں !
دیا کا جو نیم اس کے اس قدر پابند ہو
دیا ہے آتی تبھی تو دیا مے آنند ہو

سوامی جی - (پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر) جاؤ مجھ سے یا کسی منش سے نہیں ۔ بلکہ پاپ کرموں سے ڈرو اور آئندہ نیک اور پوتر بننے کا پریتن کرو ۔

دوسرا سین

کرنواش

سوامی جی حسب معمول ایک اونچی چوکی پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو اپدیش سنا رہے ہیں۔ جگیاسو اور شردھالو لوگوں کا جمگھٹ ہو رہا ہے۔ اول جنگ پہلوان سوامی جی کا خاص بھگت یہاں بھی ان کے ساتھ ہے

مایارام اُداسی۔ مہاتمن! آپ سنیاسی ہو کر کس اُلٹے مارگ پر جا رہے ہو۔ فضول کھنڈن منڈن کے جھگڑوں میں پڑ کر لوگوں کو اپنا دشمن بنا رہے ہو۔ سنیاسی کو چاہیئے کہ ہر پرکار کے جھنجھٹوں سے آزاد رہے نہ کہ آپ کی طرح ہر وقت آمادہ فساد رہے۔ کوئی بُرا ہے یا بھلا۔ آپ کی جانے بلا۔ کیوں کسی کا کھنڈن کرو۔ کیوں کسی کا دل دکھاؤ بس کھاؤ پیو اور موج اُڑاؤ۔

سوامی جی۔ سنیاسی کا دھرم ہے لوگوں کو ستیہ اپدیش سُنانا۔ اور ان کو اُلٹے مارگ سے ہٹا کر سیدھے مارگ پر لانا۔ سو ہم اپنے سنیاس دھرم کا پورن روپ سے پالن کرتے ہیں۔ نہ کسی سے ورودھ کرتے ہیں۔ نہ کسی سے لڑتے ہیں۔ یدی کوئی منش ستیہ بات کہنے سے ابھ

ہوتا ہے۔ تو کیا اس کی پرسنتا کے لئے ہم جھوٹ بولنے لگیں۔ سچائی کو چھوڑ کر جھوٹ کی دھڑیاں توڑنے لگیں۔ اگر کھانا پینا اور موج اڑانا ہی سنیاسی کا دھرم ہے۔ تو ایسے سنیاسی کا جیون ہی قابل شرم ہے ؎

وہ سنیاسی ہی کیا جو عیش عشرت کا ہے ابھلاشی
وہ سنیاسی نہیں ہے۔ بلکہ ہے وہ ستیاناسی
سنجا سنیاسیوں نے جب سے اپنے دھرم کا پالن
تبھی سے دیش کے اندر اودیا گھس گئی پاپن

مایارام۔ کسی کا دل دکھانا اتھوا کسی کی جیوکا کے اندر بادھا ڈالنا ہی اگر سنیاسی کا دھرم ہے۔ تو میرے وچار میں تو یہ آپکا بھرم ہے

سوامی جی۔ نہ کسی پرانی کا دل دکھانے کے لئے ہم کوئی انوچت بات منہ سے نکالتے ہیں۔ نہ کسی کی جیوکا میں کسی پرکار وگھن ڈالتے ہیں۔ پرنتو یدی سچی بات کہنے سے کسی کا دل دکھ مانتا ہے۔ تو یہ اس کی بھول اور اگیانتا ہے۔ مثلاً ہم لوگوں سے کہیں کہ تم دونوں وقت سیر کے لئے جایا کرو۔ بل دائک خوراک ارتھات۔ دودھ گھی آدک خوب کھایا کرو۔ ویایام آدک سے اپنے شریر کو ہشٹ بنایا کرو شدھ اور پوتر جل سے دونوں وقت نہایا کرو۔ گندی اور اشدھ وایو سے اپنے آپ کو بچایا کرو۔ تو اوشیک ہے۔ کہ اس کا شریر نررگ رہے گا۔ ایسی اوستھا میں ایک ڈاکٹر یا ویدیہ کی اپنی جیوکا میں بادھا ڈالنے والا کہے گا۔ کیونکہ جب سنسار میں ردگ

ہی نظر نہ آئے گا۔ تو ان کے پاس دوائیاں لینے کون جائے گا۔ اگر ہمارے اس اپدیش سے ڈاکٹر یا دید کی کمائی میں وگھن پڑے۔ اور وہ شخص ہم سے آکر لڑے تو کیا آپ ڈاکٹر یا وئید کے اس اعتراض کو ٹھیک جانینگے اور نہیں ان کی جیوکا میں وگھن ڈالنے والا مانیں گے سے

کوئی چور چکار ا پر ادھی جن کسی منش کے گھر گھس جاتا ہے
جو پہرے دار ہے پہرے پر وہ آکر اسے جگاتا ہے
تو آپ کے مت الوسار چور کی روزی میں بادھا ڈالا
اب نیائے سے آپ ہی کہئے پاپی چور ہے یا پہرے والا

ملیارام۔ بسندیہ آپ کے سامنے ٹھہرنے کی کسی کی تاب نہیں۔ اور آپ کی یکتیوں کا کسی کے پاس جواب نہیں۔ پرمان والے کو پرمان میں جکڑ لیتے ہیں۔ یکتی والے کی زبان پکڑ لیتے ہیں سے

کہاں تک آپ کے سنمکھ کوئی جیبھا ہلائے گا
کرے گا حوصلہ جو اس قدر وہ منہ کی کھائے گا
اگر یہ سچ ہے دنیا میں کوئی دستو سرسوتی ہے
کسی کی لیکھوں میں آپ کی جیبھا میں بستی ہے

دوارکاناتھ۔ آپ کے کھنڈن منڈن کے طریقے سے کلکٹر صاحب بھی سخت ناراض ہیں۔ اور وہ طبیعت کے بھی بڑے سخت اور جلد باز ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے برخلاف کوئی قانونی کارروائی کر بیٹھیں۔ اور آپ یہاں کی بجائے بڑے گھر بیٹھیں۔ اس لئے ذرا نرمی سے

کام لیا کریں۔ اور زیادہ سخت کھنڈن نہ کیا کریں۔

سوامی جی کا گانا

کلکٹر کا حکم مانوں یا مانوں اپنے ایشور کا
کلکٹر کا نہیں نوکر ہوں نوکر اور ہی گھر کا
کلکٹر کیا اگر ناراض ہو جائے شہنشاہ بھی
مجھے اس کی نہیں پرواہ دُنیا میں ہے کوئی دھڑکا
میں ایک ہستی کے کہنے سے نہ ٹل سکتا سچائی سے
نہ نوکر اس کے باپ دادا کا نہ بھکشک اسکے ہوں در کا
میں سیما ایک یا دو دن میں اسکی چھوڑ سکتا ہوں
مجھے کیا ڈر دکھاتے ہو تم اک نوکر کے نوکر کا
مگر پرماتما کے ملک سے باہر کہاں جاؤں
جو ہے برہمانڈ کا سوامی جو مالک کل وشو بھر کا
اسے ہو گی خوشامد یا کہ منت اس کلکٹر کی
جو ہو گا لالچی یا بھوکا ہو گا زر جواہر کا
یا ڈر ہو گا کلکٹر کا اسے جو چور رہزن ہو
یا خوف ہو گا اسے مالک ہے جسکے وہ مقدر کا
میں سنیاسی ہوں آزادی ہی جائیداد ہے میری
نہ اس کا خوف ہے مجکو نہ اس کی فوج و لشکر کا

باندھ کر توپ کے منہ سے کوئی گر مجھ سے پوچھے گا
اُچارن میرے سنگھ سے پھر بھی ہوگا دید منتر کا
بُرائیوں اور پاپیوں کا کروں کھنڈن بلا کھٹکے
حکم جسونت سنگھ مجھکو یہی ہے میرے افسر کا

بھائی! نہ میں کسی کلکٹر سے تنخواہ پاتا ہوں۔ نہ کسی کلکٹر کا دیا کھاتا ہوں۔ بلکہ جو میرے پرماتما کا سندیش ہے وہ تمام پرجا کو سُناتا ہوں ہیں تو کیول پاپی دوارا ہی پاپیوں اور بُرائیوں کے خلاف پرچار کرتا ہوں۔ شانتی اور پریم کے ساتھ لوگوں کو سچائی کے مارگ پر چلنے کے لئے تیار کرتا ہوں۔ پرنتو کلکٹر صاحب خود بڑی سختی سے پرجا کو بُرائیوں سے ہٹاتے ہیں۔ اور اپنے بادشاہ کے بنائے ہوئے قانون پر چلاتے ہیں۔ کسی پر جرمانہ کرتے ہیں۔ کسی کو جیل میں بھجواتے ہیں کسی کی ضمانت لیتے ہیں۔ کسی کو پھانسی پر لٹکاتے ہیں۔ اگر ان کو اپنے بادشاہ کے بنائے ہوئے قانون کا اسقدر لحاظ ہے۔ تو اس بادشاہوں کے بادشاہ کے قانون پر اعتراض کرنے کا انھیں مجاز ہے۔ انھیں کہہ دو اور سپشٹ شبدوں میں کہدو۔ کہ دیانند سچائی کے مقابلہ میں نہ کسی کی پرواہ کرتا ہے۔ نہ کسی سے ڈرتا ہے جس طرح تم اپنے مالک کا حکم مانتے ہو۔ اس طرح وہ بھی اپنے سوامی کی آگیا کا پالن کرتا ہے ؎

ہے وہ لوکر محض سادھارن سے اک انسان کا
میں ملازم ہوں مگر اس سرو شکتیمان کا

مانتا ہے وہ اگر انسان کے احکام کو
چھوڑ دوں میں کس طرح پرماتما کے کام کو

دوارکا ناتھ - مہاتمن! جیسا آپ کو سُنا تھا۔ اس سے بڑھ کر دیکھنے میں آیا جس نے آپکو جس روپ سے بھی آزمایا۔ اس میں اپنا پورا استقلال دکھلایا۔ آپ کی آتمک شکتی کے آگے زمانہ پانی بھرتا ہے۔ آپ کے تپوبل کی ہر ایک چھوٹا بڑا تعریف کرتا ہے۔ آپکے برہم تیج کے آگے لوہا بھی پانی ہے۔ آپ کا ایشور وشواش واقعی لاثانی ہے

زمانے میں سبھی پرکار کے ہم نے بشر دیکھے
گنی دیکھے منی دیکھے بہت سے بازگر دیکھے
دلاور سورما دیکھے ہیں اور شیر ببر دیکھے
بہت بے خوف دیکھے تم سے کم لیکن نڈر دیکھے
زمانہ بہت دیکھا ہے بہت سا جگت دیکھا ہے
مگر تم سا نہیں پایا تمہا کھنگت دیکھا ہے

(اینٹوں اور پتھروں کی بارش ہو جاتی ہے۔ اور ایک اینٹ رشی کے ماتھے پر آکر لگتی ہے۔ رشی انگوچھے سے نکلتے ہوئے خون کو دبا لیتا ہے۔ اور نول جنگ پہلوان غصے میں بھر کر اٹھتا ہے)

نول جنگ۔ ایک ایک کو کھا جاؤں گا۔ کچّوں کو چبا جاؤں گا۔ ملیچھ دھوکھو! کیا تمہاری مدد تو! اگر ان اوچھے ہتھیاروں سے رشی پر غالب آنا چاہتے ہو۔ اینٹ اور پتھر برسا کر انھیں ڈرانا چاہتے ہو۔ اگر ان

ہتھیاروں سے لڑنا چاہتے ہو۔ تو اس کے لئے نول جنگ تیار ہے۔ اگر ایک ایک کا کلیجہ نہ نکال دوں تو میری جننی پر دھکار ہے ؎

کر دُنگا آج سیدھا ان بےایانوں کے بچّوں کو
پکڑ کر ان کو گردن سے چبا جاؤں گا کچّوں کو
بھڑا کر مونڈ آپس میں سر انکے پھوڑ ڈالوں گا
کلیجہ چیر دوں گا۔ انتڑیاں باہر نکالوں گا
میرے جیتے جی رشی پر اس طرح سے وار کر جائیں
تو ہم جیسے بھیریا بھیڑو بکری کیوں نہ مرجائیں

سوامی جی۔ شانتی کرو نول جنگ! شانتی کرو۔ ذرا اپنے کرودھ کو دباؤ۔ اس قدر تیزی میں نہ آؤ۔ میرا کچھ بگڑا نہیں گیا۔ ایک اینٹ کے لگنے سے میں مر نہیں گیا۔ آنکھ ناک نہیں ٹوٹ گیا۔ سر نہیں پھوٹ گیا۔ انھیں اپنا سبھاؤ پورا کرنے دو۔ ہم اپنے کرتویہ کا پالن کرتے ہیں۔ اس پرکار کی گیدڑ بھبکیوں سے ہم کب ڈرتے ہیں۔ (جنتا سے مخاطب ہو کر بلند آواز سے) ہاں بھائی! خوب اپنے دل کے ارمان نکالو۔ اگر کچھ کسر رہی ہے تو اور اینٹ پتھر برساؤ۔ پرنتو یہ بات دھیان میں رکھو کہ ؎

میرے ایک ایک پرمانو کو اگنی میں جلا دوگے
جسم میرا اگر تم لوگ مٹی میں ملا دوگے
قتل کردوگے خنجر سے زہر مجھکو پلا دوگے
میری گردن پہ تم لوہے کے آرے بھی چلا دوگے

یہ سمبھو ہے کہ پھونکوں سے سمیرو کو ہلا لو تم
اسمبھو ہے مجھے کر تو یہ سے پیچھے ہٹا لو تم

نول جنگ۔ مہاراج! یہ دشٹ پریم اور محبت کے ادھیکاری ہی نہیں جو شانتی کے شربت سے دُور ہو جائیں گے۔ انھیں وہ بیماری ہی نہیں جب تک ان کا سمجھا بوجھیہ برتاؤ نہ کیا جائے گا۔ ارتھات اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دیا جائے گا۔ تب تک یہ نیچ اپنی نیچتا سے کبھی باز نہیں آئیں گے۔ اور یوں ہی اسی طرح اینٹ پتھر برسائیں گے۔

سوامی جی۔ برسانے دو ہمارا کیا نقصان ہے۔ بلکہ انہی کے مت کی ہان ہے۔ اس کے دو ہی ارتھ ہو سکتے ہیں۔ یا تو یہ ان اینٹ پتھروں کو جنہیں آج تک اپنا اشٹ سمجھتے تھے۔ ہمارے اپدیشوں سے پریرت ہو کر اپنے گھروں سے باہر نکال رہے ہیں۔ اور بجائے ان کی پوجا کرنے کے گلیوں میں ڈال رہے ہیں۔ یا یہ لوگ ہمارا مان بڑھا رہے ہیں۔ اور ہمیں سب سے بڑا دیوتا سمجھ کر اپنے ان دیوتاؤں کو بطور چڑھاوا ہمارے اوپر چڑھا رہے ہیں ؎

پھینکنا اینٹ پتھر کو جہالت کی نشانی ہے
ہمارا کیا بگڑتا ہے انہی کے مت کی ہانی ہے
یہ میرا مان کرتے ہیں۔ میری عزت بڑھاتے ہیں
جو اپنے دیوتاؤں کو میرے اوپر چڑھاتے ہیں
میرے گورو بڑائی کا یہ خود اقبال کرتے ہیں

مجھے پنچ دیوتاؤں سے بھی اونچا خیال کرتے ہیں

لول جنگ۔ آپ کی شانتی ہی ان کے حوصلے بڑھا رہی ہے۔ آپ کی نرمی ہی ان کو سر پر چڑھا رہی ہے۔ یا تو انھیں سیدھا کرنے کی مجھے اجازت دیجئے۔ ورنہ ان کے برخلاف قانونی کارروائی کیجئے۔ یہ پنچ اپنی ہچپنا سے اُسی وقت باز آئیں گے، جب ہم بھی ان کو ایک کی جگہ دو لگائیں گے ؎

بھوت یہ لاتوں کے باتوں سے نہ قابو آئینگے
جس قدر سر کو گے نیچے اتنا سر کو آئیں گے
آزما کر دیکھ لو جب رکھ دیا آگے قدم
بھول جائیں گے اکڑفوں خشک ہو جائیگا دم

سوامی جی۔ سادھارن سی بات سے کرودھ آ کر ہم اپنے نیم کو کس طرح توڑ دیں۔ یدی ایک پنچ اپنی ہچپنا کو نہیں چھوڑتا۔ تو ہم اپنی اُودارتا کو کیونکر چھوڑ دیں۔ اتنے دن ہمارا ست سنگ کرتے بھی تم سچائی سے کوسوں دور رہے۔ پرتی دن اپدیش سننے پر بھی ہمارا منتویہ سمجھنے سے مجبور رہے ؎

کچھ سمجھ کا پھیر ہے۔ اور کچھ تمہاری بھول ہے
اشٹ مت سمجھو اسے یہ تو سگندھت پھول ہے
یہ ہی سجن جب کہ سیدھے راہ پہ آجائیں گے
آج اینٹیں مارتے ہیں پھول کل برسائیں گے

ایک سنتر دہالو۔ نمسکار ہو۔ نمسکار ہو۔ شانتی اور پریم کے دیوتا! آپ کو نمسکار ہو۔ نسندیہ اس کلوکال میں آپ ویا دھرم کا اوتار ہو۔ اگر نیچوں نے اپنی نیچتا میں حد کر ڈالی۔ تو آپ کی سہن شکتی اور اُوارتا نے حد کی تھی حد بندی توڑ ڈالی ہے

تجھے دنیا میں کوئی جیت سکتا ہے نہ باتوں سے
تجھے دنیا میں کوئی مار سکتا ہے نہ ہاتھوں سے
رکاوٹ تیرے رستے میں اگر کوئی بھی شے ہوگی
اُڑینگے پرخچے اس کے تیری بنیا میں جے ہوگی

سوامی جی۔ کسی کو اینٹ پتھر مارنا یا تو دھوروتوں اور کمینوں کا کام ہے یا مورکھ اور بدھی ہینوں کا کام ہے۔ کیا ہم بھی اپنی سمبھتا کو چھوڑ کر ان ہی میں شامل ہو جائیں۔ اور لوگوں پر اینٹ پتھر خاک دھول برسائیں اور بجائے ان کا سدھار کرنے کے خود ہی بگڑ جائیں ہے

کسی کو گالیاں دیتا ہے وہ مورکھ ہے جاہل ہے
کسی کو اینٹ پتھر مارتا ہے سمجھو پاگل ہے
ہمارا کام ہے ان سب کو سیدھے راہ پر لانا
نہ کہ خود ان میں شامل ہو کے ان جیسا ہی بن جانا

(راؤ کرن سنگھ آنکھیں سرخ کئے کرودھ میں بھرا ہوا کمر سے تلوار باندھے۔ مع اپنے کئی دیگر ساتھیوں کے آتا ہے۔)

کرن سنگھ۔ ہم کہاں بیٹھیں؟

سوامی جی۔ جہاں آپ کی اچھا ہو۔

کرن سنگھ۔ ہم تو وہاں بیٹھیں گے جہاں تم بیٹھے ہو۔

سوامی جی۔ (اپنی ستیں پاٹی ایک طرف کرکے)۔ آئیے۔ براجیے۔

کرن سنگھ۔ (بیٹھ کر) یہ تم نے کیا ڈھونگ رچایا ہے۔ کیوں دنیا کے اندر اودھم مچایا ہے۔ حرام کا مال کھا کھا کر توند کو بڑھایا ہے۔ اور خواہ مخواہ سادھوؤں کے نام کو بھی کلنک لگایا ہے۔

سوامی جی۔ آپ برتھا کرودھ میں نہ آیئے۔ ادب سبھتا سے باہر نہ جایئے۔ اپنا کچھ پریوجن تو بتلایئے۔

کرن سنگھ۔ تو ایک سادھو لفنگا۔ پیٹ سے بھوکا۔ اور تن سے ننگا جو ملنگے ہوئے ٹکڑوں سے اپنا پیٹ بھرے گا۔ میرا پریوجن کیا سدھ کرے گا۔

نول جنگ۔ (سائڈ میں) یہ دُشٹ آتما بہت بڑھتا جا رہا ہے۔ جوں جوں وشنی زجی کرتے ہیں۔ یہ سر پر چڑھتا جا رہا ہے۔ اس کا سیدھا بنانا تو کیا محال ہے۔ مگر مہاراج کی ناراضگی کا خیال ہے۔ ان کی حد سے بڑھی ہوئی شانتی مجھے تو سخت ناگوار ہے۔ ایسی اوستھا میں میرا اور ان کا زندہ ہونا بھی دشوار ہے ؎

مٹی کی مورت بن جائیں ہر شے کو تھم کر لیں ہم
آنکھوں پر پٹی باندھ لیں یا کانوں ہی کہ بھر لیں ہم
جبھیا کو لگالیں تالا اور ہونٹوں کو کہا نک سی لیں ہم

دن رات زہر کے گھونٹ ملیں اس زہر کو کیونکر پی لیں ہم

سوامی جی۔(سائید میں) نول غنگ! تو کیا وچار رہا ہے۔ میں تیرے بھاؤوں کا تیرے چہرے سے پاٹھ کر رہا ہوں۔ تو اپنے کرودھ کو اندر ہی اندر دبوچ رہا ہے۔ پرنتو میں ابکا ابکی جلدی میں نہ آؤں گا۔ اس کو تیھاشگتی۔ شانتی اور پریم سے سمجھاؤں گا۔ نہ مانے گا تو اس کا تیھارتھ آدر بھاؤ کیا جاوے گا۔ ارتھات جیسا یہ ہے۔ اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا جائے گا۔

کرن سنگھ۔ تم نے دنیا کو لوٹنے کھانے کیلئے کیا بہروپ بنایا ہے۔ اور ہندو دھرم پر کیوں کلہاڑا چلایا ہے۔

سوامی جی۔ بہروپ ہم نے نہیں بلکہ تم نے بنایا ہے۔ جو کشتری ہو کر بھکاریوں کا سا جنیتہ ماتھے پر لگایا ہے۔

کرن سنگھ۔ یہ تلک ہے جو ہمارے وشنو دھرم کا نشان ہے۔ جس کے ماتھے پر یہ تلک نہیں وہ چنڈال کے سمان ہے۔

سوامی جی۔ تم کب سے ولیشنو بنے؟

کرن سنگھ۔ کئی سال سے۔

سوامی جی۔ کیا تمہارے پتا بھی ولیشنو تھے؟

کرن سنگھ۔ وہ ولیشنو نہیں تھے۔

سوامی جی۔ تو تمہارے ہی کتھن انوسار آج سے کئی سال پہلے تم چنڈال تھے۔ اور تمہارے پتا آیو بھر چنڈال رہے تبھی اس پرکار کی

گفتگو کرتے ہو۔ اور اسی سبھتا پر کشتری ہونے کا دم بھرتے ہو؟ ؎

سبھتا اس واسطے ہی تم نے پائمال کی
ایک تو چنڈال خود اولاد بھی چنڈال کی
بات کرنے سے ہی جانے جاتے ہیں شیل اور اشیل
ورنہ دُم یا سینگ تو رکھتے نہیں کوئی رذیل

کرن سنگھ۔ ذرا زبان سنبھال۔ اور میرے کرودھ کی اگنی پر تیل نہ ڈال اگر ہمیشہ کے لئے چپ ہونا نہیں چاہتا۔ تو تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو جا۔ بلکہ اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو یہاں سے جلدی روپوش ہو جا۔ میں جانتا ہوں کہ برہمنوں۔ براگیوں اور اُداسیوں کو ڈرا دھمکا کر تیرا حوصلہ اتنا بڑھ رہا ہے۔ اور اسی لئے ہوا کے گھوڑے پر چڑھ رہا ہے۔ مگر تجھے معلوم نہیں کہ آج تو کس سے ہمکلام ہے۔ میں کون ہوں۔ اور میرا کیا نام ہے ؎

کون ہے سنمکھ تیرے یہ بھی تجھے معلوم ہے
میرے خنجر کی تو کل دنیا کے اندر دھوم ہے
ہوش کر کچھ عقل تو تیری گئی ماری نہیں
چھتری ہوں میں کوئی برہمن یا بھکاری نہیں

سوامی جی۔ نہ ہم کسی کو ڈراتے ہیں۔ نہ دھمکاتے ہیں۔ بلکہ منش ماتر کو پریم اور محبت سے نربھے ہونے کا اُپدیش سناتے ہیں۔ اگر تم نے شاستر ارتھ کرنا ہے۔ تو اپنے گورو رنگا چاریہ کو بلوا لیجیے۔ یدی شستر ارتھ

کرنے کا وچار ہے۔ تو لسی جے پوریا جو دھ پورنرش سے ناتھا ملا ہے ۵

کہاں کا چھتری پن اور کہاں کی دیرتائی ہے
جو اک سادھو سنیاسی پر کری آکر چڑھائی ہے
ہنستے سادھو لوگوں پر بل اپنا آزماتے ہو
یہی ہے ویرتا جس پر نہیں پھولے سماتے ہو

کرن سنگھ۔ تم شری گنگا جی کو کیا مانتے ہو۔ اور اس کے پوتر جل کو کیا جانتے ہو؟

سوامی جی۔ اب تم نے شاستر ارتھ کی ٹھانی ہے۔ تو سنئے گنگا ایک دریا ہے۔ اور جل اس کا پانی ہے۔

کرن سنگھ۔ کیسا پانی؟

سوامی جی۔ (اپنے کمنڈل سے پانی زمین پر ڈال کر) ایسا

کرن سنگھ۔ یہ نہ صرف بکواس ہے۔ بلکہ ایک پرکار اُپہاس ہے۔ اس میں سنان کرنا تو دور کی بات ہے۔ جو لوگ سینکڑوں ہزاروں کوس سے اس کا نام رٹتے ہیں۔ ان کے بھی جنم جنمانتر کے پاپ کٹتے ہیں۔

سوامی جی۔ تم نے اس میں سنان بھی کیا۔ اور اس کا نام بھی رٹا۔ جنم جنمانتر کے پاپ تو الگ رہے۔ تمہارا اس جنم کا پاپ بھی نہ کٹا۔ نہ آتما شدھ ہوئی۔ نہ بانی میں پوترتا آئی۔ دھنیہ تم ہو۔ دھنیہ تمہاری گنگا مائی جس نے تم کو اس پرکار کی سیکھا سکھلائی ہے ۵

کرن سنگھ کا گانا (بحر طویل)

باز آجا مجھ جانہ کیو ابکرن کیوں مجھے غصہ ناحق دلاتا ہے تو
دل لگی کرتا ہے کیوں تو یہاں دت سے موت کیوں اپنی خود ہی بلاتا ہے تو

باز آجا ... ...

میں بہت ضبط غصے کو کرتا رہا۔ باز پھر بھی حرکت سے آتا ہے تو
ٹھان کر دلمیں آیا ہی اس جگہ ہاتھ سے میرے مرنا ہی چاہتا ہی تو

باز آجا ... ...

موت اپنی کا سامان کیوں کر رہا لال آنکھیں مجھے کیا دکھاتا ہے تو
ڈالکر تیل جلتی ہوئی آگ پر پھر بجھانا اس اگنی کو چاہتا ہے تو

باز آجا ... ...

اشٹ دیوؤں کو تو اینٹ پتھر کہے گنگا میا کو دریا بتاتا ہے تو
اسکے جل کو بتاتا ہے پانی محض اسمیں نہلنے کو بیر تھا ٹھہراتا ہے تو

باز آجا ... ...

تلک کنٹھی جو کہ چنہ ہیں دھرم کے روز انکا تمسخر اڑاتا ہے تو
پورانوں آدک دھرم کی جو ہیں پستکیں وہ گپوڑے بتاکر سناتا ہے تو

باز آجا ... ...

پاپ دنیا کے اندر پھیلاتا ہے تو دھرم دنیا کے اندر گھٹاتا ہے تو
نام ہندو دھرم کا مٹاتا ہے تو پھر بھی سادھو سنیاسی کہلاتا ہی تو

باز آجا ... ...

سوامی جی کا گانا (بحر طویل)

واستو میں جو جتنا ہی اور جس قدر ہے اسقدر اتنا اسکو بتاتا ہوں میں
جو بھی کہتا ہوں ہے یاروں کے آدھار پر ایک نقطہ نہ گھر سے ملاتا ہوں میں
واستو میں ... ...

مار دے کوئی مجھکو یا کرے قتل خوف دل پر ذرا بھی نہ لاتا ہوں میں
میرے پربھو کی آگیا ہے جو کچھ مجھے جان و دل سے حکم وہ بجاتا ہوں میں
واستو میں ... ...

میرا کرتک ہے جب میرا دھرما کب کسی کو بھی خاطر میں لاتا ہوں میں
کوئی مجھکو ڈرائے ستائے بھی کیوں جب کسی کو نہ مطلق ستاتا ہوں میں
واستو میں ... ...

پوران آدک نہ دھرم کی نہیں پستکیں جوٹ ڈنکے کی سکو سناتا ہوں میں
نا نک گنستھی نہیں دھرم کے جنبیہ ہیں انھیں ثابت بھی کرکے دکھاتا ہوں میں
واستو میں ... ...

کہدیا میں نے گنگا کو دریا اگر دوش ہمیں نہ کوئی بھی پاتا ہوں میں
اور تم کیا اسے اونٹ نہلاؤ گے اس عقل پر اچنبھے میں آتا ہوں میں
واستو میں ... ...

وید گیان سب کو مجھے مشناتا ہوں میں اینٹ پتھر کی پوجا ہٹاتا ہوں میں
ایک ایشور کی بھگتی سکھاتا ہوں میں سچّہ ویدک دھرم کا بتاتا ہوں میں
واستو میں ... ...

کرن سنگھ کا گانا (بحر طویل)

تو یہ بڑھ بڑھ کے چرچ ہے کیا کر رہا تیری ساری دلیلیں بھلا دونگا میں
باز آجا تو اپنی اس گفتار سے ورنہ اک دم زمیں پہ سلا دونگا میں
تو یہ بڑھ بڑھ کے ....
چھوڑ دے تذکرہ بزرگوں کی تو ورنہ کوئی ابھی گل کھلا دونگا میں
دیوتاؤں کو تو نے جو دی گالیاں تیری مٹی میں مٹی ملا دونگا میں
تو یہ بڑھ بڑھ کے ....
تیرھتوں کا تمسخر اڑایا اگر یہ تجھے ساتھ تیرے اڑا دونگا میں
جس زبان سے پورانوں کا کھنڈن کرے حلق سے وہ زبان نکلوا دونگا میں
تو یہ بڑھ بڑھ کے ....
کیا بنا پھرتا ہے مبلغ سچائی کا تو سبق ایسا انوکھا سکھا دوں گا میں
واسطہ تیرا اب تک نہ مجھ سے پڑا۔ تجھے مکتی کا رستہ بتا دونگا میں
تو یہ بڑھ بڑھ کے ....
تجھے ہر آن گیتی کا ہے جو گھمنڈ تیرا ایمان پل میں مٹا دونگا میں
دیکھ لے ہاتھ میں میرے کیا چیز ہے تیرے ٹکڑے اسی سے بنا دونگا میں
تو یہ بڑھ بڑھ ....
زیادہ باتیں بنانی نہ آتی مجھے ابھی جھونی کے جوہر دکھا دوں گا میں
کھینچ لی میں نے خنجر جو جسونت سنگھ تو زمیں آسماں کو ہلا دونگا میں
تو یہ بڑھ بڑھ کے ....

سوامی جی کا گانا (بجز توڑ ہے)

کیوں اُچھلتا ہے تھوتھے چنے کی طرح ذات اوقات اپنی دکھاوے نہ تو
مجھے مارے یہ تیری ہے طاقت کہاں جان اپنی گنوا کر ہی جاوے نہ تو
کیوں اُچھلتا ہے ....

ہاتھ اٹھانا کسی پر نہ میرا دھرم تجھ سے انوچت کرم یہ کرادے نہ تو
ٹھنڈے ٹھنڈے بچڑا اپنے گھر کی ڈگر مجھے سنیاس پد سے گرادے نہ تو
کیوں اُچھلتا ہے ....

رُک نہیں سکتا پاکھنڈ کھنڈن سے میں تجھے لعنت جو مجھکو ہٹادے نہ تو
راجپوتی پہ تیرے بھی دھکا ہے جو قتل کر کے مجھکو بھی جاوے نہ تو
کیوں اُچھلتا ہے ....

اک نہتا سنیاسی سمجھ کر مجھے تیر تھوتھے یہ مجھ پر چلاوے نہ تو
راجپوتی تری کی قسم ہے تجھے جو کوئی گل یہاں پر کھلاوے نہ تو
کیوں اُچھلتا ہے ....

کیا تو سمجھا کھلونا مجھے کھانڈ کا یونہی چڑھتا ہوا سر پہ آوے نہ تو
ایسی باتیں ہیں کرنی نہیں چاہتا جا زباں میری گندی کرادے نہ تو
کیوں اُچھلتا ہے ....

جوش کو تج کے کر ہوش سے بات کچھ یونہی پھونکوں سے پربت اُڑادے نہ تو
ہیں نڈر ہم اُڈولے رہونگا نہ جسونت سنگھ بھبکیاں گیدڑ ونکی دکھادے نہ تو
کیوں اُچھلتا ہے ....

کرن کا گانا (بحر طویل)

میں چکھاتا ہوں تجھ ہیں رمز اشبد وہی زبان پر تو لا تو سہی
ایک پل پہلے جو کچھ تو تھا بولتا انہی لفظوں کو پھر سے دہرا تو سہی
میں چکھاتا ہوں .. ..

کر تو نندا میرے اشٹ دیوتا کی اب بت پتھر انھیں تو ٹھہرا تو سہی
ملک کنتی کو یا کند کہہ تو بھلا گنگا ماتا کو دریا بتا تو سہی
میں چکھاتا ہوں .. ..

جن پرانوں کو کہتا گپوڑے تھا تو اسی لہجے سے انکو ٹھٹا تو سہی
بھاگوت پر اُڑاتا تھا جو پھبتیاں ذرا اُس کا تمسخر اُڑا تو سہی
میں چکھاتا ہوں .. ..

دوش جو جو میرے دیوتاؤں پہ تو تب لگاتا تھا اب بھی لگا تو سہی
کاٹ لوں گی اگر تیری وہ بھی زباں تو زباں کچھ ذرا سا ہلا تو سہی
میں چکھاتا ہوں .. ..

گرجتا اور اُچھلتا تھا تو جس طرح جوش پہلا سا اپنا دکھا تو سہی
جس طرح برہمنوں کو ڈراتا تھا تو اُس طرح اب کرن کو ڈرا تو سہی
میں چکھاتا ہوں .. ..

جیسی تیزی سے چلتی تھی پہلے زبان اسی تیزی سے اب بھی چلا تو سہی
دیکھ پھر ہاتھ میرے بھی جسونت سنگھ تھم یا تو کہہ کے مجھکو بلا تو سہی
میں چکھاتا ہوں .. ..

سوامی جی کا گانا (بحر طویل)

باندھ دے تو کیسے منہ سے کوئی مجھے تیاگ سچائی کا میں کرونگا نہیں
مورتی پوجا اور پوران اتہیا ہیں سب ہیں یہ کہنے سے ہرگز ڈرونگا نہیں
باندھ دے ... ...

میں منتویہ اپنے سے پیچھے ہٹوں آدرش سے کبھی بھی گروں گا نہیں
تجھے کرنا ہے جو کچھ وہ کر شوق سے تیرے پاؤں میں آ کر پڑونگا نہیں
باندھ دے ... ...

میرا مقصد کسی سے جھگڑنا نہیں تیہا شکتی کسی سے لڑوں گا نہیں
کوئی ابھیمانی سر پہ ہی گر چڑھ گیا تو قدم پیچھے میں بھی دھرونگا نہیں
باندھ دے ... ...

اینٹ پتھر کو پتھر کہونگا او شیو اب بھی اپنی زبان سے پھرونگا نہیں
اور گنگا کو دریا ہی مانوں گا میں اسکے پانی کا پانی بھروں گا نہیں
باندھ دے ... ...

ستیہ مارگ سے پیچھے ہٹوں گا نہیں جھوٹ کا پکش لیکر اڑونگا نہیں
ناش جب تک پاکھنڈ کا ہوتا نہیں اک قدم اور آگے بڑھونگا نہیں
باندھ دے ... ...

میرا ماتما جب ہے رکشک میرا تیرے جیسوں کے ہتھے چڑھونگا نہیں
یہ کرن سنگھ تو کیا چیز جسونت سنگھ اسکے باوا کا مارا مرونگا نہیں
باندھ دے ... ...

ناٹک

راؤ صاحب ذرا ہوش میں آیئے۔ اور یہ گیدڑ بھبکیاں کسی ٹکڑ گدا
اور پاکھنڈی سادھو کو دکھلایئے۔ مگر دیانند تمہاری ان دھمکیوں سے
ڈرنے والا نہیں۔ ایک کرن سنگھ کیا تیرے جیسے سینکڑوں کرن سنگھوں
سے مرنے والا نہیں۔ اپنی جان کو پہلے بازی پر لگایا تھا۔ پیچھے اس
کام کا بیڑا اٹھایا تھا۔ میرا ابھی ایک زمانہ دیکھا بھالا پڑا ہے۔ اور اس
سے پہلے نہ جانے تیرے جیسے کتنے جوشیلے نوجوانوں سے پالا پڑا ہے۔
اگر میں ایسا ہی تر نوالہ ہوتا۔ تو تیرے جیسے بھوکے گیدڑوں نے کبھی
کا منہ میں ڈالا ہوتا۔ تیری تلوار کی تو حقیقت ہی کیا ہے۔ اگر مجھ کو
توپ کے منہ سے باندھ کر بھی پوچھا جائے گا۔ تو بھی وید کا واکیہ ہی
زبان پر آئے گا۔ سُن لے اور اچھی طرح کان کھول کر سُن لے کہ
میں اپنی جان کے بھے یا دنیاوی لالچ سے اپنے منتویہ سے قدم
نہیں ہٹا سکتا۔ اور میں کسی منش کے کہنے سے دھرم کے پرچار
اور سچائی کے اظہار سے باز نہیں آسکتا۔ اگرچہ میں اپنے سنیاس
دھرم کے کارن کسی سے لڑنے جھگڑنے سے لاچار ہوں۔ پرنتو اگر
تیرے دل میں زیادہ ہی ابھمان ہے۔ تو میں اس کے لئے بھی
تیار ہوں۔ یہ بھی تیرے کان کھول دوں۔ کہ اگر تو میرے مقابلے
پر آئے گا۔ تو منہ کی کھا کر جائے گا۔ کیونکہ —

کہاں اک مورتی پوجک کہاں ایشور کا وشواسی
کہاں اک حرص کا بندہ کہاں زرپوجک سنیاسی
عمر گذری ہے جس کی پتھروں سے سر گھسانے میں
بنے پھرتے ہیں وہ بھی آج بل دھاری زمانے میں

کرن سنگھ جس وقت میرا ہاتھ تلوار کے دستے پر پہنچ جائے گا۔ اس وقت تیرا ایشور وشواس کچھ کام نہ آئے گا۔ جن لوگوں سے آج تک تجھے پالا پڑا۔ ان کی دیا کا تو ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے۔ وہ تجھ کو ایک سادھو سمجھ کر درگذر کر گئے۔ اور تو الٹا ان کا منہ چڑا رہا ہے۔ مگر یہ یاد رکھ کہ میں گھر سے یہ عہد کر کے آیا ہوں۔ کہ یا تو تجھ سے مورتی پوجا آدک کے کھنڈن کی قسم اٹھواؤں گا۔ یا تجھے ہمیشہ کے لئے خاموش کر کے جاؤں گا۔ یہ گداجت نہیں ہو سکتا۔ کہ تو ہمارے دھرم کی نندا بھی کرے۔ اور دنیا میں زندہ بھی پھرے۔ زبان کی تیزی طراری اور طبیعت کا جوش ہے۔ وہ اسی وقت تک ہے۔ جب تک کہ کرن سنگھ ذرا خاموش ہے ؎

یہ تیزی اور یہ چرب زبانی تبھی تک تیری بان میں ہے
کہ ہاتھ میرا اٹکا ہوا۔ اور میرا خنجر میان میں ہے
جہاں اٹھا ہاتھ اور اپنی خنجر میان سے میں نے باہر نکالی
تو پھر زمانے کی کوئی طاقت نہیں ہے تجکو بچانے والی

سوامی جی اپنے ہاتھ کو خوب سنبھال لے۔ ایک خنجر نہیں، ہزار خنجر

میان سے نکال لے جب تک دیا تما میرا رکشک اور نگہبان ہے تیری تلوار میرے لئے تنکے کے سمان ہے۔ میں اس کے حکم کا پابند ہوں وہ میرا رکشک اور طرفدار ہے۔ جس کی آگیا سے میں یہ کام کر رہا ہوں۔ وہی میرا مددگار ہے سے

نکال خنجر میان سے اپنی تو ہاتھ اپنا بھی آزما لے
لگا لے اپنا تو زور سارا تو حوصلے اپنے سب مٹا لے
جو میرے مالک کا حکم مجکو ہے کون ہستی مٹانے والی
سوائے ایشور کے کوئی طاقت نہیں ہے مجکو مٹانے والی

کرن سنگھ۔ تو اس ضد سے باز نہیں آئے گا۔

سوامی جی۔ وہ مورکھ جھک مارتا ہے۔ جو ایشور آگیا کو ضد کے نام سے پکارتا ہے۔

کرن سنگھ۔ (تلوار نکال کر) اب بتا بھاگوت آدک پوران دھرم پستکیں ہیں۔ یا نہیں؟

سوامی جی۔ نشیدھ بالکل نشیدھ۔

کرن سنگھ۔ اور دھرم پستکیں کونسی ہیں؟

سوامی جی۔ چاروں دید۔

کرن سنگھ۔ مورتی پوجا؟

سوامی جی۔ بالکل پاکھنڈ

کرن سنگھ۔ گنگا سنان؟

سوامی جی۔ خواہ مخواہ کا ڈنڈ۔

کرن سنگھ۔ گنگا جل؟

سوامی جی۔ کیول پانی۔

کرن سنگھ۔ تلک اور کنٹھی؟

سوامی جی۔ مورکھتا کی نشانی۔

کرن سنگھ (تلوار لیکر لپکتا ہوا) ارے فساد کے بانی۔ اب بھی وہی چرب زبانی

(کرن سنگھ تلوار سے حملہ کرتا ہے۔ سوامی جی تلوار اُس کے ہاتھ سے چھین کر زمین پر مار کر اس کے دو ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ اور دوسرے ہاتھ سے اس کی کلائی پکڑ کر اس زور سے دباتے ہیں۔ کہ اُس کے خون کا دورہ وہیں بند ہو جاتا ہے۔)

سوامی جی۔ اب زور لگا۔ اگر ہمت ہے۔ تو اپنا ہاتھ ہی مجھ سے چھڑا۔ اسی راجپوتی پر ڈینگیں مارتا تھا۔ اسی حوصلے پر شیخیاں بگھارتا تھا۔ بس اتنی ہی دریا دلی تھی۔ اسی ساہس پر تلوار کمر سے لٹکائی تھی۔ اگر کہے تو تجھے اچھی طرح سبق پڑھا دوں۔ تیری تلوار سے تیری ہی گردن اُڑا دوں۔ پرنتو میں تیری باتوں پر کیا جاؤنگا۔ تو اپنے کشتری دھرم سے گر گیا۔ مگر میں اپنے سنیاس دھرم کو بٹہ نہ لگاؤں گا ؎

جس طرح چلتی تھی جھیا اب چلا ہتھیار بھی
ہاتھ بھی موجود ہیں۔ موجود ہے تلوار بھی

راجپوتی آن کی کچھ لاج ہے تجکو اگر :
قتل کر مجھ کو یا رکھ دے یہ زباں کو کاٹ کر

{سوامی جی کرن سنگھ کے ہاتھ کو زور سے جھٹک کر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور وہ بیہوش ہو کر اوندھے منہ زمین پر گر جاتا ہے۔}

چوتھا نظارہ

پہلا سین

ہردوار کا کنبھ

کنبھ کا میلہ بڑے زور شور سے بھرا ہوا ہے۔ بےشمار پُرش استری میلے
پرسنان کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں جس طرف دیکھو انسانی سروں
کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آتا ہے۔ ذہانت میں پھنسے ہوئے
بھارت باسیوں کو پنڈے لوگ مختلف طریقوں سے لوٹ رہے
ہیں۔ رشی دیانند نے ایک مناسب جگہ پر اپنا کیمپ لگا کر پاکھنڈ
کھنڈنی جھنڈی اس میں نصب کی ہوئی ہے۔

پنڈوں کا گانا

بے جے گنگے جے جے میا جے سکھ کی داتا لو
کلو کال میں لوک اور پرلوک کی ہے تری تراتا لو

جو جن تیرا سمرن کرتے پاپ تاپ کٹ جاتے ہیں،
سو وہ جن سے دھیان دھرنی تو مکتی پد کو پاتے ہیں
تیرے پوتر جل میں پاپی لوگ بھی اگر نہاتے ہیں
کشٹ کلیش کٹیں سب یم کے دوت نکٹ نہیں آتے ہیں
سرو سکھوں کا تو بھنڈار ہے سرو گیان کی گیاتا تو
کلو کال میں لوک اور پرلوک کی ہے پرم ترا تا تو
جے بھاگیرتی تیری کیرتی سکل جگت میں چھائی ہے
بھگتوں سے لیکر دشٹوں تک تو سب کو سکھدائی ہے
جے جگد مبا تیری مہما نہیں کسی نے پائی ہے۔
وید شاستر اور پورانوں نے تیری کیرتی گائی ہے
ہم ہیں تیرا لوگ یہ تیرے کلیان کارنی ماتا تو
کلو کال میں لوک اور پرلوک کی ہے پرم ترا تا تو

ناٹک

پنڈے۔ بولو گنگا ماتا کی جے۔ لوک پرلوک پرم ترا تا کی جے
یاتری۔ گنگا متیا کی جے۔ بناؤ ٹھوئیا کی جے۔

پنڈا۔ او بھگت جن! اب کیول بانی دوارا ہی جے نہ بلاؤ۔ ذرا ہاتھ بڑھاؤ اور دل کھول کر دان دکشنا دلواؤ۔ تاکہ تمہاری تو یاترا اور گنگا اشنان سپھل ہو۔ اور ہمارا پیٹ کا سوال حل ہو۔

یاتری۔ (پانچ روپے دے کر) جو کچھ پھول پتر حاضر ہے۔ اسے قبول کیجئے اور مجھے آشیرواد دیجئے۔

پنڈا۔ واہ یجمان۔ گنگا کا سنان اور پانچ روپیہ دان! ہم لوگ آیو بھر آپ لوگوں کی جے مناتے ہیں۔ اور آج کے دن کی کمائی بارہ سال تک کھاتے ہیں۔ ہل ہم نہیں چلاتے۔ پنشن نوکری ہم نہیں پاتے۔ بس گنگا ماتا کی کرپا ہے۔ اور آپ لوگوں کا ہاتھ ہے۔ یہی ہماری پونجی ہے۔ اسی سے گذر اوقات ہے۔

یاتری۔ یہ ستیہ ہے۔ پرنتو یہ بھی ستیہ ہے۔ کہ دان شکتی سمان۔

پنڈا۔ یہ آپ کی بھول ہے۔ یہ تیرتھ کے دان کا نہیں گھر کے دان کا اصول ہے۔

یاتری۔ اچھا یہ پانچ روپیہ اور لیجئے۔ اب تو آگیا دیجئے۔

پنڈا۔ آپ کا ہاتھ اور دس روپیہ دان۔ ڈوب گئے پنڈے اور مر گئے یجمان۔ آپ جان بوجھ کر انجان ہو رہے ہیں۔ اور اپنی تیرتھ یاترا کو نشپھل کھو رہے ہیں۔

یاتری۔ نشپھل کیوں کھو رہا ہوں۔ میں تو آپ کو شردھا کے ساتھ دے رہا ہوں۔

پنڈا۔ شردھا کو ڈالو چولھے میں۔ تیرتھ یاترا کا مہاتم تب ہوتا ہے کہ جو کچھ گھر سے لے کر آئے۔ اس میں سے ایک پیسہ بھی واپس لے کر نہ جائے۔ اس لئے جو کچھ بھی نقدی یا زیور آپکے پاس ہے۔ وہ پنڈا جی کی

دکشنا اور گنگا میا کی ارداس ہے۔ اگر اس میں سے ایک پیسہ بھی دبا کر لے جاؤ گے۔ تو پرلوک سمیت اپنے آپ کو سنکٹ میں پھنساؤ گے۔ گنگا میا کا کوپ ایسے بھیانک روپ میں ظاہر ہوگا جس کا برداشت کرنا تمہاری طاقت سے باہر ہوگا۔

یاتری۔ جو کچھ پاس ہے۔ وہ آپ کو دے جائیں گے۔ مگر کیسے پہنچنے پائیں گے۔ کرایہ کہاں سے لائیں گے۔ سفر کے دنوں میں کہاں سے کھائیں گے؟

پنڈا۔ جو کچھ لائے ہو وہ تو ہمارے حوالے کیجئے۔ کرایہ ہم سے لیجئے۔ گھر پر جا کر منی آرڈر کر کے ہمارے پاس پہنچا دیجئے۔

یاتری۔ (نام نقدی لیکر) لیجئے۔ اب تو چھوڑو ہماری جان۔

پنڈا۔ (استری سے) دیوی تو بھی اپنا ہاتھ بڑھا دے۔ اور اپنے تمام بھوشن گنگا میا کی بھینٹ چڑھا دے۔

یاتری۔ جھوٹ بالکل جھوٹ اس کا نام دان ہے یا لوٹ؟

پنڈا۔ چپ رہو زبان کو سنبھالو۔ اور اپنے آپ کو سنکٹ میں نہ ڈالو گنگا میا کے تٹ پر ایسے شبد منہ سے نہ نکالو۔ اگر بھاگیرتی نے سُن پایا۔ تو ابھی کر دے گی سب کا صفایا۔

یاتری۔ اگر آپ سے کچھ بچے گا۔ تو بھاگیرتی کے صفایا کرنے کی نوبت آئے گی۔ جب آپ ہی اچھی طرح صفایا کر دیں گے تو بھاگیرتی کا ہے کو تکلیف اٹھائے گی۔

پنڈا۔ نہ جانے آج کیا منحوس دن چڑھا۔ جو صبح ہی صبح ایسے منحوس یجمان سے پالا پڑا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس دفعہ ہماری تقدیر بالکل خالی ہے۔ سیٹھ جی! جلدی کیجئے۔ کیونکہ پور بھی ختم ہونے والی ہے۔

{پنڈا زبردستی یا تری کی استری کے زیور اُتار لیتا ہے۔ یاتری اور اس کے بال بچے روتے ہوئے رہ جاتے ہیں۔}

سوامی جی۔ اوہ! اس قدر اندھکار؟ دھرم کے نام پر اتنا اتیاچار؟ میں تو سمجھے ہوئے تھا۔ کہ سوبچاس کو کہیں گھڑے کی چڑھی ہوئی ہے مگر یہاں تو کنوئیں میں ہی بھنگ پڑی ہوئی ہے۔ دو چار دُکھی ہوں اُن کو بچالوں۔ ایک آدھ روگ ہو اس کا علاج کر ڈالوں۔ پرنتو پر تیک بھارت باشی کو اتنے روگ لگے ہوئے ہیں۔ جتنے اس کے سر پر بال ہیں پھر بھی آشچریہ ہے۔ کہ ان کا کال نہیں کس کس کو بچاؤں گا۔ کس کس کو اُٹھاؤں گا کس کس کی خبر لوں گا کس کس سے منہ موڑونگا اس پر یہ اور بھی اندھیر کہ ؎

پوجا کر کر پتھروں کی خود ہی پتھر بن گئے
بلکہ سچ یہ ہے پتھر سے بھی بدتر بن گئے
گیان بدھی کا نہ ان میں نام کو بھی لیش ہے
ہے پربھو کیا یہ وہی رشیوں کا بھارت دیش ہے
دیش کی جو دُردشا ہے اُسکا کس کو ہی خیال
گنوا دوا در بد معاشوں کی آہوں سے ہے کس کو ملال

پرنتو کچھ بھی ہو۔ میں ان کٹھنائیوں سے کداچت نہ گھبراؤں گا۔
گوروجی کو جو وچن دے چکا ہوں۔ اس کو جان کے ساتھ نبھاؤں گا
اپنے رُدھر کی انتم بوند و بھی اس دیش اور جاتی کے ہت میں لگاؤں گا
بھارت ورش کے کونے کونے میں پھر کر پرتیک منش ماتر کو جگاؤں گا
پرنتو اس مہان کاریہ کو سپھل کے لئے ادھک تپ اور تیاگ کی..
آوشکتا ہے۔ اور تبھی یہ کام سمپورن ہو سکتا ہے۔ جب تک اپنی
جیون آوشکتاؤں کو کم نہ کیا جائے گا۔ تب تک دیش اودھار کا نام
نہ لیا جائے گا سپشٹ اور بے لاگ لیبیٹ اُپدیش تبھی ہو سکتا ہے۔
جب منش ان بڑھتا جھمیلوں سے مکت ہو کر بالکل سوتنتر رہے۔ نہ
کسی سے کچھ مانگنے کی آوشکتا ہو۔ نہ کسی کی انوچت دھونس سہے
بس آج سے اپنے جیون کو بے لاگ کروں گا۔ اور سوائے چار چیزوں
کے سب آڈمبروں کا تیاگ کروں گا۔ ایک کوپین اور ایک سوٹا۔ دید
کا لینک اور جل پینے کا لوٹا ہے

یہ صدیوں کی بیماری جا نہیں سکتی آسانی سے
جہالت ان کی دُھل سکتی نہیں معمولی پانی سے
میں سمجھا اور کچھ تھا اور یہاں کچھ اور صورت ہے
ابھی میرے لئے خود تیاگ اور تپ کی ضرورت ہے

{ تمام سامان اور نقدی وغیرہ غریب لوگوں کو تقسیم کر دیتے ہیں
جس قدر قیمتی لبتر پہنے ہوئے تھے۔ سب اُتار کر محض کوپین }

دھارن کر لیتے ہیں ۔ وید کا لینک ۔ ایک لوٹا ۔ اور ایک
سوٹا ہاتھ میں لے کر گنگوتری کی طرف نکل جاتے ہیں

دوسرا سین

اودے پور

سوامی جی ایک باغ میں براجمان ہیں ۔ شردھالو اور جگیاسو لوگوں کا جمگھٹا لگا ہوا ہے ۔ اپدیش دھرم چرچا ۔ بارتالاپ اور شنکا سمادھان ہو رہا ہے ۔ سوامی جی ہر ایک کو اس کے پرشن کا مدلل اور معقول اتر دے رہے ہیں ۔

ایک جگیاسو ۔ کیا پرماتما اوتار دھارن نہیں کرتا ؟

سوامی جی ۔ کداچت نہیں ۔ کیونکہ اوتار دھارن کرنے سے پرماتما کے تمام گن نشٹ ہو جاتے ہیں ۔ وہ اجنما ہے ۔ وہ اکال ہے ۔ وہ امرت ہے ۔ وہ نرلیپ ہے ۔ وہ شدھ ہے ۔ وہ سرو دیاپک ہے ۔ اوتار واد کا سدھانت ماننے سے اُس کا جنم بھی ماننا پڑیگا جسکا جنم ہوگا ۔ اُس کی مرتیو بھی ہوگی جس کا جنم ہوگا ۔ اس کی شکل بھی ہوگی اُس کو سنسار کے دُکھ سُکھ بھی بھوگنے پڑیں گے ۔ اور سرو دیاپک کی

بجائے اس کو ایک دلیشی ماننا پڑے گا۔ جو ایک دیشی ہے وہ سرو گیہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ہماری طرح الپگیہ ہے۔ جب وہ الپگیہ ہے۔ تو پرماتما میں اوینش میں بھید رہی کیا رہا۔ یہ کیول سوارتھی اور آلسی لوگوں کا من گھڑت سدھانت ہے۔ جنہوں نے پرماتما کے نام پر انیک پرکار کی دوکانداری چلا رکھی ہے۔

پرمیشور کو بھی دھورتوں نے ایک بہروپیا ٹھہرایا ہے
مگر مچھ۔ کچھوا۔ سور کہیں۔ نرسنگھ روپ بنایا ہے
ان ناموں سے ہی جگہ جگہ پر ٹھگ خانے بنوائے ہیں
سیدھے سادھے لوگوں کے پھنسنے کو پھندے پھیلائے ہیں

جگیاسو۔ کیا شری رامچندر جی پرمیشور کے اوتار نہیں تھے۔

سوامی جی۔ نہیں۔ بلکہ وہ راجہ دشرتھ کے بیٹے تھے۔ اور رانی کوشلیا کے پیٹ سے جنم لیا تھا۔

جگیاسو۔ کیا کرشن بھگوان بھی اوتار نہ تھے؟

سوامی جی۔ بالکل نہیں۔ وہ بھی واسدیو کے پتر تھے۔ اور دیوکی کے پیٹ سے جنم لیا تھا۔

جگیاسو۔ کرشن بھگوان نے سویم گیتا کے اندر فرمایا ہے۔

यदा यदा हि धर्मस्य ग्लानि भंवति भारत!
अभ्युत्थानम धर्मस्य तदात्मानं सृजाम्यहम्॥

ارتھات جب جب دھرم کی ہانی ہوتی ہے میں سویم

اوتار لے کر اُس کا اُدھار کرتا ہوں ؎

سیدھا سادہ ارتھ ہے گیتا کے اس اشلوک کا
اس کا لیکھک بھی ہے وہ مالک جو ہے ترلوک کا
ختم ہے یکتی یہاں جھگڑا نہ کچھ ارمان کا
کس طرح مانیں نہ جب خود واکیہ ہے بھگوان کا

سوامی جی۔ پہلے ویاکرن پڑھو۔ پھر اس اشلوک کے ارتھ کرو۔ تم جو اس کا ارتھ کرتے ہو۔ وہ ارتھ نہیں۔ بلکہ انرتھ ہے۔ اور اس سے پرمیشور کا اوتار سدھ کرنا بالکل ویرتھ ہے۔ اس اشلوک کے شدھ ارتھ یہ ہیں۔ کہ جب جب دھرم کی ہانی ہوتی ہے۔ تب تب پرماتما کسی مکت جیو کے دوارہ اس کا اُدھار کرتے ہیں ؎

دیش میں چاروں طرف ایسی اودیا چھا رہی
ہاتھ میں بہرے کے اندھے کی ڈنگوری آ رہی
اس کو دکھلائی نہ دے وہ اُس کی سُن سکتا نہیں
دونوں مورکھ گیان گھر کا کوئی بھی رکھتا نہیں

دوسرا جگیاسو۔ مرتک شرادھ تو سراسر وید انکول ہے۔ آپ اس کا بھی کھنڈن کرتے ہیں۔

سوامی جی۔ مرتک شرادھ کا وید انکول ہونا تو دور کی بات ہے پرویدوں میں اس کا نام تک نہیں۔

جگیاسو۔ پانچ یگیہ پرمیک منش ماتر کو روزانہ کرنے کی آگیا ویدوں

میں ہے یا نہیں؟

سوامی جی۔ ہے۔

جگیاسو۔ وہ پانچ یگیہ کون کون سے ہیں؟

سوامی جی۔ برہم یگیہ۔ دیو یگیہ۔ اتتھی یگیہ۔ پتری یگیہ۔ بلی ویشہ دیو یگیہ۔

جگیاسو۔ بس پتری یگیہ کا ہی دوسرا نام مرتک شرادھ ہے۔

سوامی جی۔ پتری یگیہ کا ارتھ مرتک شرادھ نہیں۔ بلکہ جیوت مات پِتا کی سیوا کرنا ہے۔

جگیاسو۔ جس کے مات پتا مر گئے۔ وہ تو صرف چار ہی یگیہ کر سکے گا۔

سوامی جی۔ پتر کے ارتھ کیول ماتا پتا ہی نہیں بلکہ گورو۔ آچاریہ۔ دادا پردادا۔ چاچا۔ تایا اتیادی بزرگوں کے ہیں۔ جس منش کے ماتا پتا مر چکے ہیں۔ وہ ان میں سے کسی کی سیوا کر سکتا ہے۔

جگیاسو۔ کیا یہ سمجھو نہیں۔ کہ کسی منش کے ماتا پتا اچاریہ گورو چاچا تایا۔ آدی کوئی بھی نہ رہا ہو۔

سوامی جی۔ تمہارا سوال وزن دار ہے۔ اور ایسا ہوتا سمجھو ہے اس اوستھا میں راجہ اس کا پتر ہے۔

جگیاسو۔ ہر ایک منش کا ذکر ہی کیا ہے۔ سنسار میں لاکھوں کروڑوں منش ایسے ہیں جن کو راجہ کے درشن تک بھی نصیب نہیں ہوتے وہ روزانہ اُس کی سیوا کس طرح کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارا موجودہ راجہ سات سمندر پار بیٹھا ہے۔ ہم اس کی روزانہ سیوا تو درکنار درشن تک

بھی نہیں کر سکتے۔ اس لئے پانچواں یگیہ تو ہر حالت میں اکارتھ ہے۔
سوامی جی۔ سیوا کے ارتھ اُن کو بھوجن کھلانا۔ نہلانا۔ دھلانا۔ اور اُن کی ٹانگیں دبانا ہی نہیں بلکہ سیوا کے معنے ان کے حکم ماننا۔ ان کا اگیا کاری رہنا اتیادی ہیں۔ اس لئے راجہ کی سیوا یہی ہے۔ کہ اس کا حکم ماننا اور اس کے قانون کا پابند رہتا ہوا۔ امن سے اپنی زندگی بسر کرے۔ یدی تمہارے وچار انوسار پتری یگیہ اور مرتک شرادھ ایک ہی بات ہے۔ تو پتری یگیہ تو منش ماتر کے لئے روزانہ کرنے کی اگیا ہے۔ پرنتو مرتک شرادھ تو سال میں کیول ایک ہی بار کیا جاتا ہے۔

تیسرا جگیاسو۔ نہیں مہاراج! نتیہ کرم کے خیال سے تو کوئی نہیں کرتا۔ شرادھ تو مرتک پتروں کے پاس بھوجن پہونچانے اور انکو ترپت کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

سوامی جی۔ جو لوگ پنرجنم کو نہیں مانتے ان کے ساتھ تو اس وشے پر کچھ واد دواد کیا بھی جا سکتا ہے۔ پرنتو جو لوگ پنرجنم کو مانتے ہیں۔ ان کے ساتھ تو اس کے سمبندھ میں کچھ وچار کرنا بھی سمے کو ویرتھ کھونا ہے جب یہ ایک اٹل سدھانت ہے۔ کہ جیو اس شریر کو چھوڑ کر اپنے کرم انوسار دوسرا شریر دھارن کر لیتا ہے۔ اور تمہیں اس بات کا کوئی گیان نہیں کہ اس نے کس دیش میں کس گرام میں کس محلہ میں کس کے گھر میں کس یونی میں جنم لیا ہے۔ تو اسکو بھوجن بستر آدی کس پتے پر پہنچاؤ گے۔ ڈاکخانہ کا محکمہ بھی کسی پوسٹ کارڈ یا منی آرڈر کو اس وقت تک اُس استھان

پر نہیں لے جا سکتا۔ جب تک اس پر پورا پتہ لکھا ہوا نہ ہو۔ اس کے علاوہ ہمیں اس بات کا بھی کوئی گیان نہیں۔ کہ اس جیو نے منش یونی میں جنم لیا ہے۔ یا کسی پشو پکشی آدک یونی میں۔ یدی اس نے کسی بیل بھینس اونٹ، گھوڑے کی یونی میں جنم لیا ہے۔ تو تمہارے سیر آدھ سیر بھوجن سے اس کا بنتا کیا ہے۔ تاوقتیکہ من بھر چارہ کا انتظام نہ کیا جاوے اگر تھوڑی دیر کے لئے یہی مان لیا جاوے کہ اس جیو نے منش یونی میں ہی جنم لیا ہے۔ تو تم میں سے بہت سے پوروجنم میں کسی کے ماتا پتا دادا پردادا اتیادک ہوں گے۔ نیائے سے بتلاؤ کہ سال میں ایک بار نہیں آیو بھر میں ہی ایک بار کبھی بھوجن کا تھال آکاش سے تمہارے سامنے آیا ہے ؟

یہ سب خود غرض لوگوں نے لگا رکھے اڑنگے ہیں
کمائی کی ہیں چالیں لوٹنے کھانیکے ڈھنگے ہیں
اسی کارن سے ودیا رہت کل بھارت کو کر ڈالا
کہ آسانی سے ان کی بدھیوں کو لگ سکے تالا

تمام جگیاسو۔ دھنیہ ہو مہاتما! آپ نے ہمارے دلوں سے بھرم جال کو بالکل دُور کر دیا۔ اور ہماری شنکاؤں کو اپنی یکتیوں دوارا بالکل چکنا چور کر دیا۔

سوامی جی۔ اُلٹے راستے پر چلنے سے تمہارا نقصان ہوگا۔ سیدھے مارگ پر چلوگے تو تمہارا کلیان ہوگا۔ سائنگ اور پراتا کچھ سمے پربھو

بھگتی کے ادھین کیا کرو۔ اور دونوں کال من لگا کر سندھیا کیا کرو۔
جگیاسو۔ بات تو آپ نے بالکل ستیہ کہی ہے۔ جو ہمارے جیسے لوک اور پرلوک میں سکھدائی ہو۔ پرنتو سندھیا تب کریں۔ جو کسی نے ہم کو سکھلائی ہو۔ یوں آنے کو تو بہت جی ہر فصل پر آتے ہیں دو چار ادھر ادھر کے ڈھکونسلے سناتے ہیں۔ اور اپنی دکشنا لے کر دنو چکر ہو جاتے ہیں۔
سوامی جی۔ بالکل ستیہ ہے۔ وہ جو کچھ جانتے ہوں۔ تو تمہیں سکھائیں جب وہ خود ہی نراکشر بھٹا چار ہے ہیں۔ تو تمہیں کیا خاک بتائیں سو

اندھکار آلس یہاں پر جب کہ ایسا مچ رہا
نشٹ ہونے سے یہ بھارت دیش کیونکر بچ رہا
کرم کانڈ اور پٹھن پاٹھن کس کا اور کیسا سدھار
دان کو ہی مان رکھا ہے جنہوں نے روزگار

جگیاسو۔ آپکا وچار بالکل صحیح ہے۔ یدی گوڑ ملدرشٹی سے دیکھا جائے تو نشٹ ہونے میں کچھ کسر بھی نہیں رہی ہے۔ پرنتو پھر بھی سو

دیش بھارت بچ رہا ہے یا تو اپنے آپ سے
یا کسی یہ آپ جیسے رشی کے پرتاپ سے
ورنہ ان نیتاؤں کی حالت پہ جو ڈالو نظر
نشٹ کرنے میں نہیں اسکے کوئی چھوڑی کسر

سوامی جی۔ رشیوں کے ابھاؤ کے کارن مجھے کچھ ہی بنالو۔ رشی منی

یوگی تپسوی کچھ ہی کہہ ڈالو۔ پرنتو ستیہ بات تو یہ ہے کہ

زبردستی ہے تمہاری اور ہے کچھ بھول بھی
رشی کیا رشیوں کے پاؤں کی نہیں ہوں دھول بھی
کپل پاتنجل کے ہوتے ہیں جنم لیتا اگر
ودوانوں میں نہ گنتا کوئی مجھ کو بھول کر

(مہارانا سجن سنگھ والئے اودے پور مع اُمراء وزراء و دیگر اہلکاروں کے سوامی جی کی جائے رہائش پر تشریف لاتے ہیں)

مہارانا۔ (سوامی جی کے چرن چھو کر) میرے دھنیہ بھاگ ہیں جو آپ نے اپنے پوتر چرنوں سے میری راجدھانی کو پوتر کیا۔ مجھے چرکال سے آپ کے شبھ آگمن کا انتظار تھا۔ اور تمام اودے پور آپ کے درشنوں کے لئے بے قرار تھا۔

سوامی جی۔ چرنجیو رہو۔ چرایو ہو (کرسی کی طرف اشارہ کر کے) آیئے راجے

مہارانا۔ آپ سنیاسی ہیں۔ ہمارے گورو ہیں میں آپ کے برابر بیٹھ کر پراچین ہندو مریاد کو بٹہ نہ لگاؤں گا۔ بلکہ اسی جگہ فرش پر بیٹھ جاؤں گا۔ (بیٹھنا چاہتے ہیں)

سوامی جی۔ نہیں نہیں۔ یہ کداچت نہ ہوگا۔ ایسا کرنے سے نہ کیول ہمارے ذمہ اُتپات ہوگا۔ بلکہ راجیہ پربھاؤ پر بھی ایک پرکار کا اگھات ہوگا۔ کیونکہ آپ کے راجیہ کرمچاریوں تتھا پرجا کے لوگوں کی نظروں میں آپ کی عزت کم ہو جائے گی۔ جس سے راجیہ کے

کاموں میں کئی پرکار کی نیونتا آئے گی ہے

ہے مریادا یہی آپ کا تیھا یوگ ستکار کروں
ہے دھرم یہی سنیاسی کا میں آپ سے اُچت بوہار کروں
سنیاسی ہی مریادا کو بھنگ اگر کر ڈالیں گے
تو سرو سادھارن لوگ کہاں اُس اُتم نیم کو پالینگے

مہارانا۔ ہے تو مریادہ کے وِرودھ پرنتو آپ کی آگیا بھی ہمارے لیئے ایک پرکار کی مریادا ہے۔ اس لیئے زیادہ ہٹ کرنی بفایدہ ہے

(کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں)

سوامی جی۔ سُنائیے آپ کا چت تو پرسنیہ ہے۔ راجیہ پریوار میں ہر پرکار سے کسشلتا ہے۔

مہارانا۔ پرمیشور کی کرپا اور مہاراج کے آشیرواد سے ہر پرکار سے پرسنتا ہے۔ ہمارا شبھ چرنوں میں آنا بھی سپھل کیجئے۔ اور کوئی لابھ دایک اپدیش دیجئے ہے

نہ شبھ کرموں میں پرورتی نہ ایشور جاپ کرتے ہیں
گرہستی نرک گامی رات دن ہی پاپ کرتے ہیں
زبان سے آپ کی ایسا کوئی فرمان ہو جائے
کہ جس سے ہم ادھم لوگوں کا کچھ کلیان ہو جائے

سوامی جی۔ راجن! مجھے اس بات کو دیکھ کر اکشٹ ہو رہا ہے۔ کہ پرتیک بھارت باسی اپنے شریر کے ایک انمول رتن کو ویرتھ کھو رہا ہے۔

دیشیوں کا بڑا پربھاؤ ہو رہا ہے۔ جس کے کارن ان کے جیون میں برہمچریہ کا سروتھا ابھاؤ ہو رہا ہے۔ دھناڈھ پرشوں میں سادھارن۔ روپ سے اور راجہ مہاراجہ لوگوں میں وششیش روپ سے وشے باسناؤں کا بھوت اتنا سوار ہو رہا ہے۔ کہ انھیں اپنے گھر تھا راج کاج کا سنبھالنا سخت دشوار ہو رہا ہے جن لوگوں کے کندھوں پر پرمیشور نے راج کا بھار ڈالا ہے۔ جو نش اپنی پرجا کے جان و مال دھرم کرم کا رکھوالا ہے۔ جن راجاؤں کو اکثر نشچنت ہونے پر بھی سکھ پد نیند نہ آیا کرتی تھی۔ بلکہ اپنی پرجا کے انیک پرکار کے الجھنوں کو سوچتے سوچتے ہی رات دتیت ہو جایا کرتی تھی۔ آج ان کے پتی مدھیوں کا ایسا بُرا حال ہے۔ کہ نہ تو اپنی ہی کچھ سدھ بدھ ہے۔ نہ پرجا کی طرف کچھ خیال ہے۔ اس کا وششیش کارن کیول یہی ہے۔ کہ یہ لوگ نہ کیول ساری دنیا کے اندر بدنام ہیں۔ بلکہ راجہ مہاراجہ کہلاتے ہوئے بھی دوسروں کے غلام ہیں ؎

جو دیکھو نام ان کے تو وہ گز گز بھر کے لمبے ہیں
نام کے سنگھ ہیں۔ پر گیدڑوں سے بھی نکمے ہیں
نہ جب تک برہمچریہ کا کرینگے دل سے یہ پالن
غلامی سے نکلنا ان کا ہو سکتا نہیں ممکن

مہاراجا۔ آپ کا کتھن بڑی حد تک بالکل صحیح ہے۔ نسندیہ برہمچریہ کی طرف سے کشتری جاتی کی بہت بُری اَدِستھا ہو رہی ہے۔ کہیں

بھی اپنی طبیعت پر جبر نہیں کرتے۔ انیک پواہ کرنے پر بھی صبر نہیں کرتے۔ نہ اپنے قانون کی پرواہ کرتے ہیں۔ نہ الشوری نیم کو پالتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنی پرجا کی بہو بیٹیاں پر بھی بُری درشٹی ڈالتے ہیں ؎

آج کل کے چھتری کرتے ہیں جیسے نیچ کام
ہے یہ اُن کے واسطے بس ڈوب مرنے کا مقام
گنتی کس کس کی کروں کس کس کا بھگون نام لوں
ہے یہی واجب کہ میں اپنی زباں کو تھام لوں

سوامی جی۔ دھکار دھکار اتنا ادھرم؟ اتنا اتیا چار؟ ایسے دشٹ جنوں کی منشوں میں گنتی نہ پشوؤں میں شمار۔ آپ مہارانا پرتاپ کے جانشین ہیں۔ اور جہاں تک میں نے سُنا ہے اور انبھو کیا ہے۔ دھرم کرم اور راج نیتی میں بھی پروین ہیں۔ تمام راجستان میں آپ کا وشیش مان ہے۔ یدی آپ ان کے سدھار کا بیڑا اٹھائیں۔ تو اس میں آپ کا بھی کلیان ہے ؎

تین الپا کریں جو دشٹ کرموں سے وہ باز آئیں
برہمچریہ کی مہما ان کو ادتما سے سمجھائیں
برہمچریہ میں بل ہے برہمچریہ میں صداقت ہے
زمانے کو پلٹ دے یہ برہمچاری میں طاقت ہے

مہارانا۔ میں نے اپنی طرف سے بہتیرا یتن کیا۔ دوسرے برائیوں کے علاوہ اپنی راجپوتی مان مریادا کا بھی واسطہ دیا۔ پرنتو ؎

ہوئے حالات ہی کچھ آجکل ایسے زمانے میں
کون سُنتا ہے طوطی کی صدا نقار خانے میں
اثر ان کے دلوں پر آپ کا اُپدیش کر جائے
تو سمجھو ہے کہ ان لوگوں کی بدھی کچھ سنور جائے

سوامی جی۔ میرا تو منتویہ ہی یہ ہے۔ پرنتو آپ بھی کچھ ساہس کیجیے۔ اور اس کام میں مجھے سہائتا دیجیے ؂

برہمچریہ کی مہما کو نہ جب تک لوگ جانیں گے
نہ سمجھائے سے سمجھیں گے نہ بتلائے سے مانیں گے
نہیں ہے دوش ان کا بھی انھیں رکھا اندھیرے میں
نہ دی سکتا کسی نے ڈال رکھا ایک جھیرے میں

مہارانا۔ مجھے سہائتا دینے میں کوئی انکار نہیں۔ اگر کسی پرانی کا بھلا ہو جائے۔ تو اس سے بڑھ کر پر اُپکار نہیں۔ سب سے پہلے آپ کچھ دنوں کے لئے جودھپور ادھیشیہ پدھاریں۔ اور جس پرکار ہو سکے۔ مہاراجہ جسونت سنگھ کی اوستھا کو سدھاریں۔ کیونکہ وشے واسناؤں کا بھوت دن رات اس کے سر پر سوار ہے۔ اگر یہی حالت رہی۔ تو اس کے راج کا بچنا سخت دشوار ہے۔

سوامی جی۔ میں ادھیشیہ جودھپور جاؤں گا۔ اور اُن کو برہمچریہ کی مہما جتا کر اس گھور پاپ سے بچاؤں گا۔

مہارانا۔ مہاراج! آپ برہمچریہ کی بڑی عظمت بتاتے ہیں۔

اس کی مہما کے بہت ہی گیت گاتے ہیں ۔ جہاں تک میں نے سُنا ہے ۔ دنیا آپ کو اکھنڈ برہمچاری تبلاتی ہے ۔ پرنتو آپ میں مجھکو کوئی خاص طاقت تو نظر نہیں آتی ہے ۔

سوامی جی ۔ آپ نے کبھی میری طاقت کا امتحان کیا ۔ یا کیول اپنے من ہی سے اس پرکار انومان کیا ۔ اس پر بھی یدی مجھ میں اتنا بل نہ بھی ہو تو اس سے برہمچریہ کی مہانتا میں کوئی نیونتا نہیں آسکتی ہے ۔ بلکہ اس کی ذمہ وار اودیا اور اگیانتا ٹھہرائی جاتی ہے ۔ چونکہ بھارت درش کے اندر چرکال سے ایک بیماری ہے ۔ ارتھات بال بواہ کی کوریتی جاری ہے ۔ سمبھو ہے کہ میرے ماتا پتا نے بھی برہمچریہ آشرم کو پورا نہ کیا ہو ۔ اور دیش کی پرچلیت کوریتی کے انوسار انو سے پہلے ہی بواہ کر لیا ہو ۔ جس کا پربھاؤ سنتان پر اوشیہ پڑے گا جب بیج ہی کچا ہے ۔ تو برکھش کب پروان چڑھے گا ۔

نام ماتر رہ گئے ہیں آشرم چاروں یہاں
ان کا جب پالن نہیں پھر بل کہاں بدھی کہاں
جب برہمچریہ کی پورن روپ سے مریاد تھی
بھیم اور بھیشم اسی بھارت کی تو اولاد تھی
کون ہے جو نام ارجن دردن کا نہیں جانتا
جن کے بل کا آج کل سنسار سکہ مانتا

دکرم سنگھ ۔ سمبھو ہے ۔ کہ آپ کا یہ چار کسی حد تک صحیح ہو ۔ اور برہمچریہ

آشرم کا پورن روپ سے پالن نہ کرنے سے تمام بھارت باشیوں میں پہلی سی طاقت نہ رہی۔ پرنتو پھر بھی ایک گرہستی اور بال برہمچاری میں ضرور فرق ہونا چاہیئے۔ اگر ہے؟ تو اسکا کوئی پریکش پرمان دکھلایئے۔

سوامی جی۔ جب سمے آئیگا۔ اسکا اثر آپ کو سوئم مل جائیگا۔

وکرم سنگھ۔ بہت بہتر میرا نمسکار لیجئے۔ اور اس گستاخی کو معافی دیجئے۔

سوامی جی۔ اس میں گستاخی کی کونسی بات ہے۔ بلکہ کسی پرکار کی شنکا کا دل میں رکھنا بھی ایک قسم کا اتپات ہے۔

(وکرم سنگھ اپنی دو گھوڑوں کی بگھی میں سوار ہو جاتا ہے۔ اور سوامی جی پیچھے سے گاڑی کا ہنڈل پکڑ لیتے ہیں۔ بگھی جگہ سے نہیں ہٹتی۔ گھوڑے ایک قدم آگے کھینچتے ہیں۔ تو بگھی دو قدم پیچھے جاتی ہے۔)

وکرم سنگھ۔ زمین کو چاٹنے والے۔ پرندوں کے پر کاٹنے والے۔ ہوا کو پھاڑنے والے۔ گرد کو لتاڑنے والے۔ میرے انمول اور بےنظیر گھوڑے جو گاڑی میں مشکل سے سوار ہونے دیا کرتے تھے۔ اور سوار ہوتے ہی ہوا سے باتیں کیا کرتے تھے۔ آج ان کی طاقت کو کونسی دیمک چاٹ گئی۔ ان کے زمین پر نہ ٹکنے والے پاؤں کو کونسی تلوار کاٹ گئی۔ یہ اپنا سارا زور لگاتے ہیں۔ مگر گاڑی کے پہیے بجائے آگے کے پیچھے کو جاتے ہیں۔ نہ کہیں دلدل نہ کوئی گڑھا۔ پھر نہ معلوم آج میرے گھوڑوں پر کونسا سنیچر چڑھا (زور سے ہنٹر مار کر) ارے تمہارا مر جائے دلال۔ کہاں گئی تمہاری پہلے والی چال ارے بدذاتو! آگے تو کوئی چیز بھی نہیں۔ جس سے

چکنے ہو. کس بات سے جھجکتے ہو ے

ہو گیا کیا آج تم کو. کیوں نہیں اُٹھتے قدم
کیا وجہ دم چھوڑ بیٹھے آج اپنا ایک دم
کچھ تھکے ماندے نہیں ہو اور نہ کی منزل کڑی
بے ایمانو! آج تم پہ کیسی آفت آ پڑی

(ہنٹر پہ ہنٹر برساتا ہوا) چلو بدذاتو! چلو ورنہ مارے ہنٹروں کے کھال اتار دوں گا. زیادہ حیل حجت کروگے تو یہیں گولی مار دونگا۔

{گھوڑے زور مارتے ہیں. اور اس کھینچ تان میں گاڑی کے کئی تسمے ٹوٹ جاتے ہیں۔}

نہ گھوڑوں کا قصور ہے. نہ کوئی حیلہ سازی یا بناوٹ ہے بلکہ گاڑی کے نہ چلنے میں کوئی خاص رکاوٹ ہے ے

کسی پوشیدہ طاقت نے پکڑا ہوا ہے میری گاڑی کو
گھوڑے آگے کو کھینچ رہے گاڑی جا رہی پچھاڑی کو
نہیں سمجھ میں آتا طاقت کو انکے کیا دیمک چاٹ گئی
ران کے پرو یا پیروں کو تلوار کونسی کاٹ گئی

(پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے)

سوامی جی ے

دیکھ لے آنکھوں سے اپنے برہمچریہ کی صفات
اور اپنے پریشن کا اثر بھی لے سا کنات

اب نہیں گاڑی ہلے گی جگہ سے زنہار بھی
دو کیا اس میں جوت دے گھوڑے اگر تو چار بھی

وکرم سنگھ (سوامی جی کے پاؤں پکڑ کر) دھنیہ ہو۔ بھگوان دھنیہ ہو میری بھول ۔ میری غلطی ۔ واقعی برہمچاری کی طاقت کے آگے کسی کی بیش نہیں چلتی ہے

برہمچریہ کی جو عظمت ہے نہیں اسکا حساب
میری شنکاؤں کا مجکو مل گیا پورا جواب
آپ کے اُپدیش سے یہ ہو گیا مجکو یقین
آپ پر شنکا کوئی اُتپن ہو سکتی نہیں

تیسرا سین

جودھپور

بھیّا فیض اللہ کا باغ اور بنگلہ

سوامی جی ایک چوکی پر براجمان ہیں ۔ راجہ کرنل سر پرتاپ سنگھ راؤ راجہ تیج سنگھ معہ دیگر اہلکاران ریاست ٹھاکر لوگوں و بھیّا فیض اللہ خاں کے سوامی میں اپستھت ہیں اور مختلف مضامین پر اپدیش و شنکا سمادھان ہو رہا ہے

کرنیل پرتاپ سنگھ۔ آج کا دن ہمارے لئے بڑا ہی سوبھاگیہ ہے۔ جو آپ نے اس طرف کا رُخ کیا۔ اور ہم لوگوں کو اپنے شبھ درشنوں تتھا پوتر اپدیشوں کا اوسر دیا

سوامی جی۔ ہمارا یہی کام ہے۔ اور یہی ہمارے جیون کا پرنیام ہے اس میں نہ کوئی اُپکار ہے۔ نہ کسی پر احسان ہے۔ بلکہ منش ماتر کا اُدھار کرنے میں ہی سنیاسی کا کلیان ہے۔

کرنیل پرتاپ سنگھ۔ ہمیں بھی کوئی سکشا دیجئے۔ جو ہمارے لئے لابھدایک ہو ایسا اپدیش کیجئے۔ جو لوک پرلوک میں ہمارا سہایک ہو۔

سوامی جی۔ بنائے کے سمبندھ میں کسی کا پکش نہ کیا کرو۔ اور کیول ایک پرماتما کی اوپاسنا کیا کرو۔ سوارتھی لوگوں نے جو پرماتما کی انیک مورتیاں اور بھِن بھِن استھان بنا رکھے ہیں۔ اور من مانے نانا پرکار کے پرماتما بنا رکھے ہیں۔ ان کے آگے کداچت سر نہ جھکاؤ۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے دوسروں کو بھی اس اودیک کرم سے ہٹاؤ۔

فیض اللہ۔ ان توہمات اور خرافات سے تو ہمارا مذہب اسلام بالکل پاک اور صاف ہے۔ جیسے اس قسم کے شرکت اور کفر کے کاموں سے سراسر اختلاف ہے۔ قرآن کریم میں اس بات کی صاف تلقین ہے۔ کہ جو شخص سوائے خدا وحدہٗ لاشریک کے کسی کی عبادت کرتا ہے وہ کافر ہے۔ مشرک ہے۔ بے دین ہے۔

سوامی جی۔ بالکل ٹھیک ہے۔ کہنے کے لئے بیشک آپ کا خدا

وحدہٗ لاشریک ہے۔

فیض اللہ۔ نہیں کہنے کے لئے نہیں۔ بلکہ ہر ایک مسلمان اس اصول پر پورے طور سے عامل ہے۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ ہمارا مذہب بالکل کامل ہے۔

سوامی جی۔ ذرا کلمہ تو پڑھیئے۔

فیض اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

سوامی جی۔ دیکھ لی اسلام کی وحدانیت؟ شروع میں ہی شرک کی تعلیم۔ جب محمد صاحب کو اس کا شریک مانتے ہو۔ تو خدا کو وحدہٗ لاشریک کیسے گردانتے ہو۔ ایسا صاف شرک تو پورانوں میں بھی نہیں پایا۔ انھوں نے بھی زیادہ سے زیادہ یہی بتایا کہ وہی جگت کے سوامی پرماتما خود اوتار روپ سے پرتھوی پر آیا۔ پر خو کسی ویکتی کو پرماتما کا شریک تو نہیں بنایا۔

فیض اللہ۔ حضرت صاحب کا نام ہم لوگ بطور رہنما اور پیغمبر کے لیتے ہیں نہ کہ خدانخواستہ ہم ان کو خدا کی برابری کا درجہ دیتے ہیں۔

سوامی جی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خود قرآن نہیں پڑھا ہے۔ بلکہ آپ پر ملاں لوگوں کی سنی سنائی باتوں کا رنگ چڑھا ہے۔ اگر اسلام اور قرآن کے اندر سے محمد صاحب کا نام نکال دیا جائے۔ تو باقی کچھ نظر ہی نہ آئے قرآن میں ایک آیت ہے۔ جس میں خدا کے ساتھ اس کے رسول پر بھی ایمان لانے کی ہدایت ہے۔ دیکھو سورۃ آل عمران آیت ۱۲-۱۳۰۔ نہ صرف یہی کہ اس کے رسول کا حکم بجاؤ۔ بلکہ اس پر ایمان بھی لاؤ۔

دیکھو اسی سورۃ کی آیت ۱۱۶-۱۶۷۔ اگر ان پرمان کی موجودگی میں کبھی خدا کو وحدہٗ لاشریک کہتے ہو۔ تو دنیا کو اندھکار میں رکھتے ہوئے تم خود اندھیرے میں رہتے ہو۔

فیض اللہ۔ تاہم اسلام بُت پرستی کے تو سراسر خلاف ہے۔

سوامی جی۔ بت پرستی کی تم نے ایک ہی سُنائی۔ اس کے سمبندھ میں پورانک چھوٹے اور مسلمان اُن کے بڑے بھائی۔ سچ پوچھو تو جینیوں کے بعد ان لوگوں کو بُت پرستی مسلمانوں نے ہی سکھلائی۔ ہندوؤں نے تو ایسی مورتیاں بنائی۔ جن کا سادھارن تول ناپ ہے مگر مسلمان اتنے بڑے پتھر کو پوجتے ہیں۔ جو ان مورتیوں کا بھی باپ ہے۔ جو لوگ حج کرنے جاتے ہیں۔ وہ یا تو "مکے" کے ارد گرد گھومتے ہیں۔ یا سنگ اسود کو چومتے ہیں۔ اس کے علاوہ "مکے" کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔ مسجد کو خدا کا گھر ماننا۔ قبر پرستی۔ تعزیہ پرستی سب کے سب مورتی پوجا کی ذیل میں آتے ہیں۔ اس پر بھی آشچریہ ہے کہ مسلمان اپنے آپ کو توحید پرست بتلاتے ہیں۔ توہمات اور خرافات کے لحاظ سے تو مسلمان اور ہندو پہلو بہ پہلو چل رہے ہیں۔ اور دونوں کے دونوں ایک ہی سانچے میں ڈھل رہے ہیں۔ ہندو مردہ پتروں کے نام پر شرادھ کراتے ہیں مسلمان مردہ روحوں کے نام پر درود اور فاتحہ دلاتے ہیں ہندوؤں نے تیرتھ یاترا سے مکتی مانا ہے مسلمانوں نے حج کرنے سے نجات جانا ہے ہندوؤں نے سورگ کا ڈھونگ بنایا ہے۔

مسلمانوں نے بہشت کا نقشہ دکھایا ہے۔ ہندوؤں نے سورگ
میں اپسرائیں بتائیں۔ مسلمانوں نے حوروں کے علاوہ خوبصورت لونڈوں
کی تعداد بڑھائی۔ بلکہ قرآن نے تو جو بہشت کی تصویر دکھائی ہے۔
اسے دیکھکر کہنا پڑتا ہے کہ یہ کتاب خدا تعالیٰ نے تو کیا معمولی انسان
نے بھی نہیں بنائی ہے۔

فیض اللہ۔ توبہ۔ توبہ ایسا سخت کلام؟ قرآن شریف پر اس قسم کا
واہیات الزام؟ اس کے متعلق کوئی حوالہ یا برہان ہے یا محض
آپ کی زبان ہے۔

سوامی جی۔ یہی تو گھاٹا ہے۔ کہ آپ لوگوں نے قرآن پڑھا نہیں بلکہ
جانا ہے۔ ذرا کھولا دو چار ورقوں کو ادھر اُدھر سے ٹٹولا ماتھے سے
لگایا۔ اور جزدان میں ڈال کر کھونٹی سے لٹکایا۔ اگر پڑھا بھی تو نہ
اس کے ارتھ سمجھے نہ معنے وہ پڑھنا ایسا ہی ہے۔ جیسے پتھر کی مورتی
کو سونے کے گہنے۔ اگر مجھ سے ہی برہان مانگتے ہو تو لیجیے۔ ذرا قرآن کھول
کر اس کا مطالعہ کیجیے۔ جس میں نہ صرف حور اور غلمان کا ذکر اذکار
ہے۔ بلکہ دودھ، شہد۔ یہاں تک کہ شراب کی نہروں کی بھی بھرمار
ہے۔ ملاحظہ کیجیے۔ قرآن سورۃ بقر آیت ۲۳۔ سورۃ ص آیت
۴۱۔۵۰۔۵۰۔۷۰۔۷۳۔۸۰، سورۃ محمد آیت ۱۴۔۱۳۔۱۵۔ سورۃ
قیامت۔ آیت ۱۹۔۳۱

فیض اللہ۔ لاحول ولا قوۃ۔ اس قدر دلیری؟ اتنی سخت تنقید؟

کہاں یہ توہمات کہاں قرآن مجید۔ سوامی صاحب! زمانہ نازک ہے وقت خراب ہے۔ نہ کسی کا ڈر ہے۔ نہ خطرہ عذاب ہے۔ ورنہ ؎

راج گر ہوتا مسلمانوں کا یاں پر آج کل
رہ نہ سکتے آپ زندہ کر دیئے جاتے قتل
اب ہوا کچھ اور ہے اور سلطنت کچھ اور ہے
ہو رہے بے بس مسلماں وقت کا یہ دور ہے

سوامی جی۔ میں بھی سمجھ کے الوسار نیتی سے کام لیتا ہوں! ایسے سر پھروں کے پیچھے دو چار من چلے راجپوتوں کو لگا دیتا ہوں ؎

اگر ہوتا یہاں پر راج اکبر کے سپوتوں کا
تو دنیا سے نشاں کیا مٹ گیا تھا راجپوتوں کا
اگر اب بھی کوئی تم سا ستم ایجاد باقی ہے
تو بھارت میں ابھی پرتاب کی اولاد باقی ہے

فیض اللہ۔ سادھو دیکھے۔ سنیاسی دیکھے۔ ویراگی دیکھے۔ اوداسی دیکھے تپسوی دیکھے تیاگی دیکھے۔ یوگی دیکھے۔ انوراگی دیکھے۔ اپنی عمر میں بہتیروں کو آزمایا۔ مگر آپ جیسا بے نظیر اور ہمہ صفت موصوف انسان دیکھنے میں نہ آیا۔ جہاں آپ انکساری اور شانتی کے بھنڈار ہیں۔ وہاں بے خوفی اور نڈرتا کے بھی اوتار ہیں ؎

عمر بھر میں بہت سا میں نے ہندستان دیکھا ہے
نہیں دیکھا نہیں ہے آپ سا اب تک کوئی انسان دیکھا ہے

ہر ایک اوصاف میں پورا ہر ایک ودیا میں لاثانی
کہ جسکے سامنے آ کر فرشتے بھی بھریں پانی

{ مہاراجہ جسونت سنگھ نرالئے جودھپور اپنے خاص خاص مشیروں کے آتے ہیں }

مہاراجہ جسونت سنگھ۔ (دنڈوت ہو کر) مہارانا سجن سنگھ کی اطلاع کے انوسار مجھے بہت دنوں سے مہاراج کے درشنوں کی ابھلاشا تھی شبھ آگمن کے لئے آپ کا دھنباد کرتا ہوں۔

سوامی جی۔ کلیان ہو۔ چرنجیو رہو۔ کہئے آپ کا شریر تو ارد گیہ ہے راج پریوار میں ہر پرکار سے کشل ہے۔

مہاراجہ۔ ہر پرکار سے پربھو کی کرپا اور مہاراج کا آشیرواد ہے۔ کئی کارنوں سے اتنے دن سیوا میں حاضر نہ ہو سکا جس کے لئے کشما چاہتا ہوں۔ یدپی میں نے اپنے بھائی کرنل پرتاپ سنگھ جی کو آپ کی سیوا کے لئے نیت کر دیا تھا۔ تاہم اگر ہٹل سیوا میں کسی پرکار کی نیونتا رہ گئی ہو۔ تو اس کے لئے بھی کشما کا پرارتھی ہوں۔

سوامی جی۔ ہم سنیاسی لوگ بھوک پیاس گرمی سردی اتیادی ہر پرکار کے کشٹ سہتے ہیں۔ اس لئے کسی وششٹ ہٹل سیوا کے محتاج نہیں رہتے ہیں۔ یہ آڈمبر تو گرہستی لوگوں کو ہی شوبھا دیتے ہیں ہم لوگ تو دکھ میں بھی سکھ کا ہی آنند لیتے ہیں۔

مہاراجہ۔ یہ ستیہ ہے۔ پرنتو ہم گرہستی لوگوں کو آپ جیسے مہاتما دل

کی سیوا کا اوسر سو بھاگیہ سے ہی پراپت ہوتا ہے۔ اور آپ کے درشنوں تھا اپدیشوں سے ہی ہم لوگوں کا دُکھ سماپت ہوتا ہے۔ اور سکھ پراپت ہوتا ہے۔

سوامی جی جس پرکار کسی اوشدھی کا نام لینے یا اس کے دیکھنے سے کسی روگی کا روگ نہیں ٹوٹ سکتا۔ اسی پرکار کیول ہمارے درشن ماتر سے کوئی پرانی کشٹ یا دُکھ سے نہیں چھوٹ سکتا۔ یدی سکھ کی اچھا ہے۔ تو پرتی دن یہاں آیا کیجیے۔ اور ہمارے ستیہ اپدیشوں سے لابھ اُٹھایا کیجیے۔ اپنے دن چریا کو سدھاریئے۔ آلس اور پرماد میں اپنا جیون نہ گذاریئے۔

مہاراجہ۔ اگر گھر میں آئی ہوئی گنگا میں بھی غوطہ نہ لگا سکا۔ تو مجھ سا کرم ہین کون ہوگا۔ ابھاگا یدی اب بھی آپ کے ستیہ اپدیشوں سے لابھ نہ اُٹھایا۔ تو مجھ سا من ملین کون ہوگا۔ میں یتھا شکتی اوشیہ سیوا میں آیا کروں گا۔ اگر میں کسی کارن سے کبھی نہ آسکا۔ تو آپ کو راج بھون میں بلایا کروں گا۔

آپ ایسے مہانو بھاؤں کے درشن قسمت سے ملتے ہیں
ہم لوگ گرہستی کیڑے ہیں جیون کو اکارتھ کھوتے ہیں
کیول درشن سے ہی میرا تو بھاگ بہت کچھ جاگا ہے
اپدیش اگر ہو ساتھ تو وہ سونے پر اور سہاگہ ہے

سوامی جی۔ جب آپ کا من ستیہ اور نیائے کی طرف لگے گا۔ تو

آپ کا بھاگ ادشیہ جگیے گا۔ آپ نے آرام بھی کرنا ہوگا۔ اور اپنا راج سمبندھی کام بھی کرنا ہوگا۔ اس لئے میں آپ کو زیادہ کشٹ نہیں دینا چاہتا۔ اور آپ کا سمے بھی ادھک نہیں لینا چاہتا ہے

آپکی اِک اِک گھڑی ایک ایک پل بہو مولیہ ہے
آپ کا جتنا سمے ہے۔ وہ سورن کے تلیہ ہے
آپ نے کرنا ہے اپنا کام بھی آرام بھی
ہے ہمارا کام تو یہ صبح بھی اور شام بھی

مہاراجہ۔ بہت اچھا مجھے آگیا دیجئے۔ کسی چیز کی ادشیکتا ہو تو اس میں سنکوچ نہ کیجیے۔

سوامی جی۔ سوائے دو وقت کے بھوجن کے ہر ایک چیز دل سے فراموش ہے۔ اگر وہ بھی نہ ملے تو بھی سنتوش ہے۔

(مہاراجہ جبونت سنگھ رشی کے قدمبوس ہو کر رخصت ہوتا ہے)

چوتھا سین

جودھپور کا راج بھون ۸

(مہاراجہ جبونت سنگھ ایک مکلف کوچ پر بیٹھے ہوئے ہیں ننھی جان ویشیا اپنے مخصوص ناز و انداز سے ان کے پہلو میں بیٹھی ہوئی ہے شراب کا دور چل رہا ہے۔ اور محفل رقص و سرود گرم ہے۔)

ویشیاؤں کا گانا

پھول مارا گھائل سینہ کرڈارا ہمارا بیدردی نے

دیکھو دیکھو نہ بہیاں میری مروڑ ہاتھ جوڑوں جی جاؤ چھوڑو چھوڑ

کیا ہیں یہی پریم کی رسمیں ہورہا درد میری نس نس ہیں

کرجوری سُن موری۔ برجوری کیوں توری

پھول مارا ... ...

جاؤ جی جاؤ ہم سے کاہے کرو تکرار

مانت نا سرکار

دیکھی نئی پریم کی ریت ہم سے نبھے نہ ایسی پریت

ترپاؤ۔ کلپاؤ۔ مسکاؤ۔ ہٹ جاؤ۔

پھول مارا ...

ناٹک

مہاراجہ۔ واہ وا! خوب نزاکت دکھائی۔ ایک پھول کے لگنے سے ایسی کج ادائی؟

رنڈی۔ (آداب بجاکر) اگر اب بھی نہ دکھائی جائے گی۔ تو پھر یہ نزاکت کس روز کام آئے گی۔

مہاراجہ۔ نہیں جان! نہیں نہیں میری جان! آج تو میرا دل تمہارے

ملکہ سے کچھ سُننے کو چاہتا ہے۔

ننھی جان۔ یہ مہاراج کی قدر افزائی ہے۔ جو لونڈی کی نسبت زبان مبارک جنبش میں آئی ہے۔

مہاراجہ۔ تم اس قدر کسر نفسی کا اظہار نہ کیا کرو۔ اور اپنا نام اس قدر گراکر نہ لیا کرو۔ جس کی اس قدر شان ہو۔ جو نازنین ہمارے پہلو میں براجمان ہو ذرا سوچو تو سہی۔ پھر بھی وہ لونڈی ہی رہی۔

ننھی جان۔ یہ سچ ہے راجہ کے گھر آئی۔ اور رانی کہلائی۔ تو بھی اگر میں آسمان کا ستارہ بھی بن جاؤں گی۔ آپ کی تو پھر بھی لونڈی ہی کہلاؤں گی۔

مہاراجہ۔ اچھا اب ذرا تکلیف اُٹھاؤ۔ اور کوئی پھڑکتی ہوئی غزل سُناؤ

ننھی جان۔ جیسا ارشاد۔

ننھی جان کا گانا

کوچہ یار میں کل کی یہ صدا گل لالہ
ایک دل بیچتا ہوں ہے کوئی لینے والا
دل فروشی کی صدا سن کے یکا یک گھر سے
مست ناز آگیا دروازے پہ ہونے والا
پس مجھے دیکھ کے خوش ہو کے وہ یوں کہنے لگے

ہاں ابھی کون پکارے تھا کھڑا دل والا
عرض کی میں نے کہ موجود ہوں حاضر ہے یہ دل
دل ہوں میں بیچتا موجود ہوں میں دل والا
پھر جو کچھ آگیا دل میں تو اٹھا کر دل کو
لے لیا ہاتھ میں اور خوب سا دیکھا بھالا
وائے تقدیر کہ کچھ سوچ کے بولا ظالم
جنس ناقص ہے اٹھا میں نہیں لینے والا

ناٹک

مہاراجہ ۔ واہ وا آج تو خوب بال کی کھال نکالی جارہی ہے طرح طرح کی نازک خیالیوں کی داغ بیل ڈالی جارہی ہے ۔

ننھی جان ۔ یہ مہاراجہ کا حسن اخلاق ہے ۔ ورنہ سچ تو یہ ہے کہ کوئی بے سری جارہی ہے ۔ کوئی بے تالی جارہی ہے ۔

مہاراجہ ۔ نہیں نہیں کہیں پھولوں سے سینے گھائل ہو رہے ہیں ۔ کوئی دل جلے دلفروشی پر ہی مائل ہو رہے ہیں ۔

تمام رنڈیاں ۔ (آداب بجا کر) قدردانی کے لئے مہاراج کا دھنباد ہے ۔ اب کیا ارشاد ہے ۔

مہاراجہ ۔ ننھی جان کے سوا سب کو اجازت ہے ۔

(تمام کنجر ٹولہ چلا جاتا ہے)

ننھی جان۔ (مہاراجہ کے پہلو میں بیٹھکر) مہاراج! آج تو طبیعت کچھ اداس ہے،
مہاراجہ۔ (شراب کا گلاس اس کے منہ سے لگا کر) لیجئے تمہارا غم غلط کرنے
والی چیز ہمارے پاس ہے۔
ننھی جان۔ یہ میری خوش نصیبی ہے۔ جو مہاراج اس ناچیز سے اس
قدر محبت کرتے ہیں ؎

نہ صورت ہے نہ سیرت ہے نہ ہے کچھ حُسن لاثانی
لیاقت اور سلیقے کی جگہ ہے محض نادانی
ادا انداز نخرے ناز بھی مجکو نہ آتے ہیں
مگر پھر بھی مجھے مہاراج آنکھوں پر بٹھاتے ہیں

مہاراجہ۔ عشق کا دیوتا جس کی پوجا کرواتا ہے۔ اس کی کرتے ہیں۔
جس کا پانی بھرواتا ہے۔ اس کا بھرتے ہیں ؎

نہ مطلب ناز نخرے سے نہ سیرت سے نہ صورت سے
مگر مطلب ہے ہم کو تو وہ ہے کیول محبت سے
حضرتِ عشق کا قانون دنیا سے نرالا ہے
الگ اس کا معلم ہے الگ ہی پاٹھشالہ ہے

سوامی جی۔ (سائیڈ سے) اندھیر۔ اندھیر۔ اندھیر۔ مہاں اندھیر۔ کہاں
ایک کتا اور کہاں شیر۔ اس قدر اندھیر؟ اتنا اتیا چار؟ اس سا جیون
پر دھکار۔ اس کشتری بن پر دھکار ؎

عقل پر پڑ گئے پتھر سمجھ کو لگ گیا تالا

تو ہو کر چھتری کرتا ہے اک کُتیا سے مُنہ کالا
کلنکت کل کیا بٹہ لگایا راجپوتی کو
تو منہ سے چاٹتا ہے بے حیا چمڑے کی جوتی کو

ننھی جان۔ مہاراج! میں تو خدا سے ہر روز یہی دعا مانگتی ہوں کہ ہمارے ملے ہوئے دل قیامت تک نہ ٹوٹیں۔ جب تک زندہ ہوں حضور کے قدم مجھ سے نہ چھوٹیں ؎

جو تھے ارمان دل کے سب وہ اللہ کی قسم نکلے
قضا آ جائے جس دن تو انہی قدموں میں دم نکلے
تمنا ہے یہ دل کی میری قسمت اور چڑھ جائے
میرے چمڑے کی جوتی آپ کے پاؤں میں پڑ جائے

سوامی جی ؎

گرے تیرے پہ بجلی اور اس کو سانپ لڑ جائے
یہاں بیٹھے ہی دونوں پر اچانک موت پڑ جائے
زمیں میں غرق ہو یا آگ سے پیچل جل جائے
گرے آکاش تم پر یا چھری گردن پہ چل جائے

مہاراجہ۔ غضب ہو گیا۔ اندھیر ہو گیا۔ وہ دیکھو مہرشی دیانند آ رہے ہیں جنہیں دیکھ کر ہمارے تو اوسان اُڑے جا رہے ہیں۔

ننھی جان۔ اب کیا بنائیں۔ کدھر کو جائیں۔

مہاراجہ۔ (نوکروں سے) ان کا چوپال اُٹھاؤ۔ اور جلدی کسی مکان میں پہنچاؤ

(نوکر نہی جان کا چوپان اٹھاتے ہیں۔ گھبراہٹ میں ایک طرف سے چوپان جھک جاتا ہے۔ مہاراجہ خود اسی طرف سے چوپان کو سہارا دے کر اٹھواتے ہیں۔ اسی اثنا میں سوامی جی تشریف لے آتے ہیں)

مہاراجہ۔ (ہاتھ جوڑ کر) رشی ور نمسکار ہو۔

سوامی جی۔ خاموش۔

مہاراجہ۔ اس سیوک سے ایسا کونسا قصور ہوا۔ جو مہاراج کے کرودھ کا اس قدر ظہور ہوا۔

سوامی جی۔ مجھے بناتے ہو۔ باتوں میں بہلاتے ہو۔ راجن! یدی تم شبدوں کے بنے ہوئے ہو تو میں اکشروں کا بنا ہوا ہوں۔ ابھی ابھی یہاں کیا کرم ہو رہا تھا۔

مہاراجہ۔ نہیں مہاراج! یہاں تو کچھ بھی نہیں ہو رہا تھا۔

سوامی جی۔ (ڈانٹ کر) کچھ کیوں نہیں ہو رہا تھا۔ سب کچھ ہو رہا تھا۔ یوں کیوں نہیں کہتا کہ میں باپ کا بیج بو رہا تھا۔ باپ دادا کا نام ڈبو رہا تھا۔ منش جیون کو اکارتھ کھو رہا تھا۔ دھرم اور کرم کی لٹیا ڈبو رہا تھا۔ اپنے شریر کے انمول رتن سے ہاتھ دھو رہا تھا۔ اور کتا تر دھرم تیرے سرہانے کھڑا اپنی پراربدھ کو رو رہا تھا۔ اتنا کچھ ہونے پر بھی کہتا ہے کہ یہاں کچھ نہیں ہو رہا تھا ؂

نہیں معرپارِ ترانے تھے کہیں ٹھمری تھی سرگم تھی

کہیں پر دور مے کا تھا کہیں گھنگرو کی چھم چھم تھی
کسی کا مسکرانا تھا کسی کی آنکھ پر نم تھی
شرافت سسکتا کرتی سرہانے تیرے ماتم تھی

ادھرم ادریاپ ہنستا تھا دھرم اور گیان روتا تھا
کو نام اپنا وا پنے باپ دادا کا ڈبوتا تھا
مہاراجہ ۔ یہ آپ نے کیا فرمایا ۔ میری تو کچھ سمجھ میں نہ آیا ۔

سوامی جی کا گانا

میں نے دیکھا یہاں ایسا انوچیت کرم تھا اچنبھا یہ کیا آرہا ہے نظر
کھڑے ہوسکا اور نہ جانے کے قابل رہا سوچتا تھا یہاں آگیا بھول کر
میں نے دیکھا یہاں ۔۔ ۔۔
سنگھ آسن پہ بیٹھیا کلیلیں کرے پھر تو کہتا ہے اپنے کو چھتری تیز
لوک لاج اور کل کی نہ ہے کچھ شرم اور نہ پرماتما کا ہے خوف و خطر
میں نے دیکھا یہاں ۔۔ ۔۔
بھوگ کنیا سے کرکے آپ شا کرے تیرے محلوں میں ہونگے پیدا کنور
ہونگے کتے ہی او تین کنیاؤں سے موڑھ سی موڑھ بھی جانتا ہے بشر
میں نے دیکھا یہاں ۔۔ ۔۔ ۔۔
تیرے ویرج سے کنیا جو پیدا ہوئی وہ کرے پیشہ بازار میں بیٹھکر
تیرے کل کا وہ پھیلائیگی خوب یش نام دنیا میں کردیگی تیرا امر

میں نے دیکھا یہاں ... ...

نیچ تیرا نسل کنجروں کی بڑھے آہ تیرت ہوگئے راجپوت اسقدر

ڈوب مر چلو پانی میں جاکر کہیں شرم غیرت کا مادہ ہی دنیا میں اگر

میں نے دیکھا یہاں ... ...

ننگھ بنکر زمانے کی تے جا بٹاتا نام کا بھی نہ تجھ پر ہوا کچھ اثر

نام جسونت سنگھ اور کرم یہ تیرا جو نہ کرتے ہیں کتے نہ کرتے ہیں خر

میں نے دیکھا یہاں ... ...

ناٹک

ادا دھرمی کل گھاتی! تجھے یہ نیچ کرم کرتے ہوئے شرم نہیں آتی اپنی طرف دیکھ۔ اور اپنے خاندان کی طرف دیکھ۔ ایک کتیا کی طرف دیکھ اور اپنی شان کی طرف دیکھ۔ نہ کل کی شرم نہ اپنی عزت کا پاس ارے سنگھ کے آسن پر کتیا کا نواس ہے؟ جو منش کتیا سے بھوگ کر کے کنور پیدا ہونے کی آس کرتا ہے۔ وہ کیول مورکھتا کی بکواس کرتا ہے دھرم اور کرم تو تمہاری طرف سے بھاڑ میں گیا۔ پرنتو شوک ہے کہ تم لوگوں نے راج نیتی تک کو بھی نہیں پڑھا۔ یہی کارن ہے کہ سنسار میں اتنا اتیاچار بڑھا۔ راجہ تھا پرجا۔ راجہ کے آچار کا پرجا پر خاص پربھاؤ پڑتا ہے۔ جب ننگ میں راجہ ننگا ہوا ہو وہی رنگ پرجا پر چڑھتا ہے جس راجہ کے آچرن کا ایسا برا حال ہے۔ اُس کی پرجا سے سدا چار

کی آشا کرنا سخت محال ہے۔ ذرا سوچ کہ تیرے چال چلن کا تیری پرجا پر کیا اثر پڑا ہوگا۔ تیری مثال کوے کرکتوں کا آچرن بگڑا ہوگا۔ اسی برتے پر کشتری ہونے کا دم بھرتا ہے۔ اسی اوستھا پر اپنی راجپوتی پر فخر کرتا ہے؟ کہیں ڈوب کر نہیں مر جاتا ہے۔ ان ہی کرتوتوں پر اپنے آپ کو سنگھ کہلاتا ہے۔ سنگھ تو کسی دوسرے کا مارا ہوا شکار کبھی نہیں کھاتا۔ خواہ بھوکا رہ کر دن کاٹتا ہے۔ مگر تو سنگھ ہو کر تمام سنسار کی قے چاٹتا ہے ؎

راجپوت ہو کر کرے تو اس قسم کے نیچ کام
کیا نہیں تیرے لئے یہ ڈوب مرنے کا مقام
کونسا ہے کُل تیرا۔ اس کل کی کیا مریاد ہے
نام تیرا کیا ہے تو کس باپ کی اولاد ہے

مہاراجہ جسونت سنگھ کا گانا

معاف کیجئے رشی ور یہ میری خطا ایسی غلطی کرونگا نہ پھر بھول کر
جو ہوا میری اگیانتا سے ہوا میں گنہگار ہوں کیجئے درگزر
معاف کیجئے رشی ور۔۔۔

نشٹ اپنا دھرم اور کرم سب کیا لوک پرلوک میرا گیا سب بگڑ
کل کلنکت کیا باپ سر پر لیا آنکھ میری نہ پھر بھی کھلی تھی مگر
معاف کیجئے رشی ور۔۔۔

سنگھ بنکر بلاشک میں گنتا رہا چھا گیا ایسا پردہ میری عقل پر
کیا ایسا کرم سب اُتاری شرم لاج دنیا کی تھی اور نہ ایشور کا ڈر
معاف کیجئے رشی ور . . . . . .

لابھ اور ہان کی بھی خبر تھی نہ کچھ کیا گڑ تا ہے اور کیا رہا ہے سنور
رات دن تھا مگن ان خیالات میں اور یہی کام تھا میرا آٹھوں پہر
معاف کیجئے رشی ور . . . . . .

کل زمانے نے سمجھایا مجھکو بہت بس ادھر سے سُنا اور نکالا اُدھر
بان روپی جو اپدیش ہے آپ کا کر گیا وہ کلیجے پہ میرے اثر
معاف کیجئے رشی ور . . . . . .

نام لوں آج سے جو میں اس کام کا منہ دکھاؤں نہ پھر آپکو تا عمر
آپکی مہربانی سے اے مہرشی گیا جسونت سنگھ کا یہ جیون سدھر

ناٹک

آپکا فرمانا بالکل صحیح۔ بلاشک میری گراوٹ اور نیچتا کی کوئی حد نہیں رہی۔ میری بدھی پر اگیان اور جہالت کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ وشے باسنا کا بھوت میرے سر پر چڑھا ہوا تھا۔ سمجھانے والوں نے مجھے بہتیرا سمجھایا۔ اپنا سارا زور لگایا۔ پرنتو میں کسی کے کہنے سننے کو خاطر میں نہ لایا۔ ہر ایک کی نصیحت کو باتوں باتوں میں اُڑایا پرنتو آپ کے اپدیش نے میری سوئی ہوئی شکتیوں کو جگا دیا

کام دیو کے بھوت کو آپ نے تیج روپی باتوں سے مار کر بھگا دیا۔ اور میرے جیون کے منجدھار میں پڑے ہوئے بیڑے کو پار لگا دیا۔

(قدموں میں گر کر) ے

مرتے دم تک بھی نہ بھولوں گا میں اس اُپکار کو
پشو سے انساں بنایا مجھ خدائی خوار کو
آج سے اس پاپ کا لونگا نہ ہرگز نام بھی
آپ کی مالا جپوں گا صبح بھی۔ اور شام بھی

سوامی جی کا گانا

بس سنبھل تیرا ابھی نہ بگڑا ہے کچھ جس جگہ جاگے سمجھو وہیں دن چڑھا
اس قدر ہی غنیمت ہے تیرے لئے تو سَرُوپ اپنا پہچاننے لگ پڑا
بس سنبھل ۔۔۔۔۔۔۔
کسی انساں کے آگے مت سر جھکا رچی اپنی تو ایشور کی جانب بڑھا
رکھ پوتر تو اپنی دسوں اندریاں کوئی ستر و نہ سنمکھ رہیگا کھڑا
بس سنبھل ۔۔۔۔۔۔۔
موت اسکی ہوئی سنسار میں کام کے بھوت سے جو کہ کائر ڈرا
ہوگیا وہ امر اور جیتا وہی جو وشئے باسناؤں سے ڈٹ کر لڑا
بس سنبھل ۔۔۔۔۔۔۔
ہاں اگر بات سن لے میری دھیان سے کہنے میں اور نبھانے میں انتر بڑا

یہ نئی بات کوئی سادھارن سی ہے رکھو یہ نشچے کہ ہے امتحاں یہ بڑا
بس سمبھل ... ...

کام کا دیو بیشک زبردست ہے۔ مگر اس کیلئے جو گیا اڑ کھڑا
آگے اس کے نہ بالکل یہ دم مارتا اس سے ڈر کر نہ وہ شخص پیچھے مڑا
بس سمبھل ... ...

راجپوتی کی اپنی تو رکھو کچھ شرم لوٹ بنجا تو بالکل ہی کچا گھڑا
ساکھشات ہو جائیگا تو جسونت سنگھ وہ کچھ دنوں تک بھی ہمسے اگر تو بڑا
بس سمبھل ... ...

مہاراجہ جسونت سنگھ کا گانا

میں نہ بھولونگا احسان یہ آپکا آپنے میرا جیون بچایا رشی
میں بہا جا رہا تھا نرک کنڈ میں کر پکڑ کر کنارے لگایا رشی
میں نہ بھولونگا ... ...

تھا نپٹ اندھا مارگ کو بھولا ہوا آپنے سچا مارگ دکھایا رشی
روگ ایسا لگا تھا مری جان کو بن علاج اور دوائی مٹایا رشی
میں نہ بھولونگا ... ...

دھن دھرم آبرو لاج شرم و حیا میں نے ان سب کو بٹہ لگایا رشی
مان مریاد ساری ملی خاک میں جیون اپنا اکارتھ گنوایا رشی
میں نہ بھولونگا ... ...

اب بھی اسکو غنیمت سمجھتا ہوں میں میری قسمت نے پلٹا جو کھایا رشی
الٹ پلٹ ہو رہا تھا وشے بھوگ میں تم نے پلٹ دی میری کایا رشی
میں نہ بھولونگا ... ...
ہر طرح شونیہ تھا دھرم اور گیان سے مجھ شودت کو انسان بنایا رشی
اس جگہ چرن آتے نہ گر آپکے ہو گیا تھا میرا تو صفایا رشی
میں نہ بھولونگا ... ...
بن پڑھائے ہی سب کچھ مجھے مل گیا بن جاؤں جانے کیا گر پڑھایا رشی
آپکے درشنوں نے ہی جسونت سنگھ کو تو مٹی سے سونا بنایا رشی
میں نہ بھولونگا ... ...

سوامی جی کا گانا

نام ماتر تھا ابتک تو جسونت سنگھ نام تک کا نہ تھا گیان جسونت سنگھ
ساکشات اب بنا ہے تو جسونت سنگھ لیا اپنے کو پہچان جسونت سنگھ
نام ماتر تھا ... ...
جس اوستھا میں کرتا تھا جیون بسر تجھ سے اچھے تھے حیوان جسونت سنگھ
کر شکر اس دیالو پتا کا کہ تو بن گیا آج انسان جسونت سنگھ
نام ماتر تھا ... ...
ایک کتیا کو پہلو میں دیکھا ترے اڑ گئے میرے اوسان جسونت سنگھ
کون وہ کون تو کیا یہ ہے ماجرا دیکھکر تھا یہ حیران جسونت سنگھ

نام ماتر تھا . . . .

تیرے کل کے تیرے تیری سنتان کے تھے تباہی کے سامان جسونت سنگھ
تیری قسمت جگی دل پہ ٹھوکر لگی ہوئے ایشور مہربان جسونت سنگھ

نام ماتر تھا . . . .

ان وشے باناؤں سے رہنا الگ یہ بڑے بھاری شیطان جسونت سنگھ
نام سنسار سے اس نش کا مٹا جو ہوا ان میں غلطان جسونت سنگھ

نام ماتر تھا . . . .

یاد رکھنا نصیحت میری آج کی پھر نہ بنجانا نادان جسونت سنگھ
تیرے پیچھے ہمیشہ پھیرینگے نہیں ہم ہیں دو دن کے مہمان جسونت سنگھ

نام ماتر تھا . . . .

مہاراجہ جسونت سنگھ کا گانا

ہو جائے دنیا چاہے ادھر سے ادھر اب بات سے پھریگا نہ جسونت سنگھ
جس گڑھے سے نکالا مجھے آپنے اُس گڑھے میں گریگا نہ جسونت سنگھ

ہو جائے دنیا . . . .

جو اصل کی نسل اور اصل کا جنا باپ پھر یہ کریگا نہ جسونت سنگھ
کھل گئی آنکھیں اب جانکر بوجھ کر زہر کھا کر مریگا نہ جسونت سنگھ

ہو جائے دُنیا . . . .

قول اپنے سے ہو کر کبھی منحرف نرک میں پھریگا نہ جسونت سنگھ

چاہے سونے کی بنکر بھی آجائے وہ اُسکے ہتھے چڑھے گا نہ جسونت سنگھ
ہوجائے دنیا ... ...
جس جگہ ایسی باتوں کا چرچا بھی ہو اس جگہ پر گھرٹگا نہ جسونت سنگھ
جس مدرسہ میں اتبک تمھارا پڑھتا رہا وہ پڑہائی پڑھیگا نہ جسونت سنگھ
ہوجائے دنیا ... ...
اپسرائیں بھی آئیں سورگ کی اگر دھیان اُن پر دھریگا نہ جسونت سنگھ
ایک اپنی اردھانگنی کے سوا غیر کا سنگ کرے گا نہ جسونت سنگھ
ہوجائے دنیا ... ...
کام دیو آجائے اب بھی روپ میں کسی بھے سے ڈریگا نہ جسونت سنگھ
ان وشے باسناؤں کے پھندے میں اب بھولکر بھی پڑیگا نہ جسونت سنگھ
ہوجائے دنیا ... ...

ناٹک

سوامی جی پرمیشور تمھیں اپنی اس پرتگیا پر درڑھ رہنے کا بل دے۔ گیان دے۔ بدھی دے۔ یہ عقل دے نصیحت اگرچہ خود کڑوی ہے۔ مگر اسکا پھل میٹھا اور مزے دار ہوتا ہے۔ جو منش اس کا سیون کرتا ہے۔ اس کا لوک اور پرلوک سے بیڑا پار ہوتا ہے۔ اگر اپنے ان وچنوں کو جان کے ساتھ نبھاؤگے۔ تو سنسار کے تمام دُکھوں سے چھوٹ جاؤگے۔ سوئم سُکھ پاؤگے۔ اپنے پوروجوں کا یش سنسار میں پھیلاؤگے اپنی

سنتان کو ایک آدرش سنتان بنادو گے

دیکھنا پھر گھرست بن جائے گا ترا سورگ دہام
سُکھ بڑھے گا یش بڑھے گا تو بھی ہوگا نیکنام
کیرتی کل کی بڑھے گی نیک ہو اولاد بھی
دنیا میں قائم رہے گی مان بھی مریاد بھی

مہاراجہ۔ آپ کا یہ اُپکار نہ کیول مجھ پر بلکہ میرے خاندان پر میری سنتان پر میری پرجا پر جب تک میں اور میری نسل دُنیا کے اندر قائم ہے۔ ہمیشہ سورج کی طرح چمکتا رہے گا۔ جس کا راگار اور اندھکار سے آپ نے مجھے نکالا ہے۔ اس کے لئے میرا ایک ایک روم آپ کا دھنباد کرتا ہے۔ میں اور میرا خاندان آپ کے اس احسان کو مرنے دم تک نہ بھلائیگا۔ اور جودھپور کے اتہاس میں آپ کا نام سنہری اکشروں سے لکھا جائے گا۔

کونسے منہ سے کروں میں مہرشی کا دھنباد
کردیا اُجڑا ہوا گھر آپ نے میرا آباد
کچھ دنوں تک آپ کے آتے نگریاں پر قدم
اس میں بالکل شک نہیں ہے ہوگئے تھے نشٹ ہم

سوامی جی۔ پرماتما کا دھنباد کرو۔ اور اُسی کا اُپکار مانو۔ اُسی کے آگے سر جھکاؤ۔ اور اُسی کی مہربانی جانو۔ پرماتما تمہیں بل دیں کہ تم اپنے اس ورڑھ برت کا پورن روپ سے پالن کرو۔ اور سوائے اپنی

سروشکتیمان کے کسی منش سے نہ ڈر دیہم جاتے ہیں۔ ہمارا آشیرواد لیجئے۔ آپ بھی آرام کیجئے۔

{سوامی جی وہاں سے روانہ ہوتے ہیں۔ اُن کے جانے کے بعد ننھی جان دلشبا آجاتی ہے۔}

ننھی جان۔ کمبخت نے کیسا رنگ میں بھنگ ڈالا۔ نہ معلوم اچانک کہاں سے آ سر نکالا۔

مہاراجہ

دیو سدبو کرے رکشا وہی باپ سے آپ بچاوت ہے
وہی گونگوں کو بانی دیا۔ اندھوں کو راہ دکھاوت ہے
ستیہ نام وہی سکھ دھام وہی وہی بگڑی بات بناوت ہے
وہی دین آدھین کی نیا کھویا بن کر پار لگاوت ہے

ننھی جان۔ میرے تو درشنوں کے انتظار میں دیدے پھٹے رہے ہیں اب یہ کیا اوت پٹانگ بانی رٹ رہے ہیں۔

مہاراجہ

تباہا تباہوا لا راستہ دکھانیوالا جو کچھ وہ رٹا گیا ہے وہی میں بھی رٹتا ہوں بیون دیبی بیتک کے جو تیرے ہیں جہاں کاٹے دیکھتا انھیں اور انہی کو لیتا ہوں سمے ہو گیا وشیت دکھ اُسکی ہار جیت آگے کبھی بڑھتا اور پیچھے کبھی ہٹتا ہوں۔ ایک پگ ٹکاؤں یہاں دوسرا لیجاؤں وہاں دیکھتا ہوں کو نسے میں ٹھاؤں گھستا ہوں

ننھی جان۔ آج آپ کو یہ کیا ہو گیا؟

مہاراجہ۔ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا کسی کا مقدر جاگ گیا اور کسی کا سو گیا۔

ننھی جان۔ وہ سادھو تو چلا گیا۔ چلو اب آرام کریں۔

مہاراجہ۔ سادھو چلا گیا۔ تو تو بھی چلی جا۔

ننھی جان۔ کہاں؟

مہاراجہ۔ اگر جگہ مل سکے تو جہنم میں ورنہ جہاں تیرا دل چاہے۔

ننھی جان۔ اسقدر بے رُخی کی کوئی وجہ؟ اس ناچیز کا کوئی قصور؟

مہاراجہ۔ اب تک میں اپنے آپ کو بھولا ہوا تھا۔ اور تیری چکنی چپڑی باتوں پر بھولا ہوا تھا۔ اب میں نے اپنے آپ کو جان لیا۔ اور اپنے اصلی سروپ کو پہچان لیا۔ اب جان بوجھ کر زہر نہیں کھا سکتا۔ اور ایک سنگھ کُتیا کے نزدیک نہیں جا سکتا۔

ننھی جان۔ کیا محض ایک سادھو کے بہکانے سے؟

مہاراجہ۔ نہیں دل پر ٹھوکر لگ جانے سے۔ اور گیان کی آنکھیں کھل جانے سے۔

ننھی جان۔ میرا پیار ــــــ میری محبت ــــــ میری خدمت ــــــ میری الفت۔

مہاراجہ۔ سب پر لعنت ــــــ سب پر لعنت ــــــ سب پر لعنت ــــــ سب پر لعنت

ننھی جان۔ اوخدا! میں اب سمجھی کہ دنیا ایک دھوکہ ہے۔

مہاراجہ۔ دھوکا بالکل دھوکہ۔ سچ مچ دھوکا۔ بلاشک دھوکہ۔ نسندیہہ دھوکا ہے

میرے اور تیرے جیون کا ایک ہی مطلب اور ایک ہی ڈھب
جب تو جاگی تب میں جاگا تو بھی اب سمجھی میں بھی اب
اب بھی سمجھی تو غنیمت ہے اس پرمیشور کا شکر بجا
بس ننھی ہو کا فور یہاں سے جلدی اپنی پیٹھ دکھا

ننھی جان۔ کیا آپ کی اس ناچیز کنیز کے لئے مہاراج کے قدموں میں کوئی جگہ نہیں؟

مہاراجہ۔ وہ قدم ہی نہیں رہے تو جگہ کہاں ہے

نہ وہ ہے زمین نہ وہ آسماں نہ وہ تم رہے نہ وہ ہم رہے
نہ وہ دل رہے نہ وہ من رہے نہ وہ دم رہے نہ وہ قدم رہے
نہ مکیں رہے نہ وہ ہیں مکاں۔ مہمان وہ ہیں نہ میزباں
نہ وہ الفتیں نہ وہ راحتیں نہ وہ پہلے راہ و رسم رہے

ننھی جان۔ (مہاراجہ کے قدموں کی طرف جھک کر) میں آپ سے دھن دولت آبرو عزت۔ محبت الفت کی ہرگز خواہشمند نہیں۔ صرف ان چرنوں کے درشنوں کی بھیک مانگتی ہوں ہے

نہ ابھلاشی ہوں الفت کی نہ خواہش مال و زر کی
میں کُتیا ہی سہی کُتیا بنا کر رکھ لو اس در کی
جو روکھا سوکھا ٹکڑا ڈال دوگے وہ ہی کھالونگی

محض چرنوں کے درشن سے میں پیاس اپنی بجھاؤں گی

مہاراجہ جسونت سنگھ کا گانا

چل نکل دُور ہو یہاں سے کُتیا ابھی ہاتھ چرنوں کو میرے لگاوے نہ تو
بڑی مشکل سے نکلا ہوں جس نرک سے پھر دوبارہ اسی میں گراوے نہ تو

چل نکل ... ...

ہے بھلائی تیری بس اسی بات میں ایک پل بھی یہاں اب لگاوے نہ تو
جلد سے جلد ہو جا یہاں سے دفع صورت اپنی مجھے اب دکھاوے نہ تو

چل نکل ... ...

پھنس نہیں سکتا بالکل ترے جال میں اب پھندے یہاں پر پھیلاوے نہ تو
تیرے ہتھکنڈے بالکل چلینگے نہیں اب یہاں جھوٹھے آنسو بہاوے نہ تو

چل نکل ... ...

ایسی کُتیا ہرگز بھی پالونگا میں بھونک کر زیادہ مجھکو دکھاوے نہ تو
ڈھونڈ ھ جا کر ٹھکانہ کوئی اور ہی میرے پیچھے دُم اپنی ہلاوے نہ تو

چل نکل ... ...

اب تو سپنے کی نیکر بھی آ جائے گر میرے دل میں جگہ تو کبھی پاوے نہ تو
لیکر عزت چلی جا تو اپنی کہیں آبرو اتروا کر کے جاوے نہ تو

چل نکل ... ...

کہدیا جو کچھ اس پر عمل کر ابھی بات کو اب زیادہ بڑھاوے نہ تو

جانتی ہے تو جسونت سنگھ کون ہے ہاتھ میرا کٹاری پہ لا دے نہ تو

چل نکل ...

ناٹک

ننھی جان! تو بات کو زیادہ نہ بڑھا۔ اور اپنی جان لے کر یہاں سے چلی جا۔ جب ایک دفعہ آدمیوں کی طرح کہہ دیا۔ تو زیادہ اصرار کرنے کا کیا کام ہے۔ بصورت دیگر تو جانتی ہے۔ کہ میں کون ہوں۔ اور میرا کیا نام ہے اگر تو بے آبرو ہو کر یہاں سے جانا نہیں چاہتی۔ تو اپنی عزت لیکر چلی جا اور زندگی بھر مجھے اپنی شکل نہ دکھلانا زیادہ انکار اور بار بار کا اصرار تیرے لئے باعث عذاب ہوگا۔ اور تیری زندگی کا انجام نہایت ہی خراب ہوگا ؎

کرے گی حیل حجت گر تو زیادہ دکھ اٹھائے گی
تو اس ننھی سی جاں کو اور آفت میں پھنسائیگی
اگر تیری ہمارے ساتھ زیادہ گفتگو ہوگی
تو نتیجہ سمجھ لے تو مفت میں بے آبرو ہوگی

ننھی جان۔ (روتی ہوئی) قسمت کا چکر۔ تقدیر کی گردش یہ کسے خبر تھی کہ مجھ پر یہ مصیبت بھی ڈالی جائے گی۔ مہاراج کو اپنے اشاروں پر چلانے والی اس طرح بے عزت کر کے یہاں سے نکالی جائے گی۔ یہ دنیا ایک دھوکا ہے۔ مکر ہے۔ فریب ہے۔ جال ہے۔ ایک پھندہ

ہے۔ ہر ایک اپنے مطلب کا یار ہے۔ ہر ایک اپنی غرض کا بندہ ہے ہر ایک اپنے اپنے سوارتھ کے پاپڑ بیل رہا ہے۔ ہر ایک ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیل رہا ہے۔ اچھا! میری قسمت۔ میری تقدیر سے

جنہیں سمجھے ہوئے تھے باوفا وہ پُرستم نکلے
رحمدل جن کو سمجھے وہ پورے بے رحم نکلے
نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہوکر تیرے محلوں سے ہم نکلے

(ننھی جان روتی دھوتی اور آنسو پونچھتی ہوئی چلی جاتی ہے)

پانچواں سین
ننھی جان کا مکان

{ننھی جان ایک آرام کرسی پر بیٹھی ہوئی اپنے گذشتہ ایام کو یاد کرکے رو رہی ہے۔}

ننھی جان کا گانا

عرش پہ چڑھ کے گری فرش پہ قسمت میری
مل گئی خاک میں سب شان و شوکت میری

بات بھی آج نہیں پوچھتا میری کوئی
میری گردش نے بنادی ہے کیا حالت میری
اک اشارے پہ میرے دُنیا الٹ جاتی تھی
خود مہاراج بجا لاتا تھا خدمت میری
خرچ کردوں میں ہزاروں یا لٹادوں لاکھوں
جس قدر بھی تھا خزانہ تھی وہ دولت میری
لاکھوں انسانوں کی تقدیر کی میں مالک تھی
جس کو جو چاہوں بنادوں تھی طاقت میری
ہر بڑا چھوٹا میرے قہر سے ڈرتا رہتا
نام مہاراج کا تھا اور حکومت میری
دن کہا دن ہے اگر رات کہا تو شب ہے
اس قدر دل میں تھی ہر بشر کے عظمت میری
خواب میں بھی میری خفگی جو کسی نے دیکھی
کانپ اُٹھا چھائی ہوئی ایسی تھی ہیبت میری
اوہ خدا! خواب ہے یا عالم بیداری ہے
آج گھبرا رہی کیوں اتنی طبیعت میری
ہائے جسونت سنگھ اب زندگی میری کیا ہے
دیکھنا چاہتا نہیں کوئی بھی صورت میری

ناٹک

اوہ خداوندا! بگڑ گیا میری تقدیر کا گورکھ دھندا۔ کہاں وہ دن کہ تمام ریاست پر حکومت کرتی تھی۔ تمام رعایا میرے آگے پانی بھرتی تھی جسکو چاہتی تھی بناتی تھی۔ جسکو چاہتی تھی بگاڑتی تھی۔ جسکو چاہتی تھی بساتی تھی جسکو چاہتی تھی اجاڑتی تھی۔ کسی کو بام عروج پر پہنچانا۔ کسی کو دنیا سے نیست و نابود بنانا میرے لئے معمولی بات تھی۔ اور لاکھوں بندگان خدا کی قسمت کی باگ ڈور میرے ہاتھ میں تھی۔ کس میں دم تھا۔ جو میرے حکم سے انحراف کرے۔ کس کی طاقت تھی۔ جو کوئی کام میری مرضی کے خلاف کرے۔ بڑے بڑے اکڑ خاں جب کسی قانونی شکنجے میں پھنس جاتے تھے۔ تو میرے دروازے پر آکر پیشانی گھساتے تھے۔ منہ مانگا چڑھاوا چڑھاتے تھے۔ تب جاکر اس عذاب سے رہائی پاتے تھے۔ غرضیکہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ میرے نام کی مالا جپتا تھا۔ اور چاروں طرف میرا ہی راج تپتا تھا۔ مگر آج —— آج —— آج میں کچھ بھی نہیں۔ قسمت بگڑ گئی۔ تقدیر پلٹا کھا گئی۔ میرے مقدر کے آسمان پر نحوست کی گھٹا چھا گئی ؎

مالک تھی میں کل پرجا کے سیاہ و سفید کی
کتنوں کی میں نے دنیا سے ہستی ناپید کی
کل راج بھر میں میری نرالی ہی شان تھی

لرزاں تھا کل زمانہ گو ننھی سی جان تھی

(نوکر آتا ہے)

ننھی جان۔ کیوں؟ اکیلا ہی آیا؟ جگن ناتھ کو ساتھ نہیں لایا؟

نوکر۔ اس وقت انھیں کچھ خاص کام ہو رہا ہے۔ اس لیے تھوڑی دیر میں آنے کو کہا ہے۔

ننھی جان۔ او پاکھنڈی دیانند! مجھے کتیا بتلانے والے دیانند! مجھے تخت عروج سے گرا کر ذلت کے گڑھے میں گرانے والے دیانند! یقین سمجھ کہ اب تیرا آخری وقت آگیا۔ اور ملک الموت کو تو خود پیغام بھیجکر بلا گیا۔ تو مجھے کتیا بتلائے۔ تو مجھے مہاراج کی نظروں سے گرائے تو میری جاہ و حشمت کو مٹی میں ملائے۔ نہیں نہیں تو میرا نام و نشان دنیا سے مٹائے اور پھر یہاں سے زندہ چلا جائے؟ ناممکن قطعی ناممکن میرے کاسہ تقدیر کو چکنا چور کرنے والے۔ لپنے رشی پن پر اکڑنے والے دیانند! ایک آدھ دن دنیا میں اور جی لے۔ جو تو نے کھانا پینا ہے۔ کھا پی لے ؎

تو قضا کا قصنا تیرا کر رہی ہے انتظار

جو دھپور سے جا نہیں سکتا تو زندہ زینہار

آج کا دن اور کرلے تو نے جو کرنا ہے کام

زندگی ہے کیا میری گر لوں نہ تجھ سے انتقام

(جگن ناتھ داخل ہوتا ہے)

جگن ناتھ۔ سیوک کو کیسے یاد فرمایا۔
ننھی جان۔ جگن ناتھ! اچھے جگن ناتھ (روتی ہے)
جگن ناتھ۔ ہیں، ننھی بائی! تم پر کیا مصیبت آئی جو اپنی حالت سودائیوں کی سی بنائی۔
ننھی جان۔ نہ پوچھو جگن ناتھ! نہ پوچھو! مجھ مصیبت زدہ کی داستانِ غم نہ پوچھو۔ (پھر روتی ہے)
جگن ناتھ۔ آخر کوئی بات؟ تمہارا اور مصیبت کا کیا ساتھ؟ ؎

تم مصیبت دوسروں کی اک نظر سے ٹال دو
تم مصیبت کو ہی خود بپتا کے اندر ڈال دو
پاس آجائے تمہارے کیا مصیبت کی مجال
میل بھر سے دیکھ لے تو چھپنا ہو جائے محال

ننھی جان۔ جگن ناتھ! میں تم سے ہنسی دل لگی کرنے کیلئے نہیں بلایا ہے۔ بلکہ مجھ پر سچ مچ ایک مصیبت نہیں بلکہ زمانہ بھر کی مصیبتوں کا بادل چھایا ہے ؎

مل گئی ہے زندگی بالکل ہی میری خاک میں
کیا خبر بیٹھی تھی کب سے یہ مصیبت تاک میں
کر رہا ہے تو جو اتنی ہو گئیں خواب و خیال
جگن ناتھ! اب ہو گئی دنیا سے میں تو پائمال

جگن ناتھ۔ ہنسی اور دل لگی کون کمبخت کرتا ہے۔ دراصل ریاست

بچہ بچہ تمہارا پانی بھرتا ہے۔

نتھی جان۔ (چلاکر) گئے گئے جگن ناتھ وہ دن گئے۔ ان ہی دنوں کو تو رو رہی ہوں۔ اسی لئے تو اپنی جان کھو رہی ہوں۔

جگن ناتھ۔ گئے؟ کیا گئے؟ کب گئے؟ کیسے گئے؟ کیونکر گئے؟ سے

یہ حالت کیا بنائی ہے کیوں آنکھیں ہو رہی پُرنم
یہ کارن کیا ہے جو تم کر رہی ہو اس قدر ماتم
نہ حالت وہ جسم کی ہے نہ آنکھوں میں وہ رونق ہے
ہوئی حالت دگرگوں اور چہرہ ہو رہا فق ہے

نتھی جان۔ سُن جگن ناتھ! سُن میری مصیبت کی کہانی۔ اور میری ہی زبانی سن۔ مگر اس شرط پر کہ تو میری امداد کا اقرار کرے۔

جگن ناتھ۔ بندہ آپ کا تابعدار ہے۔ جس لائق ہوں۔ خدمت سے کیا انکار ہے۔

نتھی جان۔ جس دیانند کی تو روٹی پکاتا ہے وہی میری اس تباہی اور بربادی کا جنم داتا ہے۔ اس نے مجھے کتیا بتایا۔ اسی نے مہاراج کو میری عزت سے بدظن بنایا۔ چنانچہ مہاراجہ نے مجھکو محلوں سے نکال دیا۔ گویا عزت اور شہرت کے آسمان سے گرا کر بے حیائی اور گمنامی کے کنوئیں میں ڈال دیا۔ سے

اس کے لفظوں نے جلا کر خاک تن من کر دیا
جس کی میں زن تھی ہائے اُس کو بدظن کر دیا

نشٹ میں ہو جاؤں یا گھر بار لٹ جائے تمام
زندگی تب ہے جو اس سے چھوڑ دوں لیکر انتقام

جگن ناتھ۔ انتقام؟
ننھی جان۔ ہاں انتقام۔
جگن ناتھ۔ کیسے؟
ننھی جان۔ تمہاری مدد سے۔ تمہارے وسیلے سے۔ تمہارے ذریعے سے۔ تمہارے ہاتھوں سے۔
جگن ناتھ۔ کس شکل میں؟
ننھی جان۔ اس کا خون بہا کر۔ اس کی ہستی دنیا سے مٹا کر۔
جگن ناتھ۔ خون بہا کر؟
ننھی جان۔ ہاں۔ ہاں خون بہا کر۔
جگن ناتھ۔ میں تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ اس کام سے باز آؤ۔
ننھی جان۔ میں اس مشورے پر لعنت بھیجتی ہوں جگن ناتھ! میں نے تم کو مشورہ کے لئے نہیں بلکہ امداد کے لئے بلایا ہے۔
جگن ناتھ۔ امداد؟ یعنی ایک انسان کا خون؟
ننھی جان۔ کرنا ہوگا۔
جگن ناتھ۔ ایک بھارت ہتیشی کا خون؟
ننھی جان۔ کرنا ہوگا۔
جگن ناتھ۔ ایک پراپکاری کا خون؟ ایک دیوتا کا خون؟ ایک

گئو رکھشک کا خون؟
ننھی جان۔ کرنا ہوگا — کرنا ہوگا — کرنا ہوگا۔
جگن ناتھ۔ نا بائی! رام دوہائی۔ میں تو اس کام کا بیڑا نہیں اٹھا سکتا کسی کی جان لے کر پھانسی کا پھندا اپنے گلے میں نہیں ڈلوا سکتا۔ اور پھر ایک ایسے مہاتما کا خون؟ جو ہمارے لئے اپنا خون پسینہ ایک کر رہا ہے۔ ہمارے لئے طرح طرح کے دکھ بھر رہا ہے۔ وہ بڑا اپکاری ہے منش ماتر کا ہتکاری ہے۔ میں تو جس دن سے ان کا بھوجن بناتا ہوں اپنے جیون کے اندر ایک خاص تبدیلی پاتا ہوں۔
ننھی جان۔ جگن ناتھ! میں تجھے اس قدر لودانہ جانتی تھی۔ بلکہ اپنا ایک خاص ہمدرد اور ہمراز مانتی تھی۔ میرے سینے میں جو انتقام کی آگ جل رہی تھی۔ تو اس پر بجائے پانی کے تیل ڈال رہا ہے۔ اور میرے دشمن کی تعریف کر کے میرے اُبلتے ہوئے خون کو اور بھی اُبال رہا ہے۔
جگن ناتھ۔ آپ کی سمجھ میں اس لئے کوئی بات نہیں آسکتی۔ کیونکہ اس وقت آپکو جوش چڑھ رہا ہے۔ ورنہ جو کچھ میں نے کہا وہ بالکل سچ کہا ہے
ننھی جان۔ اگر مجھے جوش ہے۔ تو تو خود فراموش ہے۔ جگن ناتھ! اگر وہ میرا دشمن ہے تو تیرا دشمن عظیم ہے۔ زہر آخر زہر ہے خواہ وہ تھوڑا ہے خواہ افیم ہے۔ میری تو محض وہ ذات کا دشمن ہے۔ تیرے دھرم کا دشمن ہے۔ تیرے ایمان کا دشمن ہے۔ تمہارے دیوی دیوتاؤں کا

گالیاں بکتا ہے۔ ہماری مذہبی کتابوں پر اپنی بدزبانی کا کیچڑ ڈالتا ہے۔ ہمارے تیرتھوں کو وہ بدمعاشی کے اڈے بتاتا ہے۔ ہمارے مندروں اور معبودوں کو وہ پاکھنڈ بتا کر ان کی ہنسی اڑاتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ تجھے پھر بھی شرم نہیں آتی۔ ایسے بدزبان اور منہ پھٹ انسان کی تعریف کرتے ہوئے تیری زبان نہیں جل جاتی۔

جگن ناتھ۔ کوئی مانے یا نہ مانے یہ دوسری بات ہے۔ مگر سچ بات تو یہ ہے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے سچ کہتا ہے۔ اور اسی سچائی کے بھروسے پر وہ ہر ایک سے بے خوف رہتا ہے۔

ننھی جان۔ (خود بخود) بات ہاتھ سے چھوٹ گئی کام بگڑ گیا۔ اب اس بات کا پوشیدہ رہنا بھی قطعی ناممکن ہے۔ مثل مشہور ہے ؎

نکلا تیر کمان سے منہ سے نکلی بات
لاکھ جتن کر لو نہیں آسکتے وہ ہاتھ

اگر یہ مانا تو ضروری ہے کہ یہ راز فاش ہو جائیگا۔ شکار بھی ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اور تیرا رہا سہا بھی ستیاناس ہو جائے گا۔ اب تو جس طرح بھی ہو یہ کام اسی کے ہاتھوں سے انجام دلواؤں۔ خواہ اس کی منت خوشامد کروں یا اس کے قدموں میں سر جھکاؤں۔ بہتر ہے کہ اس کو رضامند کرنے کے لئے اپنا آخری ہتھیار استعمال میں لاؤں۔ (جگن ناتھ سے) جگن ناتھ! اس کام کے عوض میں یا مجھ سے منہ مانگا انعام لے لے۔ مجھ سے ابھی

لونڈیوں اور باندیوں کا کام ہے ۔ خدا کے واسطے کسی طرح
میری زندگی بچا لے۔ میرے پاس جو کچھ بھی ہے سب تیرے حوالے
تو گھر کا مالک اور میں تیری چیری ۔ گھر تیرا اندر تیرا ۔ روتی ہوئی اس کے گلے
سے چمٹ کر) اور پیارے جگن ناتھ میں بھی تیری ؎

تو مالک میرے گھر در کا ترے قدموں کی میں چیری
میرا جو کچھ ہے سب تیرا پیا ناٹک میں بھی ہوں تیری
کوئی تدبیر کر ایسی جو وہ ملعون ہو ٹھنڈا
لگی دل کی بجھے میری تو میرا خون ہو ٹھنڈا

جگن ناتھ ننھی بائی ! تم نے میری جان بڑی مصیبت میں پھنسائی
ایک طرف کنواں دوسری طرف کھائی۔ اس وقت تک کوئی
بات میری سمجھ میں نہ آئی۔
ننھی جان ۔ سمجھ میں سب کچھ آیا ہوا ہے صرف طبیعت میں ذرا وہم
سمایا ہوا ہے ۔ اس کو نکال دو۔ اور میرے جلتے ہوئے کلیجے پر اپنی
مہربانی کا پانی ڈال دو۔
جگن ناتھ ۔ مگر پیارے ان لفظوں پر قائم رہو گی ؟
ننھی جان ۔ تا زندگی۔
جگن ناتھ ۔ جو کچھ اب کہا ہے وہ ہی بعد میں کہو گی ؟
ننھی جان ۔ برابر

ـــہ نقل کفر کفر نہ باشد۔

جگن ناتھ۔ دغا تو نہ دوگی؟

ننھی جان۔ میں اور دغا؟ اور پھر تمہارے جیسے محسن کے ساتھ؟ توبہ توبہ

جگن ناتھ۔ اگر کوئی مصیبت آپڑی تو ہاتھ بٹاؤ گی؟

ننھی جان۔ ہاتھ کیا بٹاؤں گی۔ تمہارے سے پہلے اپنی گردن کٹاؤنگی۔

جگن ناتھ۔ دھوکہ تو نہ کروگی؟

ننھی جان۔ بالکل نہیں جگن ناتھ! بالکل نہیں۔

جگن ناتھ۔ اپنے قول اور عہد کو جان کے ساتھ نبھاؤگی؟

ننھی جان۔ قیامت تک

جگن ناتھ۔ تو بن گئی تیری بات۔ دے مار ہاتھ پر ہاتھ

ننھی جان۔ (ہاتھ پر ہاتھ مار کر) ایک دو تین۔ اوپر آسمان اور نیچے زمین جو اپنے قول سے پھرے۔ وہ بے ایمان اور بے دین۔

جگن ناتھ۔ یہ معاملہ تو طے ہوا۔ اب رہا اپنی کامیابی کا اُپائے یعنی اس کی زندگی کو ختم کس طریقے سے کیا جائے۔

ننھی جان۔ (جیب سے ایک پڑیا نکال کر) بس یہ پڑیہ خواہ اسے کھانے میں کھلادے یا دودھ میں پلادے۔

جگن ناتھ۔ (پڑیا لیکر) بہت خوب (چلا گیا)

ننھی جان۔ گیا گیا میری شان و شوکت کو مٹی میں ملانے والے مجھے آسمان عروج سے گرانے والے۔ مجھے کُتیا کے نام سے بلانے والے دیا نند! تیری روح قبض کرنے کیلئے موت کا فرشتہ گیا۔ زبان دراز

مغرور اب تو زیادہ سے زیادہ رات بھر کا مہمان ہے۔ صبح ہوتے ہی نہ تیرے لئے یہ زمین ہے۔ نہ یہ آسمان ہے۔ نئے حالات ہونگے۔ نئے دور ہونگے۔ نئے طرز ہونگے۔ نئے طور ہونگے۔ تیرے حالات اور سے اور ہونگے۔ جو خاص طور پر قابل غور ہونگے۔ صبح ہوتے ہی یا تو تیری موت کی خوشخبری جودھپور کے گلی کوچوں میں پھیل جائے گی۔ یا تیری نیم مردہ لاش تڑپتی نظر آئے گی۔ اب دکھانا اپنے پرمیہ کا کمال۔ اب دیکھونگی تیرا صبر اور استقلال سے

موت تیری کا ہوئی باعث تیری اپنی زباں
چھیڑ کر مجھکو بھلا تو جائے گا زندہ کہاں
نشانی کچھ کچھ تو آئی اور کچھ کل آئے گی
موت تیری کی خبر جب کان میں پڑ جائے گی

چھٹا سین

وہی باغ اور بنگلہ

(راتری کا سمے ہے، کچھ خاص خاص آدمی جو سوامی جی کے پاس بھجن پاٹھن کے لئے آیا کرتے تھے موجود ہیں۔)

سوامی جی۔ بھدر پرش اب آرام کا سمے ہو گیا ہے۔ جا کر بشرام کرو۔

بلدیو! جگن ناتھ سے کہو کہ دودھ لے آئے۔
بلدیو۔ جیسی آگیا۔
جگن ناتھ۔ لیجئے بھگون! دودھ لیجئے۔
سوامی جی۔ (دودھ کا گلاس لے کر) تم جا کر آرام کرو۔ دودھ ہم پی لیں گے۔
جگن ناتھ۔ ابھی پی لیجئے۔ پھر دودھ زیادہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔
سوامی جی۔ ابھی کچھ زیادہ گرم معلوم ہوتا ہے۔
جگن ناتھ۔ بالکل نہیں۔ بلکہ پھر تو پینے کے یوگیہ ہی نہ رہے گا۔
سوامی جی۔ اچھا تو پھر پئے لیتے ہیں۔

[دودھ پی کر پلنگ پر لیٹ جاتے ہیں۔ اور جگن ناتھ تھوڑی تھوڑی دیر بعد چھپ چھپ کر دیکھ جاتا ہے]

جگن ناتھ۔ (سانڈے) بن گیا کام! کل سے لونگا منہ مانگا انعام۔ ننھی جان کا گھر بار زر جائیداد باغ باڑی سب میری ہو گی۔ جو کبھی اچھے اچھے امیرن کبیروں کو خاطر میں نہ لاتی تھی۔ کل وہ جگن ناتھ کی چیری ہو گی۔ کل کو جو سورج دیوتا آئے گا۔ وہ میری خوش نصیبی کا پیغام اپنے ساتھ لائے گا۔ اب اور ہی سماں ہو نگا۔ اور ہی میری تقدیر ہو نگی۔ جس پری پیکر گل اندام نازنین کے درشن پرندوں تک کو نصیب نہ ہو سکتے۔ کل وہ مجھ سے ہنس ہنس کر بغل گیر ہو گی۔ نہ محنت کی۔ نہ مشقت اٹھائی۔ مفت کی دولت گھر بیٹھے ہاتھ آئی۔ کسی نے کمائی اور کسی نے کھائی ہے

کل میری تقدیر کچھ سے اور کچھ ہو جائے گی
کل میری قسمت نیا جوبن ہی لے کر آئیگی
کل بلا شک رشک ہوگا سب کو میری شان پر
مال ہے میرا ہے جو کچھ مال ننھی جان کا

مگر زہر نے ابھی تک اپنا اثر کچھ نہیں دکھلایا۔ نہ یہ ابھی تک تڑپا۔ نہ تلملایا۔ دودھ میں زہر اپنے ہاتھ سے ملایا۔ اپنی تسلی کے لئے دودھ بھی اپنے سامنے پلایا۔ ذرا نزدیک جا کر دیکھوں کہ جاگتا ہے یا سو رہا ہے ابھی ہوش میں ہے۔ یا بیہوش ہو رہا ہے (دبے پاؤں سوامی جی کے پلنگ کے پاس جا کر) ہاں سوتا ہے۔ سوتا ہے۔ مگر سانس کچھ اکھڑا ہوا معلوم ہوتا ہے کبھی تیزی سے چلنے لگتا ہے۔ اور کبھی زور کی آواز آتی ہے کبھی بالکل کم ہو جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زہر آہستہ آہستہ اپنا اثر کر رہا ہے چلو فیصلہ ہوا۔ اب ہمیں کس بات کا ڈر رہا ہے ؎

پھیل جائے گا صبح تک تو زہر نس نس میں
موت کر لے گی صبح ہوتے ہی اس کو بس میں
یہ بیچارہ تو بس اب راہی عدم کا ہوگا
ننھی بائی سے میری ہونگی نئی ہی رسمیں

(سوامی جی کروٹ بدلتے ہیں۔ اور مگن تا کا ہاتھ پاؤں سے لگ جاتا ہے۔)

سوامی جی۔ (بیٹھ کر) طبیعت متلا رہی ہے پیٹ میں بڑا گڑ گڑ درد

ہو رہا ہے۔ بلدیو! بلدیو! ذرا پانی لاؤ۔ اور ہمیں قے کراؤ۔
بلدیو۔ بھگون! ابھی تو آپ اچھے بھلے سوئے تھے۔ اچانک کیسے طبیعت بگڑ گئی۔
سوامی جی۔ یہ شریر کا قدرتی سبھاؤ ہے۔ اس کے بگڑنے کے لئے کسی وشیش سادھن کی اوشکتا نہیں ہوا کرتی۔

(پانی پی کرتے کرتے ہیں)

بلدیو۔ قے کی بو بھی نرالی ہے۔ اور رنگت بھی کچھ کالی کالی ہے
سوامی جی۔ (قے کے برتن کو دیکھ کر) ہم نے پہچان لیا۔ اور جو کارن ہے۔ وہ بھی جان لیا۔ تم جاؤ اور شیگھر جگن ناتھ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔
جگن ناتھ۔ (آنکھیں سلام ہوا)۔ بھگون! ایسے بے وقت سے سیوک کو یاد فرمایا۔ چت تو پرسنیہ ہے۔
سوامی جی۔ ہمارے چت کا حال اپنے چت سے پوچھ ہمارے چت کا حال اپنی ملین آتما سے دریافت کر۔ وہ تجھے پورا پورا اُتر دیں گے۔ اور تیری اچھی طرح تسلی کر دیں گے ؎

چت جیسا کچھ ہے پہلے سے تجھے معلوم ہے
کس لئے اب بن رہا انجان اور معصوم ہے
سب ہمیں بتلا رہے ہیں تیرے چہرے کے آثار
دھوکا دیتا ہے ہمیں آنکھیں مسل کر بار بار

جگن ناتھ۔ مہاراج! میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا کس کارن سے آپ نے

اس سیوک پر اس قدر کرودھ کا اظہار فرمایا۔
سوامی جی۔ جگن ناتھ! ہم اس قدر مورکھ نہیں ہیں۔ جتنا تو اپنے دل میں انومان کئے ہوئے ہے۔ تیرے شریر کا ایک ایک پرمانو ہمارے سامنے تیری کرتوت کا ثبوت لئے ہوئے ہے ؎

کارن ہے تیرے دل میں اور پوچھتا ہے ہم سے
دم دے رہا ہے ہم کو کرتا ہے بات دم سے
اب چل نہیں سکیں گے تیرے یہ دم دلاسے
سچ کہہ دے گر تو چاہتا ہے چھوٹنا بلا سے

جگن ناتھ۔ (کانپتا ہوا ہاتھ جوڑ کر) بھگون میں نردوش ہوں۔ نراپرادھ ہوں
سوامی جی (ہیرتے کرکے) اوادھرمی وشواس گھاتی! اب جھوٹ بولتے ہوئے شرم بھی تو نہیں آتی۔ (رتنے کے برتن کی طرف اشارہ کرکے) ذرا چاری! یہ دیکھ تیری کرتوت۔ اور تیرے اتپات کا زندہ ثبوت ؎

بن جگن ناتھ ہم کو جو تو نے رات کو دودھ پلایا تھا
یہ نشچے ہے پاپی تو نے اس میں کچھ زہر ملایا تھا
کسی لوبھ اور لالچ کے بس تو نے کی یہ بے ایمانی ہے
تو مان چاہے مت مان یہ ساری تیری کارستانی ہے

جگن ناتھ۔ نارائن نارائن کرو بھگون نارائن نارائن کرو۔ یہ تو کسی نے میری اور سے آپ کا من میلا کرنے کے لئے آپ کو بہکایا ہے۔ بھلا میں نے آگے بھی کبھی آپ کو زہر کھلایا ہے۔

ہو رہا ہے۔ بلدیو! بلدیو! ذرا پانی لاؤ۔ اور ہمیں قے کراؤ۔
بلدیو۔ بھگون! ابھی تو آپ اچھے بھلے سوئے تھے۔ اچانک کیسے طبیعت بگڑ گئی۔
سوامی جی۔ یہ شریر کا قدرتی سبھاؤ ہے۔ اس کے بگڑنے کے لئے کسی وشیش سادھن کی اوشکتا نہیں ہوا کرتی۔

(پانی پی کر قے کرتے ہیں)

بلدیو۔ قے کی بو بھی نرالی ہے۔ اور رنگت بھی کچھ کالی کالی ہے
سوامی جی۔ (قے کے برتن کو دیکھ کر) ہم نے پہچان لیا۔ اور جو کارن ہے۔ وہ بھی جان لیا۔ تم جاؤ اور شیگھر جگن ناتھ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔
جگن ناتھ۔ (آنکھیں سلام ہوا)۔ بھگون! ایسے بے وقت سے سیوک کو یاد فرمایا۔ چت تو پرسنیہ ہے۔
سوامی جی۔ ہمارے چت کا حال اپنے چت سے پوچھ ہمارے چت کا حال اپنی ملین آتما سے دریافت کر۔ وہ تجھے پورا پورا اُتر دیں گے۔ اور تیری اچھی طرح تسلی کر دیں گے ؎

چت جیسا کچھ ہے پہلے سے تجھے معلوم ہے
کس لئے اب بن رہا انجان اور معصوم ہے
سب ہمیں بتلا رہے ہیں تیرے چہرے کے آثار
دھوکا دیتا ہے ہمیں آنکھیں مسل کر بار بار

جگن ناتھ۔ مہاراج! میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا کس کارن سے آپ نے

اس سیوک پر اس قدر کرودھ کا اظہار فرمایا۔

سوامی جی۔ جگن ناتھ! ہم اس قدر مورکھ نہیں ہیں۔ جتنا تو اپنے دل میں انومان کئے ہوئے ہے۔ تیرے شریر کا ایک ایک پرمانو ہمارے سامنے تیری کرتوت کا ثبوت لئے ہوئے ہے ؎

کارن ہے تیرے دل میں اور پوچھتا ہے ہم سے
دم دے رہا ہے ہم کو کرتا ہے بات دم سے
اب چل نہیں سکیں گے تیرے یہ دم دلا سے
سچ کہدے گر تو چاہتا ہے چھوٹنا بلا سے

جگن ناتھ۔ (کانپتا ہوا ہاتھ جوڑ کر) بھگون میں نردوش ہوں۔ نراپرادھ ہوں

سوامی جی (بہرتے کرکے) او ادھرمی وشواش گھاتی! اب جھوٹ بولتے ہوئے شرم بھی تو نہیں آتی۔ (دنے کے برتن کی طرف اشارہ کرکے) دُراچاری! یہ دیکھ تیری کرتوت۔ اور تیرے اتپات کا زندہ ثبوت ؎

بن جگن ناتھ ہم کو جو تو نے رات کو دودھ پلایا تھا
یہ نشچے ہے پاپی تو نے اس میں کچھ زہر ملایا تھا
کسی لوبھ اور لالچ کے بس تو نے کی یہ بے ایمانی ہے
تو مان چاہے مت مان یہ ساری تیری کارستانی ہے

جگن ناتھ۔ نارائن نارائن کرو بھگون نارائن نارائن کرو۔ یہ تو کسی نے میری اور سے آپ کا من میلا کرنے کے لئے آپ کو بہکایا ہے۔ بھلا میں نے آگے بھی کبھی آپ کو زہر کھلایا ہے۔

سوامی جی - بیوقوف! زہر بھی کوئی ایسی ستو ہے - جو ہر ذرکسی کو کھلائی جائے اب بھی سچ سچ تبلا دے - تاکہ تیری تو موت کی نوبت نہ آئے -

جگن ناتھ - (خود بخود) بھید کھل گیا - راز فاش ہو گیا - اب تیرا پوری طرح سے ستیاناس ہو گیا - تیری تمام خواہشیں - تیری تمام اُمنگیں - تیری تمام آرزوئیں مٹی میں مل گئیں - اور تیرے خیالی قلعے کی بنیادیں جڑ سے ہل گئیں - جب تیرے اتیاچار کا زندہ ثبوت موجود ہے - تو پھر تیرا انکار کرنا بالکل بے سود ہے -

سوامی جی - (دھیرج کر کے) وہی بو وہی سواد - وہی رنگت - وہی زہریلا مواد

جگن ناتھ - ہمارا زندہ رہنا تو اب سخت محال ہے - اب تو ہمارے سامنے کیول تیری زندگی کا سوال ہے - شگیھر بتا دے - ورنہ پچھتائے گا - اور یہ وقت پھر تیرے ہاتھ نہ آئے گا -

جگن ناتھ - (سوامی جی کے پاؤں پر گر کر) بھگوان! مجھ سے یہ مہان اپرادھ ہو گیا آپ کا امولیہ جیون نشٹ کیا - اور خود بھی برباد ہو گیا - اب جو آپ کی اچھا ہو وہ ڈنڈ مجھے دلوائیے - قید کروائیے - خواہ پھانسی پر لٹکوائیے ؎

بھول اودیا کا میری آنکھوں پہ پردہ پڑ گیا
دھن دولت کا لالچ کا میری گردن کے اوپر چڑھ گیا
لوبھ اور سوارتھ کے بس ہو کر انیائی بن گیا
گر گیا اتنا برہمن سے قصائی بن گیا

سوامی جی - اگر نیولی کرم ہی کر ڈالتے - اور اس ودھی سے ہی زہر کو

نکلنے تو وہ سمے بھی گذر چکا۔ کیونکہ زہر شریر کے ایک ایک رُدم میں اثر کر چکا۔ جگن ناتھ! ہمیں اپنی مرتیو کا تو نام ماتر بھی شوک نہیں کیونکہ اس پنچ بھوتک شریر نے تو ایک نہ ایک دن اوشیہ چھوٹنا ہے۔ جیو آتما کا اس شریر سے ضرور رشتہ ٹوٹنا ہے۔ پرنتو اس بات کا ضرور شوک ہے کہ جو کام ہم نے آرنبھ کیا تھا۔ اس کو سمپورن نہ کر سکے ؎

ہر ایک پرانی کا نشچے یہ شریر اک روز چھوٹے گا
سرشٹی کا نیم ہے۔ یہ گھڑا ایک روز پھوٹے گا
نہیں کچھ جان کا افسوس اب جائے یا کل جائے
ہے اتنا شوک اپنا کام ہم پورا نہ کر پائے

جگن ناتھ۔ (روتا ہوا) آہ! یہ میں نے کیا انرتھ کیا۔ لالچ میں اندھا ہو کر کتنا بھاری پاپ اپنے سر لیا۔ کسی بدذات کے بہکانے سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ عیش و عشرت کی زندگی کے لالچ میں اپنی کنگالی کی زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا۔ عیش کرتا تھا۔ موج اڑاتا تھا۔ اچھا پہنتا تھا۔ اچھا کھاتا تھا۔ اگر کسی کے بہکانے میں نہ آتا تو کیوں آپکی جان لیتا۔ کیوں اپنے پران گنواتا۔ اچھا اب بھگت اپنے کیئے کی سزا۔ دیکھ نفس کے عشق کا مزا ؎

پا لیا غلبہ طبیعت پر مری شیطان نے
کر دیا گمراہ مجھے بدذات نفسی جان نے
پڑ گیا پردہ بھی پردہ جب گھڑی آئی بری
کھب گئی میرے جگر میں بن کے وہ میٹھی چھری

(روتا ہے)

سوامی جی۔ مت گھبراؤ جگن ناتھ! مت گھبراؤ۔ جو کچھ ہو چکا۔ اس کے لئے آنسو مت بہاؤ۔ جتنی جلدی تم سے ہو سکے یہاں سے بھاگ جاؤ اور جس طرح سے ہو سکے اپنی جان بچاؤ (کچھ روپئے دے کر) اور سفر خرچ کے لئے یہ روپئے لے جاؤ۔

جگن ناتھ۔ بھاگ جاؤں؟

سوامی جی۔ ہاں بھاگ جاؤ۔

جگن ناتھ۔ کیوں؟

سوامی جی۔ تاکہ تیری جان بچ جائے اور میری وجہ سے تجھ پر کوئی مصیبت نہ آئے ؎

ہو نہیں سکتا میں زندہ تیرے مر جانے سے
کم نہ ہوگا میرا دکھ تجھ کو پھانسی پہنچانے سے
دو مریں ایک ہی جا فائدہ اس سے کیا ہے
پاپ بڑا اور مہاں پاپ کے پھیلانے سے

جگن ناتھ۔ اگر بھاگ کر کہیں چلا بھی جاؤنگا۔ تو اس کیا اس جہاں اپرادھ کا ڈنڈ نہ پاؤنگا۔ اگر اس دنیا سے اپنے آپکو چھپا بھی لیا۔ تو اس مہان شکتی سے کیسے چھپاؤں گا ؎

بچ نہیں سکتا کہیں بھاگ کے چھپ جانے سے
دکھ مٹانے سے یا اس پاپ کا پھل پانے سے

اک دفعہ بھٹک کے تو پہنچا ہوں اس حالت کو
اب نہ بھٹکوں گا کسی بشر کے بہکانے سے

سوامی جی بیٹا جگن ناتھ! تم زیادہ ضد نہ کرو۔ پرمیشور کے واسطے ہمارے سر ہو کر نہ مرو۔ ہم سنیاسی ہیں۔ ہمارا جینا مرنا ایک سمان ہے۔ پرنتو اگر تم مر گئے تو تمہارے بال بچوں کا کون نگہبان ہے؎

مہربانی کر میرے سر پر نہ تو یہ پاپ دے
بال بچوں کا تیرے مجھکو نہ تو سنتاپ دے
میرے مرنے سے سرشٹی میں نہ گھاٹا آئے گا
تیرے مرنے سے ترا پریوار بھی مر جائے گا

جگن ناتھ۔ (پاؤں پکڑ کر) نیکی کے اوتار! دیا کے دیوتا! رحم کے فرشتے! اوتارتا کے پتلے! میرا من بھرشٹ ہے۔ میرا آتما بھرشٹ ہے۔ میرا آچار بھرشٹ ہے۔ میرا ویوہار بھرشٹ ہے۔ میرا شریر بھرشٹ ہے۔ میرے شریر کا ایک ایک انگ بھرشٹ ہے۔ اگرچہ یہ بھرشٹ اور مہان بھرشٹ ہاتھ اس یوگیہ تو نہیں جو آپ جیسے مہان اور پوتر آتما کے چرنوں کو سپرش کر سکیں۔ پرنتو مجھے آگیا دیں کہ میں آپ کے پوتر چرنوں کی دھول اپنے اس چنڈال مستک سے لگاؤں۔ اور آپ کے چرنوں پر آنکھیں رکھ کر دل کھول کر پشچاتاپ کے آنسو بہاؤں۔ کیونکہ میرے بھاگ اب پھوٹنے والے ہیں۔ اور یہ چرن عنقریب مجھ سے چھوٹنے والے ہیں؎

کروں قربان سو جانیں بھی میں ایسے رحمدل پر
دیا ہے جس کے دل میں اسقدر اپنے ہی قاتل پر
یہ حالت ہے کہ اپنی زندگی کے سانس گنتا ہے
نہیں اپنا فکر کچھ اپنے قاتل کی ہی چنتا ہے

سوامی جی۔ بس کر جگن ناتھ! بس کر۔ تم روتے ہو میرا دل گھٹتا ہے تم دیر لگاتے ہو میرا کلیجہ پھٹتا ہے۔ بس میرا کہنا مانو۔ اور اس سمے کے ایک ایک پل کو اپنے لئے غنیمت جانو۔ جب تک تم یہاں سے چلے نہ جاؤ گے۔ میرا دکھ بڑھ رہا ہے۔ مجھے اپنی جان کا نہیں۔ بلکہ تیری جان کا فکر پڑ رہا ہے

نہیں بیٹا جگن یہ وقت باتوں میں گنوانے کا
کروڑوں تین کرنے پر نہیں یہ ہاتھ آنے کا
نکل جائے کسی پرکار آفت سے گلا تیرا
خوشی میری اسی میں ہے اسی میں ہے بھلا تیرا

جگن ناتھ۔ آہ! کہاں جاؤں۔ کدھر جاؤں۔ کیسے جاؤں۔ کیوں کر جاؤں۔ پرتھوی مجھ پاپی کا بوجھ نہ اٹھا سکے گی۔ دوزخ کی اگنی مجھ وشواش گھاتی کو نہ جلا سکے گی۔ (دیوانہ وار) اوہ! اوہ! میرا پاپ مجھ کو یم کا روپ بن کر ڈرا رہا ہے۔ موت کا فرشتہ منہ کھولے مجھے کھانے کو آ رہا ہے۔ شریر کا ایک ایک رُوم پاپ کی اگنی میں جل رہا ہے پران والو بڑے ویگ سے جسم سے نکل رہا ہے۔ وہ آئے۔ وہ آئے

وہ آئے۔ میری موت کے فرشتے وہ آئے۔ چھپا لو بھگون! مجھے کہیں چھپا لو۔ بچا لو۔ بچا لو۔ مجھے کسی طرح بچا لو۔ نہیں نہیں کوئی میرے نزدیک نہ آئے۔ کوئی مجھ پاپی کے شریر کو ہاتھ نہ لگائے ؎

میں جس پرکار جلتا ہوں اسی پرکار جلنے دو
بھسم ہونے دو مجھکو اور جسم پر چھریاں چلنے دو
ابلتا خون میرا جس طرح اگنی کو ابلنے دو
یہ پاپی پران میرے جس طرح نکلیں نکلنے دو
نہیں معلوم اب میں اور کیا کیا دکھ اٹھاؤنگا
ہے پرمیشور شکل اپنی تمہیں کیونکر دکھاؤں گا

(اوندھے منہ گر پڑتا ہے)

سوامی جی۔ (اٹھا کر) جگن ناتھ! ذرا ہوش میں آ۔ جو کام کر بیٹھا ہے اس کو صبر کے ساتھ نبھا۔ یہ کہاں کی دانائی؟ کہ پہلے ایک کام کر لینا۔ بعد میں ہائے دہائی۔

جگن ناتھ۔ نہ چھوؤ مہاتما! مجھ پاپی کو نہ چھوؤ۔ میرا شریر جل رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کا ہاتھ جل جائے۔ میرے جسم پر چھریاں چل رہی ہیں۔ کہیں آپ کے بھی زخم نہ آئے ؎

مت چھوؤ بھگون اسے ناپاک ہے میرا جسم
لگ رہی ہے آگ اسمیں ہو رہا ہے یہ بھسم
اس جنم میں ہی اسے ملتا ہے بدلہ پاپ کا

دیکھنا یہ ہاتھ نازک جل نہ جائے آپ کا

سوامی جی۔ سور کھشا پر ایک اور سور کھشا کر رہا ہے۔ میں تجھے بچانا چاہتا ہوں تو زبردستی مر رہا ہے۔ **جگن ناتھ!** تو کسی بات سے نہ ڈر۔ کسی پرکار کی چنتا اپنے من میں نہ کر۔ تجھ پر کسی پرکار کی آنچ نہ آئے گی۔ اگر تو یہاں سے چلا جائے۔ تو تیری جان آسانی سے بچ جائے گی۔

جگن ناتھ۔ چلا جاؤں؟ کہاں چلا جاؤں؟ کیسے چلا جاؤں؟ پاؤں سے چلا نہیں جاتا۔ آنکھوں سے نظر نہیں آتا ہے

پاؤں پتھر ہو گئے۔ اور دے گئی آنکھیں جواب
من ہوا من بھر کا پتھر ہو گئی بدھی خراب
کس طرح جاؤں نظر آتا نہیں جب راستہ
مت مجھے چھیڑو رشی پرماتما کا واسطہ

سوامی جی۔ (پانی کا گلاس دیکر) تھوڑا سا پانی پی لو۔ چت پر ذرا شانتی آجائے گی۔ طبیعت بھی اس قدر نہ گھبرائے گی۔ ڈر اور خوف تیرے دل پر غلبہ پا گیا۔ جس کے کارن تیری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ مگر نشچے رکھ کہ میں تجھے اپنے پران دیکر بھی بچاؤں گا۔ تو قدم اٹھا۔ اگر راستہ نظر نہیں آئے گا تو میں دکھاؤنگا ہے

رکھ تسلی حرف کچھ تجھ پر نہ آنے پائے گا
بھیجتا ہے جو تجھے رستہ بھی وہ دکھلائے گا
جو جگہ محفوظ ہو گی اُس جگہ پہنچاؤں گا

گر کہے کندھے پر بٹھلا کر تجھے لے جاؤں گا

جگن ناتھ۔ نمسکار ہے نشکلنک دیوتا! نمسکار! اس کل یُگ میں ست یُگ کا چمتکار دکھانے والے! اینکی کے اوتار! نمسکار بھگون! اس پرکار کے شبد تو اپنے مکھ سے نہ فرماؤ۔ اور مجھ ہتیارے کو اور بھی پاپ کے گڑھے میں نہ گراؤ۔ ہائے ہائے مجھ پاپی اور مہا نیچ کو کندھے پر اُٹھاؤ گے؟

میری تقدیر اُلٹی اور میرے بھاگ پھُوٹے ہیں
جو مجھ سے آج ایسے دیوتا کے چرن چھُوٹے ہیں
رشی ایسا منی ایسا زمانے نے ہے کب دیکھا
سُنا تھا نام ست یُگ کا مگر آنکھوں سے اب دیکھا

(جگن ناتھ روتا ہوا وہاں سے رخصت ہوتا ہے اور سوامی جی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اس کو دروازے تک پہنچا کر آتے ہیں۔)

ڈاکٹر۔ کیا تکلیف ہے؟ کیا دکار ہے؟

سوامی جی۔ طبیعت متلاتی ہے قے بھی آتی ہے۔ اور پیٹ میں درد کی تکلیف پرتی چھن بڑھتی جاتی ہے۔

ڈاکٹر۔ رات کو آپ نے کیا کھایا تھا؟

سوامی جی۔ وہی سادھارن بھوجن جو پرتی دن کھاتے ہیں۔

ڈاکٹر۔ (نبض دیکھ کر) میں دوائی بھیج دیتا ہوں۔ اسکا استعمال کیجئے آرام ہو جائیگا

سوامی جی۔ بہت اچھا۔

(مہاراجہ جسونت سنگھ معہ کرنل پرتاپ سنگھ وغیرہ تشریف لاتے ہیں)

مہاراجہ جسونت سنگھ۔ بھگون! کیسی طبیعت ہے۔ رات رات میں ہی کیا روگ ہو گیا۔ افسوس ہے کہ آپ نے ہمیں خبر تک نہ دی۔
سوامی جی۔ کوئی ایسی وششش بات نہ تھی جس کے لئے آپ کو کشٹ دیتا۔ دُکھ سُکھ شریر کا بھوگ ہے۔
مہاراجہ۔ اس سمے آپ کو کیا روگ ہے۔
سوامی جی۔ طبیعت پر متلی ہے۔ قے آتی ہے۔ اور پیٹ میں شول ہے
مہاراجہ۔ اتنی سی بات کے لئے گھبرانا فضول ہے۔ میں اپنے خاص ڈاکٹر کو بلواتا ہوں۔ اور اس سے آپ کا علاج کراتا ہوں۔
سوامی جی۔ جس طرح آپ کی اِچھا ہو کیجئے۔ پرنتو اب ہمارا آشرم آستر وا دیجئے۔
مہاراجہ۔ رشی ور! آپ کے مکھ سے ایسی گھبراہٹ اور نراشا کی باتیں شوبھا نہیں دیتیں۔ معمولی بیماری ہے۔ آرام ہو جائے گا۔
سوامی جی۔ آپ ہمارے ابھپرائے کو نہیں سمجھے۔ نہ موت سے ڈرتے ہیں۔ نہ بیماری سے گھبراتے ہیں۔ پرنام یہ ہے کہ اب ہم یہاں سے جانا چاہتے ہیں۔
مہاراجہ۔ کیوں؟
سوامی جی۔ اس "کیوں" کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔
مہاراجہ۔ اس اوستھا میں تو میں آپ کو جانے نہ دونگا۔
سوامی جی۔ جب ماں باپ بھائی بندھوؤں کے پریم کا بندھن

ہمیں کسی بندھن میں نہ باندھ سکا۔ تو آپ کا اسرار کرنا بالکل نرمول ہے اور ہمیں اپنے دچار سے روک سکیں۔ یہ آپ کی بھول ہے۔

مہاراجہ۔ آخر مجھ سے کچھ قصور ہوا۔ یا آپ نے کچھ تکلیف اٹھائی۔ جو ایک دم جانے کی ٹھیرائی۔

سوامی جی۔ نہ تکلیف سے ڈر کر کہیں سے جاتے ہیں نہ اپنے آرام کی خاطر کہیں ڈیرے لگاتے ہیں۔ نہ کسی کا اپرادھ دیکھ کر اس جگہ کو تیاگتے ہیں۔ نہ ٹہل سیوا کرنے والے کی طرف بھاگتے ہیں۔ ہمارے لئے تو تمام سنسار ایک سمان ہے۔ چاہے کوئی چھوٹے سے چھوٹا ہے۔ یا مہان سے مہان ہے۔ من کی موج ہے۔ جتنے دن جہاں طبیعت چاہی بشرام کیا۔ وہاں سے طبیعت اُچاٹ ہوئی آگے کا راستہ لیا ؎

نہ خوش ہوتے ہیں آدر سے نہ دل گھٹتا نرادر سے
اگر یہ بات ہوتی تو نکلتے ہی نہ بھنے گھر سے
کوئی ناراض ہوگا تو ہمارا چھین کیا لے گا
کوئی پرسنیہ ہوگا تو ہمیں وہ بخش کیا دیگا

مہاراجہ۔ یہ بالکل ستیہ ہے۔ آپ اپنی طبیعت کے مالک اور مرضی کے مختار ہیں۔ آپ کے سامنے ہر پرکار کے بندھن بالکل بیکار ہیں اگر آپ تندرستی کی حالت میں تشریف لے جاتے تو میں ہرگز اعتراض نہ کرتا۔ اور نام ماتر بھی اپنی طبیعت کو ناراض نہ کرتا۔ پرنتو بیماری کی حالت میں آپ کا یہاں سے تشریف لے جانا مجھ پر میری

آنے والی نسلوں پر میرے خاندان پر اور میری راج دھانی پر ایک ایسا داغ لگائے گا۔ جو قیامت تک بھی مٹنے میں نہ آئے گا ؂

جس طرح ہو سکے اب تو وچار اپنا بدل دیجئے
لگا ئیے داغ مت مجھ کو کلنک محکومت کیجئے
نہیں تو یہ سیاہ دھبہ زمانہ جو لگائے گا
قیامت تک میرے مستک سے مٹنے میں نہ آئیگا

سوامی جی۔ گھر ہمارا نہیں در ہمارا نہیں۔ دو دن کہیں چار دن کہیں کہیں دن رہیں گے۔ کہیں رات رہیں گے۔ اور سرشٹی نیم الوسار دکھ سکھ بھی ہمارے ساتھ رہیں گے۔ جس کسی استھان پر ہم کو روگ نے آدبایا۔ اور ہمارے دل میں وہاں سے چلنے کا وچار آیا۔ تو وہاں سے بھی یہی صدا ہمارے کان میں آئے گی۔ کہ آپ کے اس سمے چلے جانے سے میرے مستک پر کلنک کی سیاہی لگ جائے گی۔ تو بھونے راجن! ہم اس سیاہی کو کہاں کہاں اور کس کس کے مستک سے دھوتے پھریں گے کس کس کی بات مانیں گے۔ اور کس کس کے گرنگبہ ہوتے پھریں گے اور جس استھان پر ہمارا کال ہو جائے گا۔ تو آپ کے کتھن الوسار تو وہ تمام پرانت ہی پائمال ہو جائے گا ؂

یہ بچوں کی سی باتیں ہیں نہ ان میں سار ہے کوئی
مکاں کوئی ہمارا ہے نہ ہی گھر بار ہے کوئی
سکھی جائیں جہاں سے تو اسے کچھ دے نہیں جاتے

دکھی جائیں جہاں سے کچھ وہاں سے نہیں جاتے

مہاراجہ۔ نہ میں آپ سے یکتی دوارا جیت سکتا ہوں۔ نہ پرمان دوارا۔ کیول ایک ہی پرارتھنا کرتا ہوں۔ وہ بھی زبان دوارا۔ اگر آپ تا صحت لینے اس وچار کو بدل دیں۔ تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔ ورنہ آپ مانیں یا نہ مانیں۔ میری تو اس میں سخت ہانی ہے ؎

چین سے بیٹھنے اب مجکو زمانہ دے گا
مجھے اس بات کا ہر بات میں طعنہ دے گا
رشی بچار تھے تب گھر سے نکالا اس نے
قیمتی جان کو خطرے میں ہی ڈالا اس نے

سوامی جی کہنے والوں کی تو کوئی زبان نہیں پکڑ سکتا۔ اور کسی کے کہنے سے کسی پر پاپ بھی نہیں چڑھ سکتا۔ پرنتو آپ کی تسلی کے لئے ہم یہ لکھکر دیتے ہیں۔ کہ مہاراجہ صاحب ہمیں ٹھہرا رہے ہیں۔ پرنتو ہم ان کی اچھا کے دروددھ جا رہے ہیں۔ اب جو وچار ہو چکا۔ اس سے نہ آپ کے کہنے سے ٹل سکتے ہیں۔ اور نہ اپنی اچھا سے اس کو بدل سکتے ہیں ؎

کہنے والوں کی زباں کوئی پکڑ سکتا نہیں
تم تو کیا پرماتما بھی اُن سے لڑ سکتا نہیں
ہم نے پایا ہے یہاں آرام ہر پرکار کا
پھل بھی اچھا ہی رہا اس جگہ پر پرچار کا

مہاراجہ۔ اگر یہ کلنگ کا ٹیکا میری پراربد میں لکھا ہی ہے۔ تو میرا کیا بس چلتا ہے۔ جو کچھ ہونا ہے۔ وہ ہو کر ہی ٹلتا ہے۔ پرنتو آپ کس جگہ تشریف لے جائیں گے۔ کہاں اپنا علاج معالجہ کرائیں گے؟

کیا کہوں میں اور کس مکھ سے کہوں چپ ہوں نہ کچھ کہہ سکتا ہوں
آ رہی ہے جان مصیبت میں ہر ایک کے منہ کو تکتا ہوں
اس حالت میں کچھ بھی سیوا کر سکا نہ اپنے سوامی کی
مستک پر میرے لگنی تھی یہ سیاہی بھی بدنامی کی

(روتا ہے)

سوامی جی۔ راجن! ذرا دھیریہ کو کام میں لاؤ۔ پربھو ایشچا بات کے آنسو نہ بہا نسچنہ رکھو۔ ہم آپ کو بھول نہ جائیں گے۔ ذرا سہارا ہونے پر شگھری آپ کی راجدھانی میں واپس آئیں گے۔ ہمارا اجمیر جانے کا وچار ہے۔ کیونکہ وہاں کا ڈاکٹر اچھا سمجھدار اور ہمارا پورا واقف کار ہے۔ سمبھو ہے کہ کسی اوشدھی آوک کے سیون کرنے کی بھی نوبت نہ آئے۔ کیول جل وایو کے پریورتن سے ہی ہمیں آرام ہو جائے۔

مہاراجہ۔ سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ کہ جیسے آپ کی اچھا پرنتو میری اتنی پرارتھنا تو سویکار کیجئے کہ مجھے اجمیر تک ساتھ چلنے کی آگیا دیجئے۔

سوامی جی۔ یہ ہمارے سدھانت اور سنیاس دھرم کے بالکل وپریت ہے۔ کیونکہ نہ ہمارا کسی سے ورودھ ہے۔ نہ کسی سے ونشیش پریت ہی

اگر ہم اس پرکار دنیا کو ساتھ لگائے پھرتے۔ تو آج تک ہمارے ساتھ اتنا سموہ ہو جاتا۔ جو گننے میں بھی نہ آتا۔ اس موہ ممتا کے جال کو ہم پہلے ہی توڑ چکے ہیں۔ دوسروں کو ساتھ کیوں اٹھائے پھریں۔ جب اپنوں کو ہی چھوڑ چکے ہیں ؎

تکلف اس قسم کے زیب دیتے ہیں گھر ہستی کو
نہیں دیتے ہیں شوبھا یہ آڈمبر اک سنیاسی کو
نہ موہ ممتا میں پھنستے ہیں اکیلی جان رکھتے ہیں
نہیں اک وقت کے بھوجن کا بھی سامان رکھتے ہیں

مہاراجہ کوئی اُتر نہیں۔ کوئی جواب نہیں۔ آپ کے سنمکھ بولنے کی بھی تاب نہیں جیسی اچھا ہو کیجیئے۔ اور مجھے اپنا آشیرواد دیجیے بس اتنی پرارتھنا ہے۔ کہ اپنے سیوک کو بھول نہ جانا۔ اور اپنے سواستھ کی خبر بہت جلد پہنچانا۔

سوامی جی۔ تتھا استو۔ ہمارا آشیرواد لیجیئے۔ اور شتگھر یہاں سے ودا ع کیجیے۔

(پینس آجاتی ہے۔ سوامی جی اس میں سوار ہو جاتے ہیں۔ مہاراجہ جسونت سنگھ اپنی ایک خاص پیٹی سوامی جی کی کمر سے باندھتے ہیں۔ مہاراجہ کی خاص باڈی گارڈ حفاظت کے لئے اور سولہ کہار پالکی اٹھانے کے لئے تعینات ہو جاتے ہیں۔ پالکی اٹھتی ہے۔ اور مہاراجہ جسونت سنگھ بچشم تر کافی دور تک پالکی کے ساتھ جاتے ہیں۔)

ساتواں سین

اجمیر

سوامی جی ایک پلنگ پر لیٹے ہوئے ہیں۔ زہر شریر کے ایک ایک روم میں سے پھوٹ رہا ہے۔ تمام جسم پر آبلے پڑے ہوئے ہیں۔ اودگرد بہت سے سماجک اور دیگر شردھالو پُرش بیٹھے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹروں کا بھی تانتا بندھا ہوا ہے۔

ڈاکٹر لچھمنداس۔ تعجب ہے کہ کوئی دوائی بھی اپنا اثر نہیں دکھلاتی اور کسی طریقے سے بھی آپ کی بیماری کم ہونے میں نہیں آتی۔

سوامی جی۔ کوئی تعجب نہیں۔ سادھارن سی بات ہے کرتویہ کرنا منش کا کام ہے۔ سپھلتا پرماتما کے ہاتھ ہے۔

ڈاکٹر علی مردان۔ (سوامی جی کے جسم کا معائنہ کر کے) اوہ! یہ تو کسی بدذات نے اپنا منہ کالا کیا ہے۔ یعنی ان کو کسی سخت قسم کا زہر دیا ہے جس سے تمام جسم پھوٹ گیا ہے۔ اب تو علاج کا مرحلہ بھی ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے۔ مگر ہماری تمام سروس میں ایسا سخت جان انسان دیکھنے میں نہیں آیا جس نے باوجود اس قدر سخت تکلیف کے اپنا لب

تک نہیں ہلایا۔ جو کچھ انھیں تکلیف ہے۔ وہ ہم پر اچھی طرح ظاہر ہے ایسی شدت درد کا برداشت کرنا ہر ایک انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ دکھ اور تکلیف سے بالکل لاپرواہ ہو رہے ہیں۔ ایسے مزے سے لیٹے ہوئے ہیں۔ گویا آرام کی نیند سو رہے ہیں۔

ڈاکٹر لچھمنداس۔ یہ یوگی ہیں۔ تپسوی ہیں۔ تیجسوی ہیں۔ برہمچاری ہیں۔ یہ سب تپوبل اور برہمچریہ کی کرامات ہے۔ ایسے ایسے غیر معمولی دکھوں کا برداشت کر لینا۔ ان کے لیے معمولی سی بات ہے ؎

برہمچریہ کا پھل ہے اور اسی کی ہے مہربانی
جوان کی آتما میں ہے یہ استقلال لاثانی
انھیں دکھ کیا ستائے گا یہ دکھ کو بھون ڈالینگے
چاہے کتنا ہی دکھ ہو آہ نہیں منہ سے نکالینگے

علی مردان۔ دکھ اور تکلیف تو ایک طرف رہا۔ جیسے کیسے اس کو سہہ رہے ہیں۔ ہمیں تو اس بات کا بھی تعجب ہے۔ کہ یہ اب تک زندہ کیسے رہ رہے ہیں۔ ایسا سخت زہر؟ تو بہ توبہ خدائی قہر۔ جس کو دے دیا اس کی زندگی زیادہ سے زیادہ ایک پہر۔

لچھمنداس۔ یہ یوگ کی عظمت کا ظہور ہے۔ جس کے آگے ملک الموت بھی مجبور ہے ؎

موت پر قابو ہے جس سے ہے یہ شکتی یوگ کی
پیش کچھ چلتی نہیں یاں موت کی یا روگ کی

آتما یوگی کی اتنی پربل اور مضبوط ہے
موت بے بس ہے یہاں لاچار یم کا دوت ہے

سوامی جی۔ آتمانند! تم ہمارے پیچھے بیٹھ جاؤ۔ اور آہستہ آہستہ ہماری کمر سہلاؤ۔

آتمانند۔ جیسی آگیا۔

سوامی جی۔ بیٹا آتمانند! تمہاری کچھ اچھا ہو تو کہو۔

آتمانند۔ بھگون! میری تو کیول ایک اچھا ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ اچھے ہو جائیں۔

سوامی جی۔ بیٹا! ہم ہر حالت میں اچھے ہیں۔ ہر سمے آنند ہیں۔ جو کچھ تمہاری اچھا ہو تو کہو۔

آتمانند۔ گورو دیو! آپ کی دشا کو دیکھ کر میرا تو کلیجہ چھلنی ہوا جا رہا ہے آشچریہ ہے کہ آپ جیسی پوتر آتما کو بھی روگ ستا رہا ہے۔

سوامی جی۔ نہ ہمیں کچھ کشٹ ہے۔ نہ کوئی روگ ہے۔ بلکہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے۔ وہ شریر کا سوابھاوک بھوگ ہے۔

موہن لال۔ رشی ور! مجھے مہاراجہ سجن سنگھ جی نے اودے پور سے اس لئے بھیجا ہے کہ میں آپ کی خیریت کی خبر اُن تک پہنچا دوں۔ پرنتو آپ کی دشا دیکھ کر میں تو چکت رہ گیا۔ کہ انھیں کیا سوچنا دوں۔

سوامی جی۔ انھیں لکھ دو۔ کہ اچھے ہیں۔ پرکاش اور اندھکار ایک دوسرے کے وپریت ہے۔ دیکھئے کس کی ہار اور کس کی جیت ہے

گوپال گری۔ (آبدیدہ ہوکر) مہاراج! اب تو آپ بہت کشٹ پاچکے بہتیرے دکھ اُٹھا چکے۔ اب تو پرماتما اس ابھاگے دیش پر ترس کھائے اور آپ کا شریر تندرست ہو جائے۔

سوامی جی۔ نہ ہم نے کچھ دُکھ اُٹھایا۔ نہ کوئی کشٹ سہا۔ پرنتو یہ پرتیت ہوتا ہے۔ کہ یہ شریر جیو آتما کے رہنے کے یوگیہ نہیں رہا (کچھ روپے اور ایک دوشالہ دے کر) یہ ہمارے ہاتھ کا انتم اُپہار لے جاؤ۔ اور کسی اچھی جگہ اپنا سے دویا پراپتی میں لگا دو ؎

جس قدر آگیا تھی اس کی کام اتنا کر چلے
آگیا اس کا بلاوا تو قدم بھر بھر چلے
کچھ خوشی رہنے میں تھی مجکو نہ جانے میں ہے ڈر
ہیں جسی میں خوش ہوں جسمیں خوش میرا ایشور

گوپال گری۔ (روپے اور دوشالہ لوٹا کر) بھگون کلیجے تو ہمارے پہلے ہی چھلنی ہو رہے تھے۔ اس پرکار کی باتیں کر کے آپ ہمارے دل بھی توڑ رہے ہیں۔ کس کٹھن اوستھا کے اندر آپ اس اناتھ بھارت ورش کو چھوڑ رہے ہیں ؎

نہ جانے کس جنم کے کرم کا پُن آگے آیا تھا
نہ جانے کس کے تپ سے آپکو بھارت نے پایا تھا
ہوئی تھی آشا کچھ دیش کا کلیان ہونے کی
تیاری کر رہے ہیں آپ کشتی کو ڈبونے کی

(روتا ہے)

سوامی جی - ہرش کے سمے میں رونا کیسا؟ خوشی کے اوسر پر اداس ہونا کیسا - آتما اور پرماتما کا ملاپ ہو رہا ہے - اور تمہاری اور سے الٹا ولاپ ہو رہا ہے ؏

کیوں رودن کرتے ہو اتنا جا رہا ہوں میں کہاں
گود میں اس کی یہاں تھا گود میں اس کی وہاں
وہ وہاں جانے سے گھبرائے جو ہو دے پر خطا
آتما پاپوں سے جس کا دم بدم ہو کانپتا

گوپال گری - دھنیہ ہیں پوتر آتما دھنیہ ہیں - جو اس گھور بھیانک سمے میں بھی ہر پرکار سے پرسنیہ ہیں - یہ ہمارے دُربھاگیہ ہیں - جو ہم آپ کے جیون سے کچھ لابھ نہ اٹھا سکے - جو کام آپ نے آرنبھ کیا تھا اس کا پھل نہ پا سکے۔

سوامی جی - یہ پربھو کا کام تھا جب تک اس نے اوچیت سمجھا مجھ سے کروایا اس کے پشچات جسے اوچیت سمجھے گا - اس سے کروائے گا ؏

یہ جس کا کام ہے اس کا اسے اختیار ہے سارا
میرے دوارا کرائے یا کرائے اور کے دوارا
وہ جس کو یوگیہ سمجھے گا اُسے خود ہی سنبھالے گا
میرے ہاتھوں سے لیکر اور کے کندھے پہ ڈالے گا

گوپال گری - پربھو! تیری لیلا - پرمیشور! تیری مایا - تیری رچنا کا بھید

کسی نے نہ پایا۔

سوامی جی اس شوک اور چنتا کو اپنے من سے ہٹاؤ۔ نسچنت اور ساودھان ہو کر بیٹھ جاؤ۔

{سب ساودھان ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور سوامی جی وید منتروں کا اُچارن کرتے ہیں۔ اور تھوڑی دیر بعد خاموش ہو جاتے ہیں۔}

جیونداس ۔ رشی ور! اس سمے آپ کہاں ہیں؟

سوامی جی ۔ ایشور اچھا میں ؎

اس سمے جو ہرش ہے اس کا نہیں کوئی شمار
آتما پرماتما کی مل رہی ہے ایک تار
ایک شُر دونو کا ہے اور ایک دونو کا الاپ
اَب گھڑی یا دو گھڑی میں ہونیوالا ہے ملاپ

گوروت ۔ (دھائیڈ میں) تعجب ہے۔ حیرانی ہے۔ اتنا صبر؟۔ اس قدر استقلال۔ نہ جینے کی خوشی نہ موت کا ملال۔ موت تو وہ بھیانک ہستو ہے جس کے نام سے ہی کل دنیا ڈر رہی ہے۔ پرنتو اس مہاتما کے استقلال کو دیکھ کر نشچے ہوتا ہے۔ کہ ان کی آتما کے اندر کوئی خاص چیتن شکتی کام کر رہی ہے ؎

نہیں ڈر موت کا جس کو کوئی چیتن شکتی ہے
جو ہے بے خوف اتنا یہ کسی کی خاص بھگتی ہے

نہیں تو موت وہ دسنو ہے جسکا نام ہی سنکر
ہر اک انسان مارے خوف کے ہی کانپتا تھر تھر

سوامی جی ۔ کہو بیٹا! تم کیا وچار رہے ہو۔ بار بار میرے چہرے کی اور کیا نہار رہے ہو؟

گوردت ۔ پلٹ دیا۔ پلٹ دیا۔ اے پوتر آتما! آپ کی مرتیو نے میرے جیون کا نقشہ بالکل پلٹ دیا۔ مجھے آج تک کوئی بڑے سے بڑا فلاسفر ایشور کی ہستی کا قائل نہ کر سکا۔ دنیا کا کوئی مذہب مجھے اس سدھانت کی طرف مائل نہ کر سکا۔ پرنتو آپ کے اس سمے کے استقلال اور چہرے کے جلال نے میرے ناستکتا کے بھاوؤں کو بالکل چکنا چور کر دیا۔ اور آپ کے درڑھ ایشور وشواس نے مجھے کو پرماتما کی ہستی ماننے کے لئے مجبور کر دیا ہے

میں رہا تھا آج تک پڑھ کے مرے کا ناستک
آپ کے بھاوؤں نے مجھکو کر دیا ہے آستک
لابھ دایک زندگی اُپدیش دایک تھی اجل
میرے جیسے ناستک کا بھی دیا جیون بدل

سوامی جی ۔ پرماتما تمہارا کلیان کرے (جنتا سے مخاطب ہو کر) سجن پرشو! میرے مرتک شریر کو پرچلت سنیاسیوں کی پرتھا کے انوسار ندی میں مت دبانا۔ بلکہ پراچین ریتی کے انوسار ودھی پوروک اگنی میں جلانا۔ میرے شریر کی بھسم پر کسی پرکار کا مٹھ یا سمادھ آدک کداچت نہ بنانا

بلکہ میری ہڈیوں کی راکھ کو کھیتوں میں پھیلانا۔ تاکہ یہ برتھا نہ جائے اور نہیں تو کھاد کے ہی کام آئے ؎

دھرم کی خاطر تھا میرا جیون اور میرا جسم
دیش کے ارپن ہیں میری ہڈیاں میری بھسم
کرنے آیا تھا میں پرُاپکار اس سنسار میں
ہڈیوں کی راکھ بھی کام آئے پرُاپکار میں

آتمانند۔ بھگون! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ ہمیں دھیریہ دینے کی جگہ اُلٹا ڈُلا رہے ہیں۔

سوامی جی۔ آج کونسا پکش کون تتھی اور کیا وار ہے؟

آتمانند۔ آج کارتک کی اماوس اور دن منگل وار ہے۔ اور تھات آج دیوالی ہے۔

سوامی جی۔ تو آج ٹمٹماتے ہوئے دیپکوں کے دُھندلے اُجالے میں پرم پرکاش کی روشنی سمابت ہونے والی ہے۔

آتمانند۔ بھگون! کیا فرمایا؟

سوامی جی۔ کچھ نہیں۔ یدی کچھ سجّن باہر بیٹھے ہوں تو اُنھیں اندر بلالو۔ اور مکان کی چاروں دِشاؤں کے دروازے کھول ڈالو۔

آتمانند۔ جیسی آگیا۔

سوامی جی۔ اوم بھوربھوہ سوہ۔ تت۔ سوی تر۔ ورے نیم۔ بھرگو۔ دیوسیہ۔ دِہی۔ مہی۔ دھی یو۔ یونہ۔ پرچو۔ دیات۔ پرماتمن! یدی

پدی تیری ہی اچھا ہے۔ تو تیری اچھا پورن ہو۔ تیری اچھا پورن ہو۔
تیری اچھا پورن ہو۔

سانس کو ایک دم اندر کی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ پھر ایک دم باہر نکالتے ہیں۔ سانس کے ساتھ ہی اپنے پران پرماتما کے ارپن کرتے ہیں۔ سورج کی روشنی کے ساتھ ساتھ وِدّیا کا سورج غروب ہو جاتا ہے۔ اور بھارت کا بھاگیہ ایک نا معلوم عرصہ کے لئے پھر سو جاتا ہے۔

حاضرین کا ماتم

قسمت کے مارے روتے ہیں سارے غم کا نہیں کچھ شمار
دُکھ کا سنتا اب کون بھیا دیکھیں گے آنکھیں پسار
دھیرج صبر اور شانتی گئے ہاتھ سے چھوٹ — آج بھاگے دیش کی پرار بدھ گئی پھوٹ
طوفان بھاری نیا ہماری پڑی بیچ منجدھار
قسمت کے مارے ....

پراچین جو سبھتا آج گئی سب ڈوب — سنسکرت کا ہو گیا سورج آج غروب
ایسا لاثانی پنڈت اور گیانی ودیا تھی جس کی اپار
قسمت کے مارے ....

ودھوائیں سر پیٹتی روتے کھڑے اناتھ — ہے سوامی ہم کیا کریں کس کا پکڑیں ہاتھ
رکشک ہمارا سورگ سدھارا کس سے کریں ہم پکار

قسمت کے مارے ۔۔۔۔۔۔

بے زبان گئو دیں کہیں کر رہی ہا ہا کار — ان دنیوں کا رشی اب کریگا کون اُدہار
دن رات کٹتی جاتی ہے گھٹتی چلتا ہے ہر دم کوٹھار
قسمت کے مارے ۔۔۔۔۔۔

کون کریگا دیش ہیں ویدوں کا پرچار — کو بچائیگا انھیں پڑے ہیں جو بیمار
دین بھارت ہو رہا غاوت ہو وے گا کیسے سدہار
قسمت کے مارے ۔۔۔۔۔۔

مُردہ بھارت میں رشی ڈالی تم نے جان — بھارت ہت جسونت سنگھ دے دیئے اپنے پران
کُل جنید تو تھا آنند تو تھا تو دیا کا اوتار
قسمت کے مارے ۔۔۔۔۔۔

آٹھواں سین

رشی کی چتا پر خون کے آنسو

(ایک ودھوا خستہ حال پرملال روتی پیٹتی ہوئی آتی ہے)

ودھوا ولاپ

جل رہا غم سے ہر وقت سینہ — ایک پل بھی ہے دشوار جینا

لکھی قسمت میں خواری بیخواری لگ گئی جان کو وہ بیماری

بہ گیا خون بن کر پسینہ

ایک پل ... ...

ہو گیا بیری سارا زمانہ پرتھوی پر نہ کوئی ٹھکانہ

جانے کو بھی جگہ اب رہی نا

ایک پل ... ...

در بدر پھر رہی ہوں بھٹکتی سب کی آنکھوں میں ہوں میں کھٹکتی

سب گیا چھوٹ کھانا و پینا

ایک پل ... ...

بپتی پر لوگ جب سے سدھارے مٹے دنیا کے سارے سہارے

کونسی بپتا ہے جو سہی نا

ایک پل ... ...

ایسا کوہ الم سر پہ ٹوٹا سارا سمبندھ دنیا کا چھوٹا

ایک دن بھی تو کھیلی ہنسی نا

ایک پل ... ...

کوئی منہ سے نہ مجھکو بلائے رات کو نیند آنکھوں میں آئے

بیت جاتا مہینہ مہینہ

ایک پل ... ...

ایک رشی نے تھی دھیرج دلائی جان میں جان کچھ تھی آئی

موت کمبخت نے وہ چھینا

ایک پل

ناٹک

آہ! کیا بتاؤں۔ کہاں جاؤں۔ کس کو اپنا دکھ درد سناؤں۔ میری قسمت پھوٹ گئی۔ میری پراربد سو گئی۔ پتی دیو کے مرتے ہی ساری دنیا میری دشمن ہو گئی۔ ماں باپ کو مجھ سے پیار نہیں۔ ساس سسر میری شکل تک دیکھنے کے روادار نہیں۔ جنہوں نے کبھی بڑے لاڈ چاؤ سے پالا تھا۔ اپنا آرام و آسائش مجھ پر نچھاور کر ڈالا تھا۔ آج میری صورت سے بھی بیزار ہیں۔ جو بڑے لاڈ چاؤ سے بیاہ کر لائے تھے۔ وہ میرا جیون سماپت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ دن رات سوائے رونے دھونے اور آہیں بھرنے کے کوئی کام نہیں۔ مہینے ہی گذر جاتے ہیں۔ کہ نیند کا آنکھوں میں نام نہیں۔ اگر قسمت کی ماری گھڑی بھر دل بہلانے کے لئے کسی کے گھر چلی جاتی ہوں۔ تو مجھے نحوست کی نشانی سمجھ کر دور سے ہی دروازہ بند کر لیا جاتا ہے۔ یا بڑے ایمان کے ساتھ گھر سے نکال دیا جاتا ہے۔ غرضیکہ کتوں کا جیون ایک ودھوا کے جیون سے لاکھ درجہ اتم ہے۔ جس کی قسمت میں آٹھوں پہر ماتم ہی ماتم ہے۔ ان کروڑوں ودھواؤں کی دردشا اور آہ و زاری دیکھ کر رشی دیانند کے دل میں کچھ دیا آئی تھی۔ اور اس رشی نے ہماری کچھ دھیر بندھائی تھی

آشا ہوئی تھی۔ کہ شاید ہماری پراربد کچھ پلٹا کھائے۔ ہماری ریتی کا سمے سماپت ہو جائے۔ پرنتو ظالم موت نے ہم غم کی دکھیاؤں کے ساتھ نہ جانے کون سے جنم کا دیر نکالا۔ کہ ہماری تمام آشاؤں کو بالکل ملیامیٹ کر ڈالا۔ موت! ظالم موت تیرا پیٹ بھرنے کے لئے تجھ سی سینکڑوں نہیں ہزاروں نہیں۔ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں بدنصیب ہستیاں موجود تھیں۔ ان کو کھا لیا ہوتا۔ اچھی طرح اپنے پیٹ کی اگنی کو بجھا لیا ہوتا پرنتو تو نے یہ کیا انرتھ کیا۔ ہمارے ایک پریم ہتشی کو ہم سے کیوں چھین لیا ہے

جائیں کس کے پاس اپنا دکھ سنانے کے لئے
جگہ تک نہیں پرتھوی پر پگ ٹکانے کے لئے
تجھ سے آشا تھی۔ مگر تو ہی کنارہ کر گیا
مر گئیں مجھ سی کروڑوں ایک تو کیا مر گیا

سوامی —— سوامی —— (روتی ہے)

{ایک یتیم پیٹ سے بھوکا۔ تن سے ننگا۔ سردی سے کانپتا ہوا آتا ہے۔}

یتیم کا رُدن

ہائے ایشورا ہائے ایشورا۔ دینوں کا سوامی۔ دکھیوں کا حامی۔ ہائے کدھر چلا گیا ہائے ایشورا ... ...

مات پتا کا بچپن میں ہی سر سے اُٹھ گیا سایہ ہے
کون کسی کا بھائی بھتیجا۔ کیسا چاچا تایا ہے
دے گئے سب ہی دغا
ہائے ایشورا ۔۔۔۔
روٹی کے اک ٹکڑے کو ہم در در مارے پھرتے ہیں
جاتی کے دھنوانوں کے دواروں پر جا کر گرتے ہیں
کسی نہ سنی نہ صدا
ہائے ایشورا ۔۔۔۔
سانپوں تک کو دودھ پلانے والی ہندو جاتی نے
قوم کے بچے بھوکے مارے انیائی کل گھاتی نے
کہاں ہوگا ان کا بھلا
ہائے ایشورا ۔۔۔۔
لاکھوں مر گئے پیٹ سے بھوکے دیا نہ جاتی کو آئی
لاکھوں لے گئے مسلمان اور لاکھوں لے گئے عیسائی
کاٹیں گئووں کا گلا
ہائے ایشورا ۔۔۔۔
پرتھوی پر جب کوئی سہارا ہمیں نظر نہیں آیا تھا
رشی دیانند تو نے ہم دینوں کو گلے لگایا تھا
تو بھی دھکا دے چلا
ہائے ایشورا ۔۔۔۔

ناٹک

اوہ پرماتما! یہ کیا قہر سر پر ٹوٹا۔ ہم بدنصیبوں کا نصیب اور بھی پھوٹا۔ جب سے ماتا پتا کا سایہ سر سے جاتا رہا۔ سنسار کا ایک ایک دُکھ بھینکر روپ سے ہمارے سنمکھ آتا رہا۔ سکھ سمپتی تو گئی چولھے میں روٹی کے ایک ٹکڑے کے لئے ہم نے در در کی الکھ جگائی۔ پرنتو ان سانپوں تک دودھ پلانے والی دیا دان ہندو جاتی کے دل میں یہ ہم اناتھوں کے لئے نام ماتر بھی دیا نہ آئی۔ ہماری دیتی اور اس کرم ہین جاتی کی لاپرواہی کا ودھرمیوں نے انوچت لابھ اُٹھایا۔ اور ہندو جاتی کے لاکھوں بچوں کی چوٹیاں کاٹ کاٹ کر مسلمان اور عیسائی بنایا۔ بڑے بڑے تلک دھاری گھنٹوں مندروں میں پوجا کرنے والے پجاری جب کبھی ہمیں سامنے آتا ہوا دیکھ لیتے تھے۔ تو پہلے ہی مکان کا دروازہ بند کر لیتے تھے۔ اپنے بچوں کی بواہ شادیوں میں دل کھول کر روپیہ لٹایا ہزاروں لاکھوں روپیہ بھانڈوں اور کنجروں کو کھلایا۔ پرنتو اپنی جاتی کے اناتھ بچوں کو روٹی کا ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہ دلوایا۔ دھرم شٹی! تیرے دیاوان ہردے میں ہی ہم اناتھوں کے لئے درد تھا۔ اور تو ہی ہمارا سچا سہائک اور سچا ہمدرد تھا۔ پرنتو تو بھی ہمارا ساتھ چھوڑ گیا۔ ہماری آشاؤں کی لتا کو ادھر میں ہی توڑ گیا۔ اب ہمارے لئے کونسا ٹھکانہ رہ گیا ہمارا بیڑا تو منجدھار میں ہی بہ گیا ہے

کون ہے ہمدرد ہم دینوں کا اب سنسار میں
بہہ گیا بیڑا اناتھوں کا ہائے منجدھار میں
بے سروساماں ہیں چاروں طرف ظالم غنیم
ایک تو کیا مر گیا ہے۔ مر گئے لاکھوں یتیم

رشی۔ رشی۔ (روتا ہے)

(ایک اچھوت سر اور پاؤں سے ننگا پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے آتا ہے)

اچھوت کا دکھڑا

آج سنسار میں ہمدرد ہمارا نہ رہا
آسرہ جس کا ہمیں تھا وہ سہارا نہ رہا
آج تقدیر گئی پھوٹ دلت جاتی کی
ان کا رکشک نہ رہا ان کا پیارا نہ رہا
ہندو جاتی نے ستم دلتوں پہ جو ڈھائے ہیں
ایک پل کے لئے اب ان میں گذارا نہ رہا
گود میں کتوں تلک کو تو بٹھا لیں لیکن
ایک انسان کا سایہ بھی گوارا نہ رہا
چیونٹیوں تک کے بلوں پر تو بکھیریں دانے
اور اچھوتوں کے لئے جل کا سہارا نہ رہا

ایشوری نعمتوں پہ بھی قبضہ کئے بیٹھے ہیں
نعمتیں کس کی خود ایشور بھی ہمارا نہ رہا
نہ ہم انسان نہ انسان کے جنمے جائے
کسی ادھیکار پہ کوئی بھی اجارا نہ رہا
ہندو ہوتے ہوئے ہم کنوؤں پہ چڑھ نہیں سکتے
مسلماں ہو کے چڑھیں پھر انہیں چارہ نہ رہا
سانس لیتے ہیں ہوا میں تو ظلم کرتے ہیں
ظلم بھی وہ کہ کوئی جس کا کفارہ نہ رہا
مہرشی تو نے دکھائی تھی جھلک آشا کی
چل دیا تو ہی کوئی اب تو دوارہ نہ رہا
کون اُدھار اچھوتوں کا کرے گا سوامی
ناؤ منجدھار پڑی۔ کوئی کنارا نہ رہا

ناٹک

غضب ہو گیا ستم ہو گیا۔ اندھیر ہو گیا۔ مہرشی! تو موت کی گود میں کیا سو گیا۔ بیچارے اچھوتوں کا بیڑا تو منجدھار میں ڈوب گیا صدیوں سے اس دیاوان ہندو جاتی کے ہاتھوں نانا پرکار کے کشٹ سہہ رہے تھے۔ اور کتوں سے بُرا اپنا جیون ویتیت کرتے ہوئے بھی ان کے اندر رہ رہے تھے۔ ایک مسلمان یا عیسائی ان کے پاس آتا ہے۔ تو

بڑے آدر ستکار سے اُسے اپنے پاس بٹھاتے ہیں۔ بڑے ہرش سے اس کے ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہیں۔ پرنتو ایک اچھوت کا سایہ بھی اگر ان پر پڑ گیا۔ تو مانو کوئی بڑا زہریلا سانپ ان کے لڑ گیا۔ کتوں تک کو گود میں بٹھائیں۔ کیڑوں اور چیونٹیوں کے بلوں پر دانے بکھیر کر آئیں۔ پرنتو بیساکھ اور جیٹھ کی گرمی میں پیاس سے تڑپتے ہوئے اچھوت کو جل کا لوٹا نہ پلائیں۔ جب تک ہم ہندو جاتی ہے سیوک گنودن کے رکشک رام اور کرشن کے بھگت کہلائیں۔ تو یہ جاتی ابھیمانی دھرم اوتار پرماتما کے ٹھیکیدار ہمارے سایہ تک سے گھبرائیں۔ جب چوٹیاں کٹوا کر دھرم گنوا کر گئو بھکشک بن کر ان کے سنمکھ آئیں۔ تو یہ سب چھوا چھوت بھول جائیں ہندو رہتے ہوئے تو دھتکار دھتکار۔ مسلمان ہو کر آئیں۔ تو سب کچھ دینے کو تیار۔ جس کنوئیں پر لوہے کے ڈول سے ہمیں پانی بھرنے سے منع کریں۔ اُسی کنوئیں پر چمڑے کے ڈول سے پانی بھریں۔ رشی ور! تیرے ستیہ اپدیشوں سے اس ہندو جاتی نے کچھ کچھ ہوش سنبھالی تھی۔ اور تو نے اس مردہ جاتی کے اندر کچھ جان ڈالی تھی۔ تیرے بان روپی! اپدیشوں نے دھرم کے ٹھیکیداروں کے اندر ذرا ہلچل مچائی تھی۔ چھ کروڑ اچھوتوں کی بھی ٹک جان میں جان آئی تھی۔ کہ دوسروں کو جگا کر تو خود ہمیشہ کی نیند سو گیا۔ اور تیرے ساتھ ساتھ ہم غریبوں کی قسمت کا سورج بھی غروب ہو گیا ہے

ہم غریبوں کی رشی تقدیر ایسی تھی کہاں

ہاتھ ہمارے سروں پر رکھتا جو تجھ سا مہربان
زندہ کب دینگے یہ رہنے ہندو جاتی کے سپوت
ایک تو کیا مر گیا ہے مر گئے سارے اچھوت
دیالو ——— دیالو ——— (روتا ہے)

(بھارت ماتا غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی آتی ہے)

بھارت ماتا کے بین

اے دیانند ٹکڑے جگر کے مرے میرے سینے پہ کیا یہ ستم ڈھا گیا
میں تو بیٹھی تھی پہلے جنم کی جلی یہ نئی آگ کیا اور سلگا گیا
اے دیانند .. ..

پہلے کیا کم تھے اتنے زخم تھے میرے یہ نیا اور جگر کو لگا گیا گیا
میری آشائیں سب مل گئیں خاک میں میری آنکھوں میں اندھیرا سا چھا گیا
اے دیانند .. ..

کچھ پراربدھ اچھی تھی بیٹا میری لال تجھ سا میرے ہاتھ تھا آ گیا
کچھ تسلی ہوئی تھی مجھے بھی کہ اب بھاگ میرا بھی پلٹا ہے کچھ کھلا گیا
اے دیانند .. ..

مل گئیں ساری آشائیں اب خاک میں جب تو ہی بے رخی مجھکو دکھلا گیا
کر گیا رنج و غم میں اضافہ میرے تیر سینے میں اک اور ٹھلا گیا
اے دیانند .. ..

کانٹے کی بجائے زنجیریں میری رنج کی اور زنجیر پہنا گیا
رو رہے ہیں جو تیری چتا پر کھڑے کچھ ٹھکانہ انھیں نہ بتلا گیا
اے دیانند ....

کیا دشا ہو رہی میری سنتان کی روتے روتے جسم سارا کملا گیا
اب سوجھے تین کوئی جسونت سنگھ غم بہت کھایا اب غم مجھے کھا گیا
اے دیانند ....

ناٹک

میرے سپوت! تو ایسے سنکٹ اور وپتی کے سمے مجھے منجدھار میں دھکا دے گیا۔ جبکہ چاروں اور سے مجھ پر مصیبت کے بادل چھا رہے ہیں شترو ہر سمت سے منہ کھولے ہوئے کھانے کو آ رہے ہیں۔ کسی نے گردن دبائی ہوئی ہے۔ کسی نے زبان کو پکڑ رکھا ہے پرادھینتا کی بیڑیوں نے میری نس نس کو جکڑ رکھا ہے۔ تیرے بغیر میرے یہ سنکٹ کون مٹائے گا۔ اس منجدھار میں پڑے ہوئے بیڑے کو کون پار لگائے گا۔ یوں کہنے کو تو میری سنتان کی تعداد بڑی بھاری ہے۔ پرنتو اس کا کیا بتاؤں۔ یہ تو کیول مردم شماری ہے۔ اگر اتنی سنتان کسی یوگیہ ہوتی۔ تو میں آج غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی اپنی قسمت کو نہ روتی۔ ہر ایک کو اپنے اپنے سوارتھ سے کام ہے۔ کوئی ویسنوں میں پھنس رہا ہے۔ کوئی وشیوں کا غلام ہے۔ نہ کسی کو

ماتا کے دکھ کا خیال۔ نہ کسی کو اپنے بھائیوں کے سنکٹ سے ملال۔ کبھی وہ دن تھے کہ میں دوسروں کو انیک پرکار کے بھوجن کھلاتی تھی۔ انیک پرکار کے پدارتھوں سے ان کو ترپت بناتی تھی۔ کہاں یہ دن ہیں۔ کہ مجھ پر نحوست ہی نحوست برس رہی ہے۔ اور خود میری سنتان ایک روٹی کے ٹکڑے کے لئے ترس رہی ہے۔ ذرا دیکھ کہ میرے بھولے بچوں کی کیا دُردشا ہو رہی ہے۔ اناتھ بالک کس طرح بلک رہا ہے۔ دس ورش کی ودھوا کس طرح اپنے پران کھو رہی ہے چھ کروڑ کی تعداد کس طرح دھاڑیں مار مار کر رو رہی ہے۔ ان رونے والوں کو کیا کہہ کر چُپ کراؤں۔ کن شبدوں سے ان کی دھیر بندھاؤں۔ اور اس ہاہا کار کو دیکھنے کے لئے پتھر کا ہردے کہاں سے لاؤں ؎

ایسے سنکٹ کے سمے تو نے دیا مجھکو جواب
جبکہ میرے دُکھ مصیبت کا نہیں کوئی حساب
آہ میرا اُدھ بھاگیہ مجھ سے روٹھا خود پرماتما
ایک تو کیا مر گیا سب کا ہی کر گیا خاتمہ

دبیم کو بغل میں لے کر) مت رو میرے لال اب مت رو۔ (ودھوا کو گلے لگا کر) صبر کر میری بچی! صبر کر۔ (اچھوت کے آنسو پونچھ کر) دھیرج کر بیٹا۔ دھیرج کر۔ اگر رونے سے کچھ بن جائے گا۔ تو میں ہی بہتیرا رو لونگی میرے بچّو! تمہاری جگہ میں اپنے پران کھو لوں گی۔ پرنتو تمہارا رُودن دیکھنے کے لئے کس کی آنکھیں لاؤں۔ تمہارا ولاپ دیکھنے کے لئے

تینوں۔ ماتیشوری! بہتیرے دن صبر کیا۔ ایک ایک سانس کے ساتھ زہر کا گھونٹ پیا۔ اپنے ہی بھائیوں کے ہاتھوں بہت سنکٹ سہا۔ پر تو اب صبر ہمارے بس کا نہیں رہا۔ ایسے جیون سے تو موت ہزار درجہ لابھ دایک ہے۔ جبکہ نہ کوئی ہمارا رکشک ہے نہ سہایک ہے

بھارت ماتا۔ پترو! میرے کیا بس کی بات ہے۔ اب تو تمہاری پلا رہد پرماتما کے ہاتھ ہے۔ میں کیا بناؤں۔ کیا کہہ کر تمہیں تسلی دلاؤں۔ (تینوں کو بغل میں لے کر روتے ہوئے) میرے کرم ہین بچو! میں تمہارے لئے دیانند کہاں سے لاؤں ؎

رہ گئے سنکٹ ہی سنکٹ اب ہمارے واسطے
کہاں سے لاؤں دیانند میں تمہارے واسطے
چیخ لو رو لو۔ چلا لو۔ جتنا تم چلا سکو
ہے اسمبھو تم دیانند کو یہاں پھر لا سکو

(ٹپاخہ)

(فلاٹ پھٹتا ہے۔ اور رشی دیانند کی روح پرگٹ ہوتی ہے)

روح۔ ماتا! صبر کر اور ان دکھیاؤں کو بھی تسلی دلا۔ نہ سوئم رو اور نہ ان بیچاروں کو رلا۔ میرے لئے جتنی۔ میرے پربھو کی آگیا تھی۔ اتنے دن تیرے پوتر چرنوں میں بشرام کیا۔ اور جتنا مجھ سے ہو سکا اتنا تیرے ہت کے لئے کام کیا۔ اس میں سندیہہ نہیں۔

کہ جو کام میں نے آرمبھ کیا تھا۔ وہ سمپورن نہیں ہو سکا۔ ارتھات تیری جان کو جو روگ لگ رہے ہیں۔ ان کو پورن روپ سے نہیں کھو سکا۔ پرنتو تسلی رکھ میرا کیا ہوا۔ کام نشپھل نہ کیا جائے گا۔ میرا لگایا ہوا آریہ سماج روپی کلپ برکش ضرور پھل لائے گا۔ اس پربھادون کو چھوڑ۔ اور اسی سے اپنی آشاؤں کا رشتہ جوڑ ؎

ماتا میں اپنے بھائیوں کو کافی سے ادھک جگایا
آریہ سماج روپی میں اپنا کلپ برکش لگا آیا
جو بھائی ہونگے دکھی مرے یہ انگشٹ مٹائیگا
ہر دکھ سکھ میں ہر سنکٹ میں یہ تیرا ہاتھ بٹائیگا

(روح غائب ہو جاتی ہے)

بھارت ماتا۔ تیرا ایک بار اپنا چاند سا مکھڑا۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
ودھوا۔ سوامی! ایک بار درشن ۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔
یتیم۔ رشی! کدھر — کدھر — کہاں — کہاں۔
اچھوت۔ دیالو! ایک دفعہ — بس ایک دفعہ — کیول ایک دفعہ۔

ڈراپ

تمام شد

سردار جسونت سنگھ ورما لوہانوی کی بالکل تازہ تصانیف

سنگت بال شہیداں

گورو گوبند سنگھ جی کے صاحبزادگان کی شہادت کا پرتاثر جس خوبی سے اس کتاب میں دکھلایا گیا ہے۔ وہ پڑھنے اور سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ طرز بیان اس غضب کا ہے کہ ایک ایک لفظ سے بہادری برتا اور ثابت قدمی کا سبق ملتا ہے تو اور گیارہ سال کی عمر کے کمسن شہید جس بیخوفی اور دلیری سے صوبہ سرہند سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ وہ ان ہی کا حصہ ہے۔ ایک طرف موت منہ کھولے کھڑی ہے۔ دوسری طرف دہرم ہاتھ باندھے کھڑا ہے۔ ایک طرف دنیاوی جاہ و حشمت کے سبز باغ ہیں۔ دوسری طرف اپنے کل کی لاج اور اپنے فرض کی ادائیگی کا سوال ہے مگران ننھے شہیدوں کو نہ موت کا خوف ہے نہ دنیاوی جاہ و حشمت کی خواہش ان سب باتوں سے بالاتر ہوکر وہ اپنے دھرم پر قربان ہو جاتے ہیں۔ جو وحشیانہ سزا ان بچوں کو دیجاتی ہے۔ اسکو سنکر سننے والوں کے کلیجے کانپ جاتے ہیں۔ مگر کیا مجال کہ شہیدوں کی پیشانی پر بھی شکن آ جائے۔ اس مختصر جگہ میں تمام واقعات کو قلمبند کرنا ناممکن ہے۔ طرز بیان اور عبارت آرائی کی ضمانت کیلئے صرف مصنف کا نام ہی کافی ہے۔ جن کا زور قلم کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے

قیمت ایک روپیہ (عہ)

سنگت حقیقت رائے مکمل

باتصویر بنا اور تین ہاف ٹون کی نو ھد رنگ برنگ تصاویر کے ساتھ نہایت صحت و صفائی سے چھپکر تیار ہے تصاویر کو دیکھکر ہی تمام دردناک سین بائسکوپ کیطرح آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں۔ یہ کوئی فرضی فسانہ یا من گھڑت قصہ نہیں ہے بلکہ ہندو دھرم کے شہید صادق حقیقت رائے دہرمی کی شہادت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ جسنے صرف گیارہ سال کی عمر میں جبکہ ابھی اس عمر کے بچوں کو کھیلنے اور کھانیکی پوری سدھ بدھ نہیں ہوتی۔ اپنی لاثانی اور بے نظیر قربانی سے ہندو عظمت کو چار چاند لگا دئے۔ ماں باپ کا بڑھاپا۔ اپنی زندگانی۔ نوعمر بیوی کی جوانی۔ دنیا کی جاہ و حشمت ایک طرف ہے۔ اور صرف ہندو دہرم دوسری طرف مگر یہ کمسن شہید ان فانی چیزوں کو اپنے لافانی دہرم پر قربان کر کے زندہ جاوید درجہ کا حاصل کرتا ہے۔ اول تو یہ قصہ ہی سخت جگر سوز ہے۔ اس پر مصنف کا طرز بیان کچھ اس غضب کا ہے۔ کہ ایک سنگدل سے سنگدل انسان کے بھی لوں کے آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔ بلاشبہ اگر کوئی انسان اس کتاب کو بغیر آنسو بہائے ختم کردے تو انسانی درجہ سے بالاتر اور انعام پانے کا مستحق ہے۔ قیمت اردو صرف ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ) ہندی دو روپیہ (عہ) گورمکھی دو روپیہ (عہ) محصولڈاک ۔ ملنے کا پتہ: بیسنر گپتا اینڈ کمپنی لوہانہ ایس پی ریلوے

سردار جسونت سنگھ ورما ٹوہانوی کی دیگر جادو اثر تصانیف

سنگیت ہرلیشچندر

بھارت ماتا کے مایۂ ناز فرزند. آریہ جاتی کے قابل فخر سپوت تخت اجودھیا کے درخشاں ستارے مہاراجہ رامچندر جی کے جدامجد ستیہ دھاری ستیہ وکتا ستیہ دان ستیہ وادی مہاراجہ ہرلیشچندر کے نام نامی سے نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کا بچہ بچہ واقف ہے، جس نے راج جیسی نایاب چیز کو جس کیلئے دنیا میں خون کے دریا بہہ جسکے لئے دنیا کے شہنشاہوں نے اپنے باپ بھائیوں اور بھتیجوں کو تہ تیغ کرنے سے گریز نہ کیا. اپنی سچائی اور زبان کی پائیداری کے مقابلہ میں بالکل ہیچ سمجھا۔ اور ایک سادھو کے مانگنے پر تمام راج ایسی فراخدلی سے اسکے حوالہ کر دیا جس طرح ایک گرہستی معمولی روٹی کا ٹکڑا کسی بھکاری کی جھولی میں ڈالدیتا ہے. خود بکا رانی کو بیچا اپنے لخت جگر کو فروخت کیا۔ دنیا کی وہ مصیبتیں جو کبھی خواب میں بھی نہ دیکھی تھیں برداشت کیں. مگر باوجود اسقدر تکالیف اور مصائب کے سچائی کو ہاتھ سے نہ دیا دنیا کی بیشمار زبانوں میں اپنے اپنے ڈھنگ اور اپنے اپنے طرز میں اس مہان آتما کے جیون چرتر موجود ہیں۔ قیمت اردو ۱۲ار ہندی باتصویر (۱۲ار) گورمکھی باتصویر (۱۴ار)

سنگیت پرتھوی راج

جس کتاب کا پبلک عرصے سے نہایت بیقراری کے ساتھ انتظار کر رہی تھی. وہ چھپکر تیار ہو گئی کہ ہندو جاتی کے آخری عروج و اقبال کا ایک نایاب مرقع ہے. گھر کی پھوٹ اور باہمی جنگ و جدال کے خوفناک نتائج کی منہ بولتی تصویر ہے. اس کتاب کا مطالعہ آپکو بتلائیگا کہ کسطرح یہ جاتی بام عروج سے گر کر تحت الثریٰ پہنچی کیسری بہادروں کی دیرتا اور پرن پر تگیا کا نقشہ اس خوبی سے کھلایا گیا ہے کہ لفظوں میں اسکا اظہار نہیں کیا جا سکتا ایک ایک لفظ دیر اور کرونا رس کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہے. طرز بیان اور عبارت آرائی کی ضمانت کیلئے صرف مصنف کا نام ہی کافی ہے. جنکے زور قلم کا تمام زمانہ معترف ہے جنکی تصانیف کے شیدائی بلا امتیاز مذہب و ملت ملک کے ہر گوشے میں پائے جاتے ہیں. زیادہ تعریف اپنے منہ میاں مٹھو والی مثال ہے. منگوائیے مطالعہ کیجئے. ہماری بصدرفت.. مصنف کی عرقریزی کی داد دیجئے. کاغذ نفیس لکھائی چھپائی دیدہ زیب ہے. نیکے باوجود قیمت ہر دو حصص اردو ہندی اڑھائی روپیہ۔ ملنے کا پتہ:۔ گپتا اینڈ کمپنی [illegible] ایس. پی. ریلوے